

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226197

UNIVERSAL
LIBRARY

البدر

سینے

مشابہیر شہدائے بدر کی پاک زندگی کا سچا فوٹو و تاریخ عرب و جغرافیہ ملک
عرب کا سچا حال و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی سوانح عمری مع
حالات غزوات و جنگ بدر و اصحاب بدر کی پوری لالیف مع اسماء و کنیت
و ملائکہ بدر پر سرسید سے اختلاف اور اسکا پورا جواب مع تحقیق رجال و حالات

ضروری وغیرہ

جس میں سوانح عمری حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں

مرتبہ

ماہر جلیل ظہیر احمد شاہ ظہیری سہوانی مولف کتب اسلام تقیم بدایون جوی محلہ

مطبع منشی نو کشور لکھنؤ میں چھپا

۱۸۹۸ء

تقریب جناب عالم المعنی فاضل نوذعی منصور باطن شبلی طاہر مدوح اکابر
واصاغر شمس العلماء جناب مولانا شاہ محمد حسین صاحب آکہ آبادی

اذا تم بطور ایک گنام شخص ہو نہ علما میں محدود نہ مشائخ کی شمار میں ایسے ہیچیز کی رائے کیا اور افزین
یا نفرین اسکی کس مصرف کی مگر یہ ضرور ہو کہ علم کے جال بے زوال کا فریقہ اور اس کے حسن و لفظ
کا شیفہ ہوں تجلی محبوب کسی پیرایہ میں ظہور کر کے سامنے آئے عاشق دلدادہ سے بدون اشتہاد
اَنْ لَا حَیْبَ إِلَّا اَنْتَ کہ کیونکر ہاجاے اس وقت میرے سامنے علم کا بلال جال بدر ہو کر
پیش نظر ہو جسکی نور و ضیاء و شکر بصیرت و بصیر ہو یعنی رسالہ بدر میرے کرم معظم مولوی ظہیر احمد شاہ
صاحب کا تصنیف کیا ہوا میرے مطالعہ سے گذرا۔ اردو زبان میں آج تک میں نے تو ایسی کتاب
دیکھی نہ سنی تحقیق میں انتخاب تدقیق میں لاجواب متاخرین و متقدمین کی تحقیقات کا لب لباب تعجب
تو یہ ہو کہ ہر بدر کے لیے اول ہلاکت لازم ہو یہ حیرت انگیز بدر ہو کہ ابتدا ہی سے بدر ہو کہ عالم افزور
ہوا اور اپنی خداداد روشنی سے جمالت کا ظلمت سوز ہوا میرے نزدیک اس زمانہ میں ایسی تصانیف
کا ہونا کمال نفع بخش ہی نہیں بلکہ ایسے رسالوں کی مسلمانوں کو بے انتہا ضرورت ہو مصنف نے
جَزَاہُ اللہ خیراً محض معمولی تصنیف نہیں کی بلکہ اہل اسلام کے لیے خصوصاً نقشہ کا مان علم کا
ایک سرچشمہ فیض جاری کر دیا۔ میں نے نہایت عجلت میں بے اختیار یہ چند سطرین کتاب
کے اصلی حالات میں لکھی ہیں =

تقریب جناب شمس العلماء مولانا مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر مدرسہ العلوم علی گڑھ
فیلولو آلہ آبادیونور سٹی =

میں نے اس رسالہ کو اجالی طور سے دیکھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک مفید رسالہ ہو۔ اور معقول سطور
کے ساتھ لکھا گیا ہو۔ مصنف نے اصحاب بدر کی تحقیق میں نہایت محنت اور جانفشانی کی ہو و افعال
عام کتب سیر کے مطابق ہیں۔ مجموعی حیثیت ہے میں اس کتاب کو مفید اور اردو زبان کے لیے ایک مفید اضافہ

سمجھتا ہوں =

تقریظ جناب عالم کیا فاضل بی ہمتا مہر سچہ شریعت فلک طریقت حقیقت و مفت
اگاہ جناب مولانا شاہ محمد امانت اللہ صاحب فصیحی غازی پوری مرحوم

فقیر نے اس رسالہ البدیع کو سن اولہ الی آخرہ دیکھا ماشاء اللہ عجیب لطف اور معقول اسلوب کے ساتھ
حضرت مصنف صاحب نے تکمیل و تحقیق و تدقیق اور بڑی جان فشانی سے تحریر فرمایا ہو مجموعی حالت
اسکی لائق مرجع اور قابل تحسین ہو عام مسلمانوں کے فائدہ کی کتاب ہو کہ حالات شہدائے ہندوستان
واقعات کے ساتھ مرقوم ہیں فقیر اسکے معائنہ سے کمال درجہ مسرور ہوا بحوالہ اللہ حیوان الجزاء بڑی
خوبی اس میں یہ ہو کہ یہ رسالہ مع تحقیق رجال و فوائد جلیلہ کے ساتھ لکھا گیا ہو ہندوستان میں یہ پہلا
رسالہ ہو جو اپنا آپ نظیر ہو =

تقریظ جناب مستطاب علی القاب علم العلماء محب الفقر مقبول اہل اللہ
جناب اب محمد اسحاق خان صاحب ہذا درسی الیس من المہام ریاست رامپور دام قیام

میں نے البدیع کے بعض مقامات دیکھے ہیں اور جہان نگ سیر انیال ہو وہ ایک نہایت عمدہ تالیف ہو اور
ضرور جمہور مسلمانان کے قابل قدر ہو۔ مولف صاحب نے جو ایک بہت مستعد اور ذہین شخص ہیں بہت
سی مستند کتب سیر و تواریخ سے واقعات جنگ بدر کو اخذ کر کے ایک عمدہ گلدستہ تیار کیا ہو جسکی خوشبو
یقین ہو کہ بہت سے دماغوں کو تروتازہ کر گی اور ان مسلمانوں کو جنہیں علم عربی میں دستگاہ حاصل نہیں
ہو کہ وہ کتب عربی کا مطالعہ کر سکیں بہت صحت کے ساتھ اسلام کی ایک بہت بڑی ابتدائی جنگ کے
جس میں بڑے بڑے کار نمایان ہوئے ہیں پورے پورے اور سچے واقعات ظاہر کر گی یہ کتاب امید ہو
اردو زبان میں ایک عمدہ تاریخ سمجھی جائیگی =

تقریظ جناب افضل الحکما افسر الاطبا جناب مولوی حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب
بہادر دہلوی خلف الصدق حکیم محمود خان صاحب موم علاج خاص و شیر
با اختصاص نہر بانس جناب نواب محمد حامد علیخان صاحب بہادر والی ریاست

رامپور دام اقبالہم

میں نے "البد" کے بعض اجزاء کو دیکھا اسکے مولف مولوی ظہیر احمد صاحب ظہیری سسوانی ہین جکی ذہانت
اور محنت کا ثبوت انکی تالیفات سے آسانی مل سکتا ہے "البد" ایک ایسی تاریخ اور دلچسپ واقعے
کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے جس سے اردو کا ذخیرہ اب تک محروم تھا۔ ظہیری صاحب نے اس
خدمت سے نہ تھا اردو پر احسان کیا بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی کو شکرگزاری کا حق
دیا مجھے امید ہے کہ حضرت مولف صاحب کی یہ سعی شکور ہوگی اور ہندوستان کے مسلمان "البد" کی قدروانی میں سبقت

تقریظ جناب تاج العلماء حضرت مولانا حافظ حکیم قاضی علی احمد صاحب محدث
و مورخ رفیقین ایلن

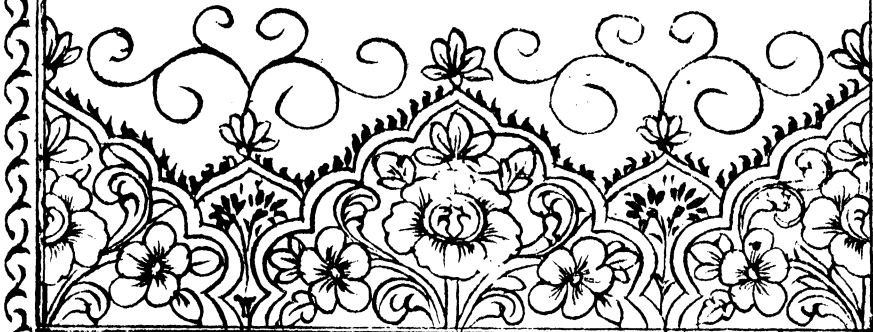
توسلنا باہل البیت جمعا + وبالاصحاب قمار بدوری + الی المولی الجیب لا بطی + فخص ربنا ما فی الصلوۃ
اللہم یا رب انی اسالک واتوجه الیک نبیک محمد بنی الرحمۃ وجبریل ومیکائیل واسرافیل والی کبر و عمر و عثمان
وعلی والباقرین من العشرۃ المبشرۃ وعمران بن حصین وجمع الصحابۃ والملائکۃ البدرین صلوة اللہ تعالی
علیہم اجمعین عزیز مولانا حافظ حکیم ظہیر احمد شاہ صاحب ظہیری صدیقی سسوانی نزیل بیون کی کتاب البد
کا لہذا تمام ہو محدثانہ تنقید رجال علیہ تصحیح اعلام ہونفت واعراب میں لاجواب ہو تحقیق و تدقیق میں انتخاب
ہو اب کہ علم کی جبل کا شباب ہو ایسے وقت میں یہ پہلی کتاب ہو مثلاً لا عین رأت ولا اذن سمعت
والباقی یوم التلاقی =

تقریظ جناب معین القوم انریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر ایل دوی کی سی ایس آئی علی گڑھ۔

رسالہ البدیع کو میں نے سرسری طور پر دیکھا۔ اس رسالہ کے مصنف ہمارے مخدوم مولانا ظہیر احمد شاہ صاحب
سہوانی ہیں۔ جنکا فضل و کمال اور تقدس اہل اسلام میں مسلم ہو۔ اور یہی فضل و کمال اور تقدس
اس رسالہ کے مقبول ہونے کے لیے کافی شہادت ہو مولانا نے غزوہ بدر اور اصحاب بدر کے حالات
لکھنے میں یقیناً نہایت محنت اٹھائی ہو اور بہت سی کتابوں کے ورق گرداننے کے بعد جنگی روایات
عامہ اہل اسلام میں تلقی بالقبول کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں ایک جدید تصنیف ملک کے سامنے پیش
کی ہو اور ہکو اسید ہو کہ کُلُّ جَدِیدٍ لَدُنْیَہُ کے خیال سے بہت سے لوگوں کی نظر اس سادہ
پر پڑیگی اور اسکو مولانا کا تبرک سمجھ کر آنکھوں پر رکھیں گے۔ جبکہ متعدد علما اور مشائخ نے اس رسالہ
پر تقریظ لکھی ہو تو اس رسالہ کی نسبت کوئی نئی بات لکھنے کی ضرورت نہیں ہو نہ مولانا کا فضل و
کمال اور تقدس ہماری تعریف کا محتاج ہو۔

تقریظ جناب مولانا حکیم رضی الدین احمد خان صاحب و فلیو پنجاب فی نیورسٹی ٹریٹ

دنیا میں جب کسی شخص جہت یا جدیدیت یا اکثر ترقی خواہ خواہ اس سے تمام آدمی انحراف حاصل کرتے ہیں
اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں جسکی مثالیں بہت مل سکتی ہیں ایسا ہی شخص غرض قوم سمجھا
جاتا ہو اسوقت میرے سامنے کتاب البدیع بھی ہوئی ہو اور اسکو میں بدیع کہتا ہوں مولانا ظہیری کی جہت
قابل تعریف ہو جو آپ نے البدیع میں دکھائی ہو آپ نے قوم کیواسطہ البدیع کو نہیں لکھا ہو بلکہ عالم کے
ہلال کو فلک کمال پر چمکایا ہو جسکی روشنی سے قوم کی آنکھیں منور ہو گئی آپ کی تصنیف و تالیف سے بہت
سی اور بھی کتب ہیں ملک و قوم جو کچھ بھی آپ کی قدر کرے کم ہو میں نے بے اختیار یہ چند سطر بطور
تقریظ لکھ دی ہیں البدیع بالکل تعریف کے واسطے میرے پاس اسوقت وقت کم ہو و السلام علی
سن اتبع المدے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسید وار رحمت رب العالمین و شفاعت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خادمِ قومِ پیر احمد شاہ ظہیری ابنِ جناب
مولانا حکیم فتح محمد صاحب سہوانی مقیم دایوں خدمتِ بنِ اربابِ فضل و ہنر کے عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ قدیم
سے علومِ قدیمہ کی روحِ عربی زبان کے جسم میں ساری ہوا اسلامی دنیا کے تمام فضلا اس زبان میں اپنی
تصانیف مدون کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ایسی تحقیق و تلاش سے مطالب ہم پہنچا کر خوش سلیقگی سے
منتظم کیا ہو کہ اس سے زیادہ و بہتر نہ کسی نے کیا اور نہ کوئی کر سکتا ہو۔ جس علم و فن کو دیکھا جائے انکی چراغ
ہدایت کی روشنی کے بغیر نگھین فائدہ نہیں اٹھا سکتیں ہر راہ کے وہی بدرقہ اور ہر مقصود کے وہی سبیل
ہیں۔ پس جس کام میں کسی جدید ذرت کا شمول کیا جائے وہ اپنی اسی حد تک جدت رکھتی ہو ورنہ
فی الاصل وہی کچھ ہو جو ظاہر کیا گیا اس حیثیت سے قدیم علوم و فنون کی تالیف و تصنیف ایسی ہو کہ
گویا چلی ہوئی راہوں پر چلنا یا چلایا ہوا نوالہ کھنا اگر ملکی ضرورتوں کے لحاظ سے اسکو دوسرے پیرایہ میں ظاہر
کرنا جس سے اسکی عام واقفیت خاص فائدہ مند ہو سکے ایک نتیجہ خوبی امر ہو چنانچہ اسی بنا پر ہندو ملک
و ترقی خواہ قوم حضرات نے علومِ قدیمہ کی کتابوں کے اپنے ملکی زبان میں تراجم کیے اور آسانی و عام فہمی
کے دریا بہا دیے جس سے ہر شخص سیراب ہوا اور قومی نیک نامی کے درخت میں شیریں ذائقہ ٹمرا یا۔
زبان کو وسعت ملی۔ معمولی کاروبار ہی کے لیے نہ ہی نگسالی اور کتابی بلکہ علمی زبان ہو گئی۔ تھوڑے ہی
عرصہ میں ہزار ہا کتب کی مالک بن گئی ہو اور کسی علم و فن کے جواہرات سے اسکا گنجینہ خالی نہیں۔ اس
خیال میں مجھے ہمیشہ انہماک رہا اور اپنے پرانگندہ خیالات کی فراہمی سے اکثر اوقات مختلف کتابیں نظر و

شکر کی اسی اپنی مادری زبان میں تالیف و تصنیف کر کے ہدیہ قوم و ملک کین اور اپنے جگر کا وی کا صلہ پایانی الحال میں نے غزوہ بدر کے حالات معتبر تاریخی کتابوں سے انتخاب کیے اور انکو جمع کیا۔ اہل جنگ کے نام۔ نسب۔ حال وغیرہ۔ چونکہ یہ امر بالبدایت ظاہر ہو کر آجکل ہمارے ہندی سلمان بھائیوں کو اگر کچھ قلعہ پہنچ سکتا ہو تو صرف اردو زبان کی تصنیف و تالیف۔ سے کیونکہ وہ ہماری مادری زبان ہو۔ عربی زبان و علم کی تعلیم و اعلم کا چرچا مغربی زبان کی اشاعت و سلطنت اسلامیہ کے انتراع نے کھودیا ہمارا سرمایہ علمی جو کچھ ہو وہ عربی زبان میں ہو مگر افسوس کہ اب ہمارے ہندی سلمان بھائی بوجہ عدم واقفیت اس سے متمنع نہیں ہو سکتے اس خیال نے مجکو اس امر کی جانب مایل کیا کہ میں ایک مختصر مگر جامع رسالہ اردو زبان میں اصحاب بدر کے حال میں لکھوں تاکہ عام مسلمان بھائی ان کے حالات و فضائل سے مطلع ہوں جس سے میرے خیال میں اکثر بخیر ہوں۔

سب جانتے ہیں کہ اصحاب بدر کی وہ شان عظیم ہو کہ خداوند تعالیٰ نے انکی صفت قرآن پاک میں فرمائی ہو اور والسابقون الاولون انھیں بزرگوں کی شان میں وارد ہو اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قطعی جتنی ہونیکا حکم فرمایا ہو لایدخل النار من شملہ بدراً و حدیثہ اور وجبت لکم الجنة مجھے ناپیر و ناکارہ پہچان انسان کی کیا مجال کہ ان حضرات رحمہم اللہ جمعین کے فضائل و محامد لکھنے کا دم بھرے مگر خیال مذکورہ بالا ایسے عظیم الشان کام کے انجام پر محض بامید فضل و کرم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمت باز تھی خدا کا ہزار ہزار شکر ہو کہ اُسے بطفیل اپنے جیب مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے میری آند کو پورا کیا یعنی میں نے یہ رسالہ بنچر و خوبی ختم کیا جہاں تک مجھے ہو سکا ہو میں نے بہت تحقیق و کوشش کے ساتھ روایات معتبرہ کو جمع کیا ہو میرے اس رسالہ کے ماخذ کتب احادیث و سیر معتبرہ و الکتاب المفصلہ میں الاستیعاب فی احوال اصحاب لابن عبد البر۔ و زاد المعاد فی ہدی خیر العباد لابن جوزی۔ خلاصۃ الوفا باحوال دار المصطفیٰ۔ و سیف النصر بالسادۃ الکرام اصحاب البدر۔ و صحیح البخاری و شروحه۔ و مشکوٰۃ المصابیح و شروحه اشعة المعات و المرقات۔ و تفسیر معالم التنزیل۔ و ہدیہ بہیہ لمولانا عبد الرحمن قانی و جالبۃ الکرب باصحاب سید العجم و العرب۔ تواریخ ابن ہشام۔ ابوالفدا۔ طبری۔ و تاریخ کامل ابن کامل ابن اثیر۔ و اسد الغابۃ فی ذکرا الصحابة۔ و تفاسیر قرآن و حدیث

و دیگر کتب و نیات و توایخ عربی و فارسی و انگریزی وغیرہ سے اس کتاب میں مجکو بہت کچھ مدلی ہے جسکے مصنفین کا میں کمال شکر گزار ہوں اور بطریق تاریخ ایک کتاب کو منظم کر کے نام اسکا البدر اور تاریخی نام ذکر و واقعہ بدر رکھا واقف کار حضرات جان سکتے ہیں کہ تالیف کس قدر دشوار امر ہے اور وہ بھی ایسے حضرات کے حالات کے تعلق جسکے تذکرے صد ہا کتابوں میں درج ہیں اور قوی و ضعیف روایات کی تمیز و فتح و دشوار۔ میں نے استعجالاً اس کتاب کو ترتیب دیا اور حتی الوسع کسی ضعیف روایت پر رخ نہ کیا۔ اول عرب کی مختصر ابتدائی حالت اور سوانح عمری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خرافہ ملک عرب لکھا اور پھر غزوہ بدر کے بالتفصیل حالات اور اصحاب بدر کے اسماء مبارک مع کنیت و مختصر و ضروری حالات اور انکے ورد و کار طریقہ مع فضائل انکے شامل کیا آخر میں کل اسماء شہدائے بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین لکھے۔ جسکی اجازت ورد اور مجاز اجازت دہی دیگر حضرات پیشگاہ بیرون شد مولانا مولوی سید محمد ولد ار علی شاہ صاحب مذاق بدایونی رضی اللہ عنہ سے ہو چکا ہوں = شائقین حضرات سے امید ہے کہ اس ناچیز کتاب کو قبول فرما کر میری عظیم جانگاہی و محنت کا صلہ اپنی حسن مقبولیت سے عطا فرمائیں گے۔

مختصر عرب کی ابتدائی حالت

ابتدائی زمانہ کی تاریخ عرب کچھ ایسی تاریک ہے کہ اس سے کسی طرح حکومت اور تمدن انسانی کے حالات پورے طور پر نہیں معلوم ہو سکتے نہ اس سے یہ پتا معلوم ہوتا ہے کہ آیا اہل عرب پہلے کون تھے اور کیا سے کیا ہو گئے بعض مورخین کہتے ہیں کہ پہلے اہل عرب ماہی گیر تھے اور جب اس میں اپنا گزارہ دیکھا تو ماہی گیری کو ترک کر کے چراوے کا پیشہ اختیار کیا اسبوجہ سے جنگلوں میں رہ پڑے اور جہاں پانی کا چشمہ دیکھا وہیں پر اپنے ڈیرے ڈال دیے اور اپنے چمڑے کے مبنو تان لیے جب وہاں جانوروں کے چارہ کا گذارا نہ دیکھا دوسری جگہ چل دیے یوں ہی خانہ بدوشی میں اپنی عمر گذرانی پوشاک میں صرف ایک چادر بطور تہ بند کر کے لپیٹ لیتے۔ کھانے میں نیم برشت گوشت = اونٹ کا دودھ = کھجوریں = اور کچھ نہ ہوتا تھا جائداد میں مویشی گھوڑے اونٹ لونڈی غلام ہوتے اور یہ ہی سرمایہ ناز تھا جکا نمونہ اب بھی فی زمانہ بدو قوم میں موجود ہے پھر جس قدر زمانہ کو ترقی ہوتی گئی اس قدر تہذیب و شائستگی بھی بڑھتی گئی۔ بعض قبائل جو تمدن پسند تھے انھوں نے اتفاق کر کے کچھ قطعات ملک بھی منتخب کیے اور اس میں اپنے ڈیرے ڈال کر ایک

آبادی کی شکل قائم کی اور انسانی طرز معاشرت میں زمانہ کی رفتار کے موافق کچھ پڑھنا لکھنا بھی سیکھ لیا اور تجارت و فلاح میں کوشش کرنے لگے جب اور قوموں نے دیکھا تو جلد جلد لوگ صنعت و حرفت میں لگ گیا ہونے لگے اور مختلف قسم کی دستکاری اور مختلف قسم کی تجارتوں سے اہل عرب بھی شہرہ آفاق ہو گئے مورخین کی رائے ہے کہ عرب میں جو قومیں قبل از اسلام موجود تھیں وہ باعتبار مذہب مختلف پانچ فرقوں پر تقسیم تھیں بت پرست - ستارہ پرست - خدا پرست - لامذہب - معتقد مذہب الہامی یعنی یہود و نصاریٰ۔ بالتفصیل ان کے حالات لکھنے کو ایک دفتر چاہیے کہ یہ پانچ فرقہ کیوں قائم ہوئے اور ان کے بانی کون تھے کیونکہ میں نے حالات شہدائے بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور ان کے شروع پر مناسب معلوم ہوا کہ میں اپنی کتاب عرب کی ابتدائی حالت سے شروع کروں تا اور تو میں اندازہ کر سکیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اسی عرب کی کیا حالت ہو گئی اسکے تو یہور میں مورخین بھی متہین کہ اہل عرب پہلے وقتوں میں آفتاب و ستاروں و بتوں وغیرہ کو پوجتے تھے اور بعد اسکے کچھ ایسے متفرق ہوئے کہ بعض تو اپنے بزرگوں کے طریقہ پر چلتے رہے اور بعض نے دین موسوی و عیسوی اختیار کر لیا۔ یہاں تک مذہبوں کا اختلاف ہوا کہ طرز معاشرت اور سیاست میں بھی اختلاف ہو گیا سیوجہ سے اُس زمانہ کو ایام جہالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر جسے وز سے آفتاب اسلام یعنی قرآن شریف کا نزول شروع ہوا اور بزرگوں کی کفر و شرک کا امتیصال ہوتا گیا قلب و خاطر ہر آدمی کا ذوق توحید و عبادت سے الامال و مطہ ہوا اور نور خدا پرستی سے تمام عالم مہر اوعلی سبیل الکمال منور ہو گیا۔ انتظار زمین سے کوئی شہر اور قصبہ نہ بچا جہاں سے خدا پاک کی تسبیح و تہلیل کی آواز نہ آتی ہو اور کوئی موضع اور قریہ نہ رہا کہ باعلان وہاں صدائے تنزیہ و تقدیس نہ جاتی ہو باخصوص ملک عرب میں تو شرک و کفر کی بالکل بیج کئی ہو گئی باوجود مرد و دہور آج تک شرک و کفر نے کسی طرح وہاں عود و ظہور کیا جہاں کی سفاہت و جہالت بیشتر جہاں میں ضرب المثل تھی اور جبکہ اتباع ادہام و پرستش اصنام صد ہا سال تک خاطر پسند و ہر دل عزیز رہی تھی جو عرصہ قلیل میں بائیس برس کی مدت میں قرآن پاک کی برکت اور حرارت ایمان و غایت نور عرفان کی بدولت ان لوگوں نے خدا کی راہ میں ترک مال و متاع اور صرف عزت و جان تک سے کیوقت دریغ کیا۔ اور تمام ملک عرب کو جمیع علوم و فنون کا مرکز و مرجع اور ہر طرح کی تہذیب و شائستگی کا معدن و منبع بنا دیا۔ ایسا

عجیب و غریب اور بیدجوش و خروش اسقدر شروع دینا سے لیکر اب تک کسی مذہبی تعلیم اور دین شریعت سے نہیں ہوا۔ دفعۃً ایسا تغیر و انقلاب نظر مخالفین میں اب تک باعث فرط تحیر و استعجاب ہو =
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نبولین اعظم کی رائے ہو کہ یہ امر تشریح طلب رہتا ہو کہ وہ
 امراہم جو یقیناً واقع ہوا یعنی دنیا کا فتح ہونا کس طرح سے پچاس یا ساٹھ برس کے عرصہ قلیل میں انجام
 کو پہنچا ہو گا اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ فتح کن لوگوں نے کی تو شاید یہی کہیں گے کہ بیابان کی قوموں نے
 جنگ کا حال جتنے سنا ہو کہ تعداد میں کم اور جاہل اور جنگ سے ناواقف اور ناشائستہ اور قوانین سے
 بے بہرہ تھے تاہم انھوں نے تربیت یافتہ لوگوں کا مقابلہ کیا جنکے وسائل آمدنی بکثرت تھے حرارت
 دینی سے یہ کراست نہوئی ہوگی کیونکہ حرارت دینی کو اپنی سلطنت قائم کرنے کے لیے وقت درکار ہو
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداک کا زمانہ صرف تیس برس رہا اور یہ جو کہا جاتا ہو کہ اسلام
 کی بنیاد جبرہ اور وہ تلوار کی تیز دھار کے خوف سے پسند کیا گیا اور ایسے جذب کی یہ تاثیر تھی کہ وہ
 وقتاً فوقتاً پھیلتا گیا۔ لیکن تاریخ کے پڑھنے والے سچائی سے کام لینے والے سیرت محمدی کے
 جاننے والے آغاز اسلام کے رہنا واقف کار جان سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ
 پہلی تلوار جو سرزمین مکہ میں بلند ہوئی اور جسکی گونج دشت و جبل میں دفعۃً پھیل گئی کیا تھی پھر کہتے ہیں
 کہ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا طاقت تھی اور وہ کونسے ایسے طاقت ور یار و مددگار تھے
 جو تلوار کی قوت سے اسکے آگے جوش ہمدردی میں اپنا قدم بڑھا رہے تھے اسکے بعد کیونکہ کہا جاسکتا
 ہو اور کیونکہ تسلیم کیا جاسکتا ہو کہ اسلام کی بنیاد اسلام کی اشاعت تلوار کے ذریعہ سے ہوئی البتہ تلوار سے
 بوجہ خاصیت کفار کے اسلام کی حفاظت کے لیے بطور حفاظت خود اختیاری کے کام لیا گیا جو عقل
 انسانی اور فطرت انسانی کا ایک صحیح عقلی قاعدہ اور تمام گذشتہ اور موجودہ اعوام کا مسلمہ قانون ہو میرا
 قول اس باب میں اگر مدعی ہونیکی وجہ سے قابل اعتبار نہیں ہو تو کلام مخالفین اسلام کو دیکھو کہ انگو
 بھی اس بابت کا اقرار ہو کہ اصل اول یعنی ذات و صفات خالق کائنات کا بیان سائر مذاہب و
 ادیان کی بہ نسبت اسلام میں کمال شرح و بسط ہو وہ کام جسکا اہتمام تمام آغاز عالم سے کیا گیا اور اسکے
 واسطے پانچ ہزار سال تک منجانب اللہ بیشمار انبیاء و رسل کا ارسال رہا اور ایسی بابت ہر ایک نے درجہ
 بدرجہ بہت کچھ محنت و سعی اور جانفشانی و عرق ریزی کی باوجود وسعت وقت و مزید فرصت کسی

اُسکا سر انجام نہ ہوا حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سبوت ہوئے اور اُنھوں نے اُسکا بیڑا اٹھایا اور بتایا کہ رانی اپنے کمال ہمت و استقلال کی بدولت وہ سارا بندوبست اختتام کو پہنچایا اور تصرف شیطانی کو کہ مدت سے روئے زمین پر چھوڑا تھا اکیدم سے اُڑایا اور لوگوں کو بند ضلالت و دامِ ترور سے چھوڑ دیا۔ دنیا سے جہالت و تاریکی اور شہات و شکوک و وہم پرستی کو شاکر گوگون کے دل و جان کو خدا کی وحدانیت و احاطہ قدرت اور غیر محدود کمالات سے حیات تازہ بخشی جان دیون پورٹ کتنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل میں ابہام بالکل نہ تھا قرآن سے خواہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے موحّد تھے آپ نے تبون اور آرمیون اور سیارات اور ثوابت کی پرستش کی بالکل ممانعت فرمائی اور یہ اسوجہ سے کہ ہر حادث کو فنا اور ہر طالع کو غروب لازم ہے اور جس چیز میں کہ خراب ہونے کا مادہ ہو اُسکو زوال ضرور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے یکساں کی پرستش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُسکی نہ کوئی شکل مقرر ہے اور نہ جگہ اور نہ اُسکے اولاد ہے اور نہ مشعل وہ ہمارے دل کے پوشیدہ بھید و واقف ہے قدیم ہے حادث نہیں ہے اور اُسکو ذاتی کمال عقلی حاصل ہے ان مضامین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے دوسری اور تساؤں اور اٹھاؤں صورتوں میں بیان فرمایا ہے مسلمان ان آیات و خبر کا کل عقیدہ رکھتے ہیں اور مفسرین قرآن نے انکی اس طرح تعریف کی ہے جیسے ریاضی کے حدود وغیرہ بیان کیے جاتے ہیں ایک موحّد حکیم بھی مسلمانوں کے عام عقیدہ کے موافق نہیں ہو سکتا ہے تمام مخلوقات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا کوئی خالق ضرور ہے اور اُسکا قانون ہر ایک آدمی کے دل میں موجود ہے۔ اور یہ بھی اُسبہن لکھتا ہے کہ وہ مذہب جسکی بنا قرآن شریف نے ڈالی ہے اُسبہن کمال وحدانیت ہے اور اُسبہن خدا تعالیٰ کا مضمون سمجھنے میں کچھ وقت اور ابہام نہیں ہے اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر مقام پر موجود ہے اور اُسکے حکم سے تمام عالم کا انتظام قائم ہے بلکہ اُن کی حکمرانی مانند یہ ہے کہ وہ صرف کل اشیاء کا خالق ہے اور قواعد مقررہ سے عالم کا انتظام کرتا ہے مگر آپ سب چیزوں سے علّیہ ہے اور سن بعد یہ کتنا ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرق میں پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے مذہب کو قائم رکھا اور بت پرستی کو ملک ایشیا اور افریقہ اور مصر کے اکثر حصوں سے بالکل نیست و نابود کر دیا چنانچہ ان ملکوں میں اب تک خدا تعالیٰ واحد حقیقی کی پرستش جاری ہے لاکھوں آدمیوں کے دل میں اس عرب کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اور باطنی برکتوں پر

نے جگہ پکڑی اور ہماری صاف باطنی اس امر کی متقاضی ہو کہ ہم یہ خیال کریں کہ حقیقت میں آپ کے
 معتقدین آپ کے دل سے قائل تھے اور یہ سچ جانتے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہو اور آپ سچ
 نبی ہیں۔ ضرور ہو کہ مشرکوں کو آپ کا مذہب بسبب اُسکے عمدہ قواعد اور قوانین کے خدا کی طرف الہام
 ہوتا معلوم ہوا ہو گا آپ کا مذہب زردشت کے مذہب سے زیادہ صاف معلوم ہوتا تھا اور جھوٹے اور فاسد
 مذہبوں کے مقابلے میں بہت عقل کے موافق لکھا ہو۔ ساتویں صدی عیسوی میں کتب آسمانی کی سادگی
 ان لوگوں کی بد اعتقادیوں سے جاتی رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی صداقت
 اس بات سے اور بھی زیادہ معلوم ہوتی ہو کہ اگرچہ اس مذہب کو کھلے ہوئے ایک عرصہ دراز منقضی ہوا
 مگر اسمیں اور مذہبوں کے مانند خالق کی جائے مخلوق کی پرستش وغیرہ نہ تھی اور اہل اسلام نے اپنے وہم
 اور قیاس کی متابعت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کی پرستش پر قائم رہے اور بجائے اُسکے بت کو نہ پوجنے لگے اور
 گنہگار نہ بنے۔ بڑا مشہور مورخ اور مفسر انگلستان ہر اپنی تاریخ میں لکھتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب
 شکوک و شبہات سے پاک ہو کہ کے پیغمبر نے بتوں کی انسانوں کی ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اس
 معقول دلیل سے رو کیا کہ جو شہ طلع ہوتی ہو غروب ہو جاتی ہو اور جو حادث ہو وہ فانی ہوتی ہو اور جو
 قابل زوال ہو وہ معدوم ہو جاتی ہو اُسے اپنی سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہو
 جسکی نہ ابتدا ہو نہ انتہا نہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اسکا ثانی موجود ہو جس سے اسکو تشبیہ
 دے سکیں وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادوں سے بھی آگاہ رہتا ہو۔ بغیر کسی اسباب کے موجود ہو۔ اخلاق
 اور عقل کا کمال جو اسکو حاصل ہو وہ اسکو اپنی ذات سے حاصل ہو ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے
 مشہور کیا اور اُسکے پیروں نے انکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن شریف کے مفسروں نے
 معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ انکی تصریح اور تشریح کی ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود
 اور اُسکے صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانوں کے مذکورہ بالا عقیدہ کی نسبت یہ کہہ سکتا ہو کہ وہ ایک ایسا
 عقیدہ ہو جو ہمارے موجودہ اور اک اور قواسم عقلی سے بہت بڑھکا ہو اسلیئے کہ جب ہم نے اس نامعلوم چیز
 کو زبان اور حرکت اور مادہ اور حس اور فکر کے اوصاف سے برار کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے
 کے لیے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول جسکی بنا عقل اور وحی پر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت
 سے اسکو کام کو پہنچی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ہندوستان سے لیکر امریکا تک موحد کے

لقب سے تمنا زمین اور تبون کو ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ شادیا گیا انتہی اور ڈاکٹر اسپرنگر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں لکھا ہے کہ انکو نکلنے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی اور
 آگتی ہوتی روئیدگی میں خدا ہی کا یہ قدرت نظر آتا تھا اور عرشِ رعد اور آواز آب اور طیور کے نغمہ
 میں حمد الہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنان جنگلون اور پُرانے شہروں کے خرابات میں خدا ہی کے
 قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے انتہی اور راڈ ویل دیا چڑھ کر قرآن شریف میں تحریر کرتا ہے کہ دلیلوں سے
 ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے
 ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت اور بت پرستی سے چھوڑا دین اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش انگلی یہ تھی
 کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الہی کا جو انکی روح پر بدرجہ غایت مستولی ہو رہی تھی اشتہار کریں =
 اور میوہ اپنی کتاب سیرتِ محمدیہ میں لکھا ہے کہ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور تمام جزیرہ عرب کی روحانی
 کیفیت بالکل سچس ہو گئی تھی گو ایک ضعیف اور ناپائدار سا اثر یہودیت اور نصرانیت یا فلسفہ کا عرب
 پر ہوا تھا جیسے کہ ایک دریا چہ غیر روان کے سطح کا ادھر ادھر لہر لہا مگر تہ میں محض سچس و حرکت نہا
 تمام عرب تو ہات و ظلم اور بدکاریوں میں غرق ہو رہا تھا یہ عام مسئلہ تھا کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی پیروی
 بیاہ لیتا اور انکے غورا و افلاس سے رسم و حرکشی بھی جاری ہو گئی تھی جیسے رسم ہندوؤں میں بعض
 جگہ ہندوستان میں قوم راجپوت میں ہو اور انکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی پر تھا اور انکا ایمان
 ایک سبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی سی ہمت کا انکا
 ایمان تھا انھیں کی رضا مندی مناتے تھے اور انھیں کی ناراضگی سے احتراز کرتے تھے قیامت اور
 جزا اور سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہوا انکی انھیں خبر ہی نہ تھی۔ گو ہجرت سے تیرہ برس پیشتر مکہ ایسی
 جہالت میں مبتلا تھا مگر ان تیرہ برسوں نے وہ اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑوں آدمیوں کی جاعت نے بت پرستی
 چھوڑ کے خدا کے واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الہی کی ہدایت کے مطیع
 اور متقاد ہو گئے اور خدا سے مطلق سے بکثرت و شدت سے دعا مانگنے لگے اور انکی رحمت پر مغفرت کی
 امید رکھنے لگے اور حسنات و خیرات و پرنہیز گاری اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرنے لگے اور
 شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال رکھتے اور یہ کہ وہی رزاقِ ماریے ادنیٰ حوائج کا خبر گیران
 ہوا ہر ایک قدرتی یا طبعی کیفیت میں اور ہر ایک امور و تعلقات زندگی میں بلکہ خلوت و جلوت کے

ہر ایک حادثہ اور تغیرات میں وہ خدا نے واحد کی قدرت کو دیکھنے لگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حیات تازہ بخشے والا سمجھتے جو کہ انکی سازی امیدوں کیواسطے ماخذ تھے اور انھیں کی مناسب اور کامل اطاعت کرتے تھے اس تھوڑے زمانہ میں مکہ اس عجیب و غریب تاثیر سے دو حصوں پر منقسم ہو گیا تھا جو بالاحاطہ قبیلہ وقوم ایک دوسرے کے در پر مخالفت و ہلاکت تھے۔ مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل اور شکیبائی سے برداشت کیا اور گویا کرنا انکی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی جہتی کی بردباری سے وہ لوگ تعریف کے مستحق ہیں۔ ایک تلوم دار و عورتوں نے اپنے ایمان عزیز سے انکار نکبہ کے اپنا گھر باہر چھوڑ کر جب تک کہ یہ طوفان مصیبت فرو نہوے جس کو ہجرت کر لی تھی اور پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے اور یہاں بھی اس عجیب تاثیر نے دو باتیں برس کے عرصہ میں ان لوگوں کے واسطے ایک برادری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئی تیار کر دی اہل مدینہ کے کانوں میں یہودی حثانی باتیں عرصہ سے گوش گزار کر چکے تھے مگر وہ بھی اُس وقت تک خوابِ غمش سے نہ چونکے جب تک کہ روح کو کپکپا دینے والی باتیں نبی عربی کی نہیں سنیں تب البتہ دفعتاً ایک نئی اور سرگرم زندگانی میں دم بھرنے لگے انتہی۔ اور یہ بھی اُس میں ہر کہ ہم بلاتامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آسنے یعنی اسلام نے ہمیشہ کیواسطے اکثر توہمات باطلہ کو جنکی تاریکی مدتوں سے عرب کے ملک جزیرہ نما پر چھا رہی تھی کا عدم کر دیا اسلام کی صدا سے جنگ کے رد و روت پرستی موقوف ہو گئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص ہر ایک جگہ احاطہ کیے ہوئے قدرت کا مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متقدون کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا مذہب اسلام میں سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی ہیں یہ ہر کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے اور بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہو کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں یمون کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنا چاہیے اور نشہ کی چیزوں کی مانعت ہو۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہو کہ اُس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہو جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ عام صفت

جسکی بدولت عرب کی طبیعتوں نے بیطرح گرمی ظاہر کی ایسی معلوم ہوتی ہو جیسکے ابھی مذکور ہوئی
اور انکی شوق آئینہ طبیعتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا
جنگل ذریعہ سے جانوں کو قوت اور قوتوں کو جوش اور خواہشوں کو مزاح حاصل ہوا مسلمانوں کے زور و ثروت
اکثر ایسے تھے کہ اپنے لشکر کشیوں کی کامیابیوں کو صرف اس بات کا نتیجہ سمجھتے تھے کہ ہمارا دین دین الہی
ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مسئلے تھے جنکی بدولت اہل عرب کو فیروز مندی حاصل
ہونی ضروری امر تھی اسلئے کہ خدا پرستی کا نتیجہ اور جہاد کا ثمرہ بہشت تھا اور آغاز و ابتدا میں بہادر
آدمی بہشت کے قابل سمجھا جاتا تھا اور سیور سیرت محمدیہ جلد اول میں لکھتا ہے کہ ہلکویہ بھی معلوم ہے
کہ جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ اپنے اصحاب
میں سے کسی ایک یا دو صحابی کو اس قبیلہ کے پاس بھیجتے تھے تاکہ انکو قرآن شریف اور ضروریات
دین اسلام کے سکھلائیں اور یہ بھی لکھتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ مذہبی امور کی تحریر لایا کرتے تھے اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ قرآن پاک کی سورتیں لیجاتے ہونگے جسکی صرف فصاحت سے اکثروں نے دین
اسلام قبول کر لیا۔ ہم اپنے تائید کلام کے لیے قرآن پاک کی میسوبین سورت کا ذکر کرتے ہیں۔ ہجرت
سے تین یا چار برس پیشتر کا ذکر ہے کہ حضرت عمر الفاروق بمشورہ ابو جہل بہ تیہ قتل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے گھر سے نکلے راہ میں خبر پائی کہ آپ کی بہن اور بہنوتی دونوں مسلمان
ہو گئے سیدنا عمر نے یہ خبر سنکر مصمم ارادہ کر لیا کہ پہلے ان دونوں کا کام تمام کروں بعدہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف جاؤں مگر جب اپنی ہمیشہ کے یہاں پہونچے اور سورہ طہ کی یہ آیت سنی لہ ما فی
السموات وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثوری لا الہ الا ہولہ الا انما عدا الحسنہ حضرت
عمر اپنے تمام اردوؤں سے باز رہے اور فوراً کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر تجدید ایمان کیا۔ ایہا الناظرین اسجگہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداک کی کچھ مختصر سوانح عمری بھی لکھیں تاہماری کتاب اس شرف
سے بھی محروم نہ رہے۔

سوانح عمری حضورِ مکرّم عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ذات اقدس کے سوا اور ظہیری کیا تھا

نور ہی نور تھا اللہ تھا اللہ اللہ

عنوان کتاب کو بہتر اس ذکر سے کوئی ذکر شایستہ نہیں اسلئے لاکھون دفتر سے ایک حرف آپ کی ثنا پاک میں لولا کہ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اور اُمّی شانِ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَی اُسکا بیان امر معروف اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتُهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا وَسَلِّمًا آپ کے لیے فرمان واجب الاذعان ہے صلی اللہ علیہ وسلم آپ صحیح النسب قریشی احسب ہیں آپ قبیلہ قریش میں شریف ترین نجیب الطرفین اور ہر دو جانب سے قریشی ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے منتخب اور برگزیدہ کر لیا کنانہ کو حضرت اسمعیلؑ کی اولاد سے اور برگزیدہ کر لیا قریش کو کنانہ سے اور منتخب کر لیا قریش سے بنی ہاشم کو اور چن لیا بنی ہاشم سے مجھ کو۔ ابوالفداء اپنی تاریخ میں ایک روایت حضرت سیدنا عمرؓ سے نقل کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کر کے جو ان میں سب سے بلند تھا اُسکو پسند کیا اور اُن آسمانوں میں سے جسکو چاہا اپنی بنائی ہوئی مخلوق سے آباد کیا۔ پھر دنیا پر اپنی مخلوقات پیدا کی اور انہیں سے آدمیوں کو برگزیدہ اور پسندیدہ کیا پھر تمام آدمیوں پر عرب کو شرافت دی اور عرب میں سے خصوصاً قبیلہ مُضر کو برگزیدہ کیا۔ اور اُس قبیلہ میں سے خاص قریش کو برگزگ بنایا اور قریش سے بنی ہاشم کو برگزگ تر بنایا اور تمام بنی ہاشم سے مجھ کو پسند کیا۔ اور ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہ سے ہے کہ آپ فرمائی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہا آپ سے حضرت جبریلؑ نے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک پھر کوئی قبیلہ یا قوم یا خاندان بنی ہاشم سے بہتر نہیں پایا اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پروردگار عالم نے ہمارے آبا و اجداد کو زنا اور فحش سے ہمیشہ محفوظ رکھا باپ کی طرف سے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ماں کی جانب سے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خنداے اسماء مبارک سے اسم مسکین کو آپ پسند فرماتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آپکی یہ دعا ہوتی اَللّٰهُمَّ اَحْبِبْنِیْ وَسَلِّکِنَا وَ اَحْسِرْنِیْ فِیْ رُفُوْدِ الْمَسٰکِیْنِ صلی

اللہ علیہ وسلم روزِ دو شنبہ بارہویں ربیع الاول ۳۷ھ قبل الهجرة مطابق اپریل ۷۷ھ ع واقعہ قبل کے
 چالیس روز بعد آپ کی ولادت باسعادت ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم ثوبہ لوندی ابولہب نے پہلے آپ کو
 دودھ پلایا پھر شرفِ حلیمہ سعدیہ کو ملا آپ نے حلیمہ سعدیہ کے آغوش میں پرورش پائی جب آپ دوسرے
 کے ہوئے تو شوقِ صدر رہا حلیمہ سعدیہ نے آپ کو مکہ معظمہ پہنچا دیا جب آپ بارہ برس کے ہوئے
 تب ابوطالب کے ساتھ سفرِ شام میں تشریف لینگے جب آپ بصرہ میں پہنچے حیزار ابہب نے
 آپ کو دیکھ کر کہا ہذا امید العالمین ہذا رسول العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب
 نے بحیرہ سے پوچھا تو نے کیونکر جانا اسے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جب تم درہ کوہ سے باہر آئے کوئی
 پتھر ایسا نہیں تھا جسے سجدہ نہیں کیا میں نے کتاب میں دیکھا کہ جمادات سجدہ نہیں کرتے مگر پتھر
 کو صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطالب سے کہا تم اُنکو شام مت لیجاؤ وہاں یہود اُنکے دشمن جان ہیں
 ابوطالب نے آپ کو مکہ معظمہ واپس کر دیا۔ دوسری مرتبہ آپ میرہ غلام حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ
 عنہا کے ساتھ تجارتِ شام کو تشریف فرما ہوئے میرہ نے واپس آکر عجائباتِ راہ اور آپ کی دیانت و
 امانت کی خوبیاں بیان کیں چونکہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کتبِ آسمانی سے واقف تھیں فوراً اپنے حضور
 سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسدِ عاشق کی آپ نے قبول و منظور کیا عمر شریف آپ کی اُس وقت
 پچیس سال کی تھی اولادِ امجاد آپ کی جو کچھ اس وقت تک اس عالم میں ہوا اور جو تباہ قیامتِ ربیگی وہ سب
 بطنِ حضورِ خدیجہ الکبریٰ سے ہوا آپ ہمیشہ غارِ حرا میں تشریف لیجاتے اور عبادتِ حق میں مصروف رہتے
 صلی اللہ علیہ وسلم قریبِ زمانہ بعثت میں آپ جس شجورِ جحرِ کھٹیف گذرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسول
 اللہ اور سجدہ کرتا۔ اکتالیسویں برس واقعہ قبل کے آپ پر وحیِ الہی کا نزول ہوا یہ پہلا موقع ہوا کہ
 اکتالیسویں برس اُنھویں تاریخ ربیع الاول دو شنبہ کے دن حضرت جبریل امین نے غارِ حرا میں آپ کو
 سورۃ اقرأ باسم ربک الذی سے مالم یعلم تک پڑھایا اور بعد تین برس کے سورہ یا ایہا المدثر
 نازل ہوئی اور آپ کو رسالتِ برحق اور نبوتِ کامل مرحمت ہوئی اکثر منکرین جب آپ کو دیکھتے بیاختہ
 کہتے تھے لیس ہذا الوجه کذا ین یعنی ہرگز یہ منہ جھوٹا نکاح نہیں ہوا اور فوراً بے طلب معجزہ کے
 ایمان لاتے۔ گیارہویں برس بعثت کے باتفاق اہل سیرت اسیسویں رجب کو معراج تشریف ہوئی
 بعض کہتے ہیں کہ حضور کو جسمِ ظاہر سے معراج ہوئی آپ مع جسمِ معراج کو تشریف لینگے بعض کہتے ہیں

کہ حضور کو روحی معراج ہوئی مگر یہ باتفاق ثابت ہو کہ حضور کو مع جسم معراج ہوئی = مولفہ اک پل پر گئے
آئے بھی اک پل میں فلک سے ۵۰ باقی تھی وہی گہمی بستر شب معراج ۴ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
سب سے پہلے معراج کی تصدیق کی صدیق خطاب پایا۔ تیرھویں برس بعثت کے اپنے مکہ سے ہجرت
فرمائی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے اپنی ردائے مبارک اڑھا کر اپنی جگہ سلا دیا۔

مولفہ

تھا جو کچھ حکم خدا حضرت کو وہ کرنا تھا اس	بستر راحت پہ چھوڑا ایکو بے پیش و پس
سخت نادانی جو بے سمجھے کہ چوہا ہوس	ایو باستحقا بعد از مصطفیٰ غیر از تو کس

انہما سادہ پاسے تھیں بر مکان مصطفیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ سے باہر نکلے کیسے
اچوندیکھا اور نعلین مبارک پاسے اقدس سے اتار لی اکتیوں پر چلے گئے کہ آپ کے پاسے مبارک زخمی ہو گئے
حضرت ابوبکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاڈھے پر سوار کر لیا اور غار ثور تک پہنچایا پھر اپنی چادر
پھاڑ کر اس غار کے سبب سوراخ بند کر دیے مگر ایک سوراخ رہ گیا جس پر اپنی ایڑی پائون کی رکھ کر حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر غار کے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں حضرت ابو بکر صدیق
کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سورہ ہے جس سوراخ کے منہ پر حضرت صدیق نے اپنا پائون رکھا تھا اس سوراخ
میں ایک سانپ تھا سانپ کو جب نکلنے کا راستہ نہ ملنا چاہو کر حضرت صدیق کے پائون میں کاٹا جسکی تکلیف
سے حضرت صدیق کے آنسو نکل پڑے بیابانی میں وہ آنسو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مصفا پر
گر پڑے جسکی وجہ سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی پوچھا صدیق خیر جو عرض کیا میرے
پائون میں سانپ نے کاٹا ہو فوراً حضور نے اپنا عذاب دہن حضرت صدیق کے زخم پر لگا دیا نے الفوز قدرت
خدا سے وہ زخم اچھا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ سانپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے پاس گیا تھا اور شوق زیارت بنی آخر الزمان ظاہر کیا تھا آپ نے اس غار کا نشان دیا تھا
کہ بعد ہجرت حضور وہاں تشریف لائینگے اسوجہ سے وہ سانپ وہاں منتظر زیارت بیٹھا تھا حضرت صدیق
جب سب سوراخ بند کر دیے اور اسکو کوئی موقع زیارت نہ ملا مجبور ہو کر اسنے کاٹا۔ اور مکڑی کی نسبت بھی لیا کہ
مذکور ہو کہ وہ بھی ایک مدت دراز سے منتظر قدم بیمنت لزوم تھی۔ کہو ترجمہ گھوسلانا کرانہ۔ دیے تھے

ایسی نسل اسوقت تک حرم شریف میں ہر روز دو شنبہ بارہویں یا تیرہویں ماہ ربیع الاول کو آپ داخل مدینہ طیبہ ہوئے اور بقولے سولہویں ربیع الاول ۳۱۰ھ بخت مطابق دوسری جولائی ۹۲۲ھ عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ اشہر ترین روایت تریسٹھ یا پینسٹھ برس کی ہوئی۔ ہزار ہجرات سے زیادہ اور بعض کہتے ہیں تین ہزار ہجرت حضور سے ظاہر ہوئے۔ اخلاق محمدی حضور کا اس درجہ بر تھا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس برس خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہا اور کبھی غلطی سے مجھے کوئی کام بھی بگڑ گیا تو حضور نے مجھے کبھی یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام بڑا کیا اور کیوں کیا اور جب ہم اچھا کام کرتے تو آپ دعا فرماتے اور جب کوئی ناخوشی کا کام کرتے تو آپ فرماتے کہ ان اموالہ قل دأمر قد وداصلہ اللہ علیہ وسلم کام کا یہ عالم تھا کہ آپ گھر کا کام سکے ساتھ مل کر کرتے اور اگر نادانی کی راہ سے کوئی آپ کو کسی کام کو کہتا تو آپ منع نہ فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جو سواری لمباتی تو آپ اسی پر اکٹھا فرماتے =

حلیہ شریف صلی اللہ علیہ وسلم

قد شریف میانہ اور بیناں سربارک بزرگ بعد اعتدال۔ موی سر گھونڈا لے گا۔ نہ تابدوش اور گلے بازہ گوش رہتے۔ روئے شریف رات جمال الہی اور آئینہ انوار آفتابا ہی۔ چین نورانگین واضح اور کشادہ۔ ابرو سے باریک مانند تیغ عریان قریب بہ پیوستگی مثل کمان۔ چشم سرگین بہت شرگین بادہن سے سرشار اور سرخ سرخ ڈورے اسین خوشنما نمودار۔ مژگان دراز و زیبا۔ گوش مبارک دور و نزدیک سے یکساں شنوا۔ بینی پر انوار بلند تھی اور اسپر نور کا ابھار تھا۔ رخسار سے نرم نرم برنگ گل احمر۔ لہاسے نازک برنگ گل تر۔ دندان نور افشان مثل گوہر آبدار جب قسم فرماتے تو دانتوں کی چمک سے در دیوار تک منور ہو جاتے۔ صورت احسن۔ اور فصاحت و بلاغت جسدہ آپ کو تھی کسی اور کو خالق کی تانے ندی تھی۔ حیۃ مقدس کمال زیبا اور خوب گھنی ہوئی خوشنما۔ گردن شریف برنگ مینا سے بہت بہت معفا۔ شانے اونچے اونچے اور انہر بال اور دونوں میں کچھ جدائی تھی۔ بغل شریف صاف جس سے ہوسے مشک پیدا۔ سینہ مبارک چوڑا اور فی الجملہ ابھرا ہوا تھا شکم مبارک نہایت ہموار اور صاف تھا مگر ایک خط سوسے باریک سینہ سے ناف تک ہویدا۔ دونوں شانوں میں مہر نبوت چنانچہ حدیث شریف

مین آیا ہر وہاں کفہ خاتم النبوتہ و هو خاتم النبیین - دست مبارک دراز و کلایان
چوری اور پر گوشت - انگلیان دراز موافق اعتدال - ناخن شریف غیرت ہلال پندلیان بہت
مصفا اور باریک کم گوشت نہ چندان دراز نہ چندان عریض بدرجۃ اعتدال - قدم مبارک کبھی خاک راہ
سے آلودہ نہ ہوا جسم شریف آپکا کمال روشن اور نورانی تھا - اور جو اعضا و اعضا سے بدن مبارک سے
تھا خوشنما اور کمال و ملکوت اور دلربا تھا - چنانچہ برابر بن عازب صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کو
شب ماہ میں جلمہ سرخ دھاری دار پہنے ہوئے دیکھا چشم شوق سے بار بار آپکے جمال پر انوار کو میں دیکھتا
اور ماہتاب پر نظر کرتا تھا قسم ہو خدا سے بزرگ کی کہ جسم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چاندنی
روشن تھا اور اس سے زیادہ پر نور تھا صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ تعداد غزوات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کو آگاہی کے لیے قلمبند کریں لہذا -

تعداد غزوات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں

ابو ابراہیم صفر ہجرت سے ایک برس بعد یہ غزوہ قریش و بنی حمزہ سے واقع ہوا -
بواط باہ ربیع الاول ہجرت سے ایک برس بعد آپسے سائب بن مفلون کو مدینہ کا حاکم کر کے آپ
اس غزوہ میں تشریف لیگئے اور ربیع الاول کے آخرین آپ فوجیاب ہوئے -
عشیرہ باہ جمادی الاولیٰ بعد ایک برس ہجرت کے یہ غزوہ قریش سے واقع ہوا -
بدر اولیٰ باہ جمادی الآخر ہجرت کے ایک برس بعد مدینہ میں زید بن حارثہ کو چھوڑ کر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اس غزوہ میں تشریف لیگئے اور بعد فتح کے تین ماہ قیام کیا -
تخلہ باہ شعبان المعظم سنہ ایک ہجری اس غزوہ میں آپ نے عبداللہ بن جحش کو ساتھ آٹھ مہاجرین
کے بھیجا اور اسی ماہ میں قبلہ بیت الاحرام کی جانب مقرر ہوا -

بدر کبریٰ باہ رمضان المبارک سنہ ایک ہجری میں یہ لڑائی ہوئی اسی غزوہ کے متعلق یہ کتاب البدن
ہو جسکے شرح حالات اس کتاب میں درج کیے گئے ہیں اس لڑائی میں ایک عرشیہ یعنی ایک تخت
آپکے واسطے تیار کیا گیا اور آپ نے اپنے دست مبارک سے تیر پھینکا اور ملائکہ آپکی مدد کیواسطے
حاضر ہوئے اور ابوجہل مارا گیا -

بہی سلیم باہ شوال سنہ ہجری یہ غزوہ بدر کبریٰ سے سات روز بعد واقع ہوا -

شویق باہ ذی الحجہ ستمہ ہجری اس غزوہ میں ابوسفیان سے لڑائی ہوئی۔
 ذی امر باہ ذی الحجہ ستمہ ہجری اس غزوہ میں اپنے حضرت عثمان کو حاکم مدینہ کر کے آپ
 تشریف لگئے اور جلد فتح ہوئی۔

فرع باہ ربیع الاول ستمہ ہجری یہ غزوہ ساتھ قریش کے واقع ہوا اور اپنے دو مہینے فرع
 قیام فرمایا۔

زید بن حارث جادی الآخر ستمہ ہجری میں یہ غزوہ کنارہ دریا پر واقع ہوا اور خویصہ ابن مسعود
 ایمان لائے۔

احد = باہ شوال ستمہ ہجری اس غزوہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کے ہاتھ سے شہید
 ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ صاحب لوا ہوئے۔

ذات الرقاع جادی الاول ستمہ ہجری اس غزوہ میں ابوذر غفاریؓ کو مدینہ کا حاکم کر کے آپ
 کو تشریف لگئے۔

بدر الموعد باہ شعبان ستمہ ہجری اس غزوہ میں قریش کے ساتھ لڑائی ہوئی۔
 دوامہ الجندل باہ ربیع الاول ستمہ ہجری اس غزوہ میں سبلع غفاری کو حاکم مدینہ کیا اور آپ
 تشریف لگئے۔

خندق ایسا نام جنگ اخاب بھی ہے باہ شوال ستمہ ہجری اس غزوہ میں قوم غطفان سے
 لڑائی ہوئی اور خندق کھودا گیا اور بہت سے معجزات ظاہر ہوئے۔

بنی قریظہ ستمہ ہجری اس غزوہ میں حضرت جبریلؑ نے اگر قوم مخالف کو تباہ کیا۔

بنی نجیان باہ جادی الاولی ستمہ ہجری

ذی فرباہ جادی الاولی ستمہ ہجری بعد

بنی المصطلق باہ شعبان المعظم ستمہ

انک کیا اور آیتہ تطہیر نازل ہوئی۔

خیبر۔ باہ محرم الحرام ستمہ ہجری اس غ

بنایا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے

موتے باہر جہادی الاولیٰ شہید ہجری اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو اول سردار لشکر کا کر کے بھیجا
پھر آپ تشریف لگئے =

فتح مکہ باہر رمضان المبارک شہید ہجری اس غزوہ میں ابوسفیان ایمان لائے اور حضرت بلال
رضی اللہ عنہ نے یوم فتح کعبہ میں اذان کہی =

حنین - شہید ہجری یہ غزوہ بعد تھوڑے دن کے فتح مکہ سے واقع ہوا اس غزوہ میں ملائکہ واسطے
مرد کے آئے =

بکول باہر رجب المرجب شہید ہجری اس غزوہ میں حضرت کی دعا سے پانی برسا اور مسجد ضرار کے
کہ منافقین نے بنائی تھی واسطے تخریب ایمان کے توڑنے کو حکم ہوا -

عبداللہ بن رواحہ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو مع چند اشخاص واسطے
مارنے بشیر کے بھیجا =

عبداللہ بن انیس اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو واسطے قتل
خالد بن سفیان کے روانہ کیا =

دات السلاسل اس غزوہ میں بطلب عمرو بن عاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابوبکر و عمر وغیرہ صحابہ کو بھیجا =

عبداللہ بن غالب اس غزوہ میں واسطے لوستے بنی لویج کے عبداللہ بن غالب کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا =

بن ابی خدیج اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو روانہ کیا
فرمایا اور واسطے لڑائی کے بھیجا =

ابی عبیدہ اس غزوہ میں آپ نے عبیدہ کو توشہ دان خراج عینیت فرمایا اور لڑائی کو بھیجا =
عمرو بن امیہ - اس غزوہ میں آپ نے عمرو بن امیہ کو واسطے لڑائی ابی سفیان کے روانہ فرمایا =

سالم - اس غزوہ میں سالم کو لشکر کا سردار بنا کر آپ نے روانہ کیا =
عمیر - اس غزوہ میں آپ نے عمیر کو سردار لشکر بنا کر طرف بنی حذیفہ کے لڑائی کی واسطے روانہ فرمایا -

بعض مورخین کی رائے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انیس لڑائیاں ہیں بعض کہتے ہیں کہ

شوق باہ ذی الحجہ ستمہ ہجری اس غزوہ میں ابوسفیان سے لڑائی ہوئی۔
 ذی امر باہ ذی الحجہ ستمہ ہجری اس غزوہ میں اپنے حضرت عثمان کو حاکم مدینہ کر کے آپ
 تشریف لگئے اور جلد فتح ہوئی۔

قرع باہ ربیع الاول ستمہ ہجری یہ غزوہ ساتھ قریش کے واقع ہوا اور اپنے دو مہینے فرع میں
 قیام فرمایا۔

زید بن حارث جادی الآخر ستمہ ہجری میں یہ غزوہ کنارہ دریا پر واقع ہوا اور خویصہ ابن مسعود
 ایمان لائے۔

احد = باہ شوال ستمہ ہجری اس غزوہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کے ہاتھ سے شہید
 ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ صاحب لوا ہوئے۔

ذات الرقاع جادی الاول ستمہ ہجری اس غزوہ میں ابوذر غفاریؓ کو مدینہ کا حاکم کر کے آپ نخلہ
 کو تشریف لگئے۔

بڑا الموعد باہ شعبان ستمہ ہجری اس غزوہ میں قریش کے ساتھ لڑائی ہوئی۔

دوامة الجندل باہ ربیع الاول ستمہ ہجری اس غزوہ میں سبلع غفاری کو حاکم مدینہ کیا اور آپ
 تشریف لگئے۔

خندق ایک نام جنگ اعراب بھی ہو باہ شوال ستمہ ہجری اس غزوہ میں قوم غطفان سے
 لڑائی ہوئی اور خندق کھودا گیا اور بہت سے ہجرات ظاہر ہوئے۔

بنی قریظہ ستمہ ہجری اس غزوہ میں حضرت جبریل نے اگر قوم مخالف کو تباہ کیا۔

بنی نجیان باہ جادی الاولی ستمہ ہجری بعد چھ مہینے فتح بنی قریظہ کے یہ غزوہ واقع ہوا۔

ذی فرد باہ جادی الاولی ستمہ ہجری بعد چھ روز غزوہ بنی لیحان سے واقع ہوا۔

بنی المصطلق باہ شعبان المعظم ستمہ ہجری اس غزوہ میں حضرت عائشہ صدیقہ پر بخلاف بنی
 انک کیا اور آیہ تطہیر نازل ہوئی۔

خیبر = باہ محرم الحرام ستمہ ہجری اس غزوہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صاحب رابت

بنایا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا اور اہل خیبر کی صلح واقع ہوئی۔

موتہ باہ جہادی الاولیٰ شہہ ہجری اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو اول سردار لشکر کا کر کے بھیجا
پھر آپ تشریف لگے =

فتح مکہ باہ رمضان المبارک شہہ ہجری اس غزوہ میں ابوسفیان ایمان لائے اور حضرت بلال
رضی اللہ عنہ نے یوم فتح کعبہ میں اذان کہی =

حنین۔ شہہ ہجری یہ غزوہ بعد تھوڑے دن کے فتح مکہ سے واقع ہوا اس غزوہ میں ملائکہ واسطے
مرد کے آئے =

بنو کلبہ باہ رجب المرجب شہہ ہجری اس غزوہ میں حضرت کنی دعا سے پانی برسا اور مسجد ضرار کے
کہ منافقین نے بنائی تھی واسطے تخریب ایمان کے توڑنے کو حکم ہوا۔

عبداللہ بن رواحہ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو مع چند اشخاص واسطے
مارنے بشیر کے بھیجا =

عبداللہ بن انیس اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو واسطے قتل
خالد بن سفیان کے روانہ کیا =

ذات السلاسل اس غزوہ میں بطلب عمرو بن عاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابوبکر و عمر وغیرہ صحابہ کو بھیجا =

عبداللہ بن غالب اس غزوہ میں واسطے لوٹنے بنی لویج کے عبداللہ بن غالب کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا =

بن ابی خضرد = اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو لواغایہ
فرمایا اور واسطے لڑائی کے بھیجا =

ابی عبیدہ اس غزوہ میں آپ نے عبیدہ کو توشہ دان خرماعنایت فرمایا اور لڑائی کو بھیجا =
عمرو بن امیہ۔ اس غزوہ میں آپ نے عمرو بن امیہ کو واسطے لڑائی ابی سفیان کے روانہ فرمایا =

سالم۔ اس غزوہ میں سالم کو لشکر کا سردار بنا کر آپ نے روانہ کیا =

عمیر۔ اس غزوہ میں آپ نے عمیر کو سردار لشکر بنا کر طرف بنی حذیفہ کے لڑائی کیواسطے روانہ فرمایا۔
بعض مورخین کی رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انیس لڑائیاں ہیں بعض کہتے ہیں کہ

چھبیس بعض کے نزدیک سائیس بعض کے نزدیک چھتیس اور آخر جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ تبوک ہر نو لڑائیوں کے سوا اور لڑائیوں میں کشت و خون کی نوبت نہیں آئی جنگی تعداد یہ ہر جنگ میں جنگ احد - جنگ خندق - جنگ بنی قریظہ - جنگ بنی مصطلق - جنگ خیبر - فتح مکہ - جنگ حنین - اور جنگ طائف میں بھی خوزیری کی نوبت پہنچی - بعض کہتے ہیں کہ بارہ لڑائیوں میں جدال و قتال کی نوبت آئی اور لڑائیوں میں ایسی نوبت نہ آئی =

اور تعداد افواج محمدی کی نسبت مورخین لکھتے ہیں کہ اس میں کلام ہو کہ آیا بیستیس سر یہ یا اڑتالیس سر یہ ہیں ایک سر یہ چار سو آدمی کے لشکر کا ہوتا ہو اس حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر طغیہ کی انیس ہزار دو سو مجاہدین کا ہوتا ہو - اور تعداد اصحاب کی نسبت مورخین لکھتے ہیں کہ جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف کو فتح کیا اس وقت آپ کے ہمراہ دس ہزار مجاہدین تھے - اور جنگ حنین میں بارہ ہزار آدمی تھے = اور جنگ تبوک میں ستر ہزار مجاہدین تھے - حجۃ الوداع میں اسی ہزار مسلمان تھے جب میں چالیس ہزار ہمراہ رکاب تھے اور بوقت مسرت آیات ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی موجود تھے اس میں یہ نکتہ تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے تارمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بھی گزرے ہیں لہذا خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر وقت تک اس بقدر اصحاب پاک سے تعداد انبیاء علیہم السلام سے بسکوا گا کہ کر دیا =

صحابی کی تعریف

اہل شرع کے نزدیک صحابی اُسکو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر فیضانِ صحبت سے سرفراز ہوا اور دین اسلام پر اُسکا خاتمہ ہوا ہو =

مراتب اصحاب کی نسبت

بعض مورخین کی یہ رائے ہے کہ مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم تیرہ قسم کے ہیں بعض کے نزدیک اٹھارہ قسم کے ہیں =

اول مرتبہ انکا ہر جودا لا اسلام لائے یعنی عورتوں سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور

مردوں سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور لڑکوں سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ -
 غلاموں سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ - موالیٰ سے پہلے زید بن حارثہ - اور وہ لوگ جو قبل ظہور دعوت
 ایمان لائے =

بعد اسکے حضرت عثمان غنی اور طلحہ اور زبیر اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبیدہ اور
 جبیدہ اور سعد وغیرہم ایمان لاتے گئے =

دوم ظہور دعوت پر ایمان لائے والے جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باعلان خانہ
 کعبہ میں اول مرتبہ جا کر نماز پڑھی یہ وہ دن ہے جس دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے آپ کے ایمان لائے
 پر مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچی حسین اصحاب اربعہ بھی شریک تھے ان دونوں طبقہ کے اصحاب
 ایک ہی درجہ میں شمار کیے جاتے ہیں =

سوم درجہ کے وہ مسلمان تھے جو حسب احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت نبوی کے مکہ سے
 ہجرت کر کے حبشہ کو چلے گئے اُسین حضرت عثمان بھی شریک تھے -

چہارم درجہ ان لوگوں کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ
 لائے اور قیام کیا =

پنجم درجہ ان انصار کا ہے جو مدینہ میں سب سے اول ایمان لائے -

ششم درجہ ان لوگوں کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مدینہ میں بعد چندے ایمان لائے اور
 مہاجرین کی مدد کی =

ہفتم درجہ ان بقیہ انصار کا ہے جو مسلمان ہو کر مہاجرین کی خاطر داری میں مصروف ہوئے -

ہشتم درجہ انکا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے تھوڑے دنوں بعد مکہ سے مدینہ
 ہجرت کر آئے =

نہم - درجہ اصحاب بدر کا ہے جنکی سب خطائیں معاف ہیں =

دہم درجہ انکا ہے جنھوں نے جنگ بدر اور جنگ حدیبیہ کے زمانہ میں ہجرت کی =

یازدہم درجہ انکا ہے جو مقام حدیبیہ بول کے درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر
 بیعت الرضوان میں داخل ہوئے =

دوازدہم درجہ انکا ہو جو بعد بعیت الرضوان اور قبل فتح مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے =
 سیزدہم درجہ انکا ہو جو برزخ فتح مکہ معظمہ مشرف باسلام ہوئے =
 چہار دہم درجہ انکا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں بھی شریک ہوئے =
 پانچ دہم درجہ انکا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کم از کم ایک سال بھی فیض صحبت میں رہیں
 شانزدہم درجہ ان لوگوں کا ہو جو سن بلوغ میں ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سات
 بھی فیض صحبت پایا =
 ہفدہم درجہ انکا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایمان لائے اور حضور کی زیارت سے
 بھی مشرف ہوئے۔
 ہجیدہم درجہ ان لوگوں کا ہو جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دیکھا ہو۔

ذکر سفارت

مذہبیں لکھتے ہیں کہ سیدہ ہجو بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے واسطے
 جو سفارتیں سلاطین و امرا کو بھیجیں وہ سات تھیں پہلی سفارت خسر و پردیز کسر اے ایران کو دوسری
 ہر کلیوس فیصر ورم کو تیسری اسمعہ بن بحیرہ نجاشی حبشہ کو۔ چوتھی مقوقس بن نبی حاکم مصر کو۔
 پانچویں حارث بن اشقر غسانی گورنر فیصر ورم متعینہ شام کو۔ چھٹی ہوزہ بن علی بادشاہ یمامہ کو ساتویں
 منذر بن سادی ملک بحرین کو۔ آئین اکثر شرف باسلام ہوئے مگر خسر و پردیز نے نامہ نبوی صلی اللہ علیہ
 وسلم چاک کر ڈالا اور وہ خوار و ذلیل ہوا باقی اس دعوت کا نتیجہ اچھا نکلا کہ جنوبی عرب میں دائرہ اسلام نے
 بڑی وسعت حاصل کر لی اسوجہ سے کہ ملک یمین اور بحرین میں عام طور سے دعوت اسلام قبول کرنے لگے تھے

پیشین گوئی سلیم و حال ترزل ایوان کسری

ابوالقداہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بطن ماور سے جلوہ آراے مہمد
 جہان ہوئے تو اسوقت فارس میں نوشیروان عادل کا زمانہ تھا اور اسکا لقب کسری تھا اسکا محل جو سوز
 و پنجانہایت مضبوط اور عالی شان طور پر تعمیر کیا ہوا تھا بسبب عظمت و جلال میلاد آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم یکایک متزلزل ہوا اور اُسکے محل کے چودہ گنگرے گر پڑے اور اُسی شب شاہ کسری نے ایک خواب مہیب دیکھا کہ کچھ عربی گھوڑے اشتہر قوی کو کھینچنے لیے جاتے ہیں اور نہر و جلد ٹوٹ کر تمام اُسکے بلاد میں پھیل گئی ہر صبح کو خواب سے بیدار ہو کر بادشاہ ایران اپنے تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنے خواب کا حال اپنے وزرا سے کہنا سننے میں ایک عرضی آتشکدہ فارس کی آئی کہ وہ آگ جو فارس کے بڑے آتشکدہ میں ہزار برس سے جل رہی تھی آج اک نخت ٹھنڈی ہو گئی اور اسی وقت حاکم ایلیا کی عرضی گزری کہ آج کی رات دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور فوراً دوسری عرضی اطلاعی عامل طبریہ کی پڑھی گئی کہ آج کی رات دریائے طبریہ کا جاری ہونا یکایک بند ہو گیا۔ یہ عجیب و غریب حالات سنکر اُس وقت نوشیروان سخت پریشان ہوا بعد ازاں بشورہ اپنے مصاحبوں کے ان حالات کا جو بیان ہوا کہ آیا یہ کیا ماجرا ہے بادشاہ نے موبدان قاضی نقضت فارس سے (جو دربار میں اُس وقت حاضر تھا) تعبیر خواب و دیگر حالات کو دریافت کیا۔ یہ قاضی بڑا زبردست عالم تھا اُس نے سوچ کر عرض کیا کہ جہاں پناہ تعبیر اس خواب کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی شخص عرب میں پیدا ہوا ہے اُس کے ظہور کی یہ بشارت ہے جس سے بڑے بڑے کام ہوئے ہوں اور غریب نواح عرب سے کوئی حادثہ پیش ہوئے والا ہے۔ نوشیروان کی اس کہنے سے تسلی نہ ہوئی آخر نعمان ابن المنذر کو حکم بھیجا کہ ایک ایسا عالم زبردست ہمارے پاس بھیجو جو ہمارے ہر ایک سوال کا پورا جواب دے سکے۔ نعمان نے عبدالمسیح بن عمر غسانی کو کہ ملوک شام سے تھا اور جسکی عمر تین سو ساٹھ برس کی تھی اور جو زمانہ خلافت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ تک زندہ رہا اور بروایت دیگر عبدالمسیح بن جہان بن انیلہ کو کسری کے پاس بھیجا کسری نے عبدالمسیح سے سوالات کیے جسکو سنکر اُس نے کہا میرا خالو سیطح ملک شام میں رہتا ہے وہ تیرے سوالات کا جواب بہت معقول دے سکتا ہے سیطح ایک شخص کا بنی ذیب ساکن جابیہ تھا چھ سال کی عمر اُسکو خدا تعالیٰ نے عطا کی تھی اُسکے بنین جوڑ و ہڈیاں بنین تھیں ایک گوشت کا تو تھرا تھا سر گردن کا نشان مفقود اور منہ سینہ میں تھارہ نہ چلتا تھا نہ پھرتا تھا نہ اس میں طاقت نشت و برخاست کی تھی مگر جب غصہ میں آتا اور ہوا میں بھرجاتا اٹھکر ٹھیر جاتا تب اُسکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لیجانا چاہتے تو مثل کپڑے کے لپیٹ لیتے اور گٹھری کی طرح اٹھا کر لے جاتے جب یہ منظور ہوتا کہ سیطح اخبار غیب بیان کرے تو اُسکو ہلاستے جیسے بھری ہوئی مشک کو ہلاستے ہیں اُس وقت چونکہ اور اخبار غیب بیان کرتا۔ القصہ کسری نے عبدالمسیح سے کہا کہ اسی وقت تو اُسکے پاس جا اور میرے سوال کا جواب لا عبدالمسیح روانہ ہوا جابیہ پہنچ کر سیطح کے پاس گیا اُس وقت سیطح کو حالت

نزع میں پایا خود سلام کیا اور کسریٰ کی جانب سے تخت والکی کچھ جواب نہ پایا بعدہ عبدالمسیح نے چند شعر پڑھے جنہیں اپنے آنیکا سبب موزون کیا تھا۔ سیطیح نے اُن اشعار کو منکر جواب دیا اور عبدالمسیح تو بھیجا ہوا کسریٰ کا تھکے ہوئے دست پر اسوقت آیا ہر کہ سیطیح قبر میں جائیکو تیار ہو بجکوبادشاہ ساسان نے بسبب اُس اضطراب کے جو اسکو آنرزل ایوان اور گرنے لگروں اور بچھ جانے آگ فارسیوں اور خواب دیکھنے موبدون سے پیدا ہوا ہوا بھیجا ہوا ہے عبدالمسیح جو وقت تملادت یعنی قرآن خوانی پیدا ہوا صاحب عصا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوں رودخانہ سادہ جاری ہو دریا سادہ خشک ہو جائے آتش پاری بچھ جائے اسوقت حکومت فارس بابل سے دور ہو جائیگی مقام سیطیح پر وہ دنیا پر نرہیگا علم کہانت زمین شام سے اُٹھ جائیگا جسقدر کنگرے ایوان کسریٰ کے گرے ہین اُسقدر آل ساسان از قسم ذکور و انات حکومت فارس کریں بعدہ جو آنا ہووے وہ آئے سیطیح ہیانتک بیان کر کے گر پڑا اور مر گیا۔ عبدالمسیح نے واپس آکر نوشیروان سے یہ سب حال کہا کسریٰ نے جواب دیا چودہ شخصوں کی حکومت کو مدت چاہیے اور تقدیر ربانی سے کیسکو خبر نہیں کتب تاریخ سے ظاہر ہو کہ سلسلہ ہجری میں بعد خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یزید و بادشاہ فارس نوشیروان سے چودھواں بادشاہ آل ساسان میں تھا سعد بن ابی وقاص نے اسکو بدایت میں شکست دیکر ملک فارس شامل دائرہ حکومت اسلام کر لیا اور سلسلہ سلطنت آل ساسان ختم ہو گیا اور اُس پیشین گوئی کی جو سیطیح نے زوال سلطنت آل ساسان کی تھی تصدیق ہو گئی۔

حال نزول قرآن

وَأَن يَأْكُلَ كَآجِبٍ نَازِلٍ هُوَ مَا تَشْرَعُ بِهِ وَأَوْرَاقُكَ وَدُعَاةُ إِلَى الْخَلْقِ وَتَبْلِيغُ الْحُكْمِ وَأَعْلَانُ كَلِمَةِ اللَّهِ مُقْتَصِدٌ
 تُهْمُهُ أَوْرَامُ مَعْرُوفٍ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ أَيْمَا وَحَسَبُ نُصُوصِ قُرْآنِي نَجَاتٍ وَفَلَاحٍ وَابْنِ أَوْ خَيْرٍ وَصِلَاتُ كَوْنِيْنَ مِنْظُورٍ
 خَاطِرُ تَهْمِيٍّ تَوْحُودُهُ نَفْسُ نَفْسٍ خَفَا دِينَ كَيْوَاسِطَةٍ مَعَ أَصْحَابِ جَلِيسِ مَحْتِ وَثَقَتْ أَتْهَانُكَ أَوْرَاقِي أَو بَيَاتِ كَرِيهِ
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَقَالَ وَاحْكُمُ
 بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ وَقَالَ وَلَكِنَّكُمْ مِنْكُمْ أُمَمٌ

۱۷۰ عینی پہونچا ہے تو دو چیز کہ نازل کی گئی ہے مجھ پر ہے کہ کیا جواب سے اور اگر کیا تو نے پس نہ پہونچا یا تو نے رسالت اپنی کو۔

۱۵ پس حکم کرو تا انہیں موافق اُسکے کہ نازل کیا ہو خدا نے اور نہ تابع ہو تو انکی خواہشوں کا محور کر اُس چیز کو کہ آیات تجھ کو حق ۱۲ =

۱۱۔ اور چاہیے کہ ہوسے تم میں سے ایک کردہ جاسے رہن طرف خیر کے اور حکم کرن ایچ بی بات کا اور منع کرن رائے سے اور دہی لوگ فلاح یا خواہے امن

یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون وقالوا نقول
فقلنا لا تقصین الذین ظلموا منکم خاصة واعلموا ان اللہ شدید العقاب وقال اللہ
تعالی ولنبلوکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات پر عمل فرمایا
گو حضور انور نے ہر قسم کی تکلیف و زحمت ارباب ضلالت سے پائی مگر تبلیغ رسالت میں سرگرم رہے
اور وقت مفاد ارشاد الہی (اِنَّ نَکُشُوا اَیْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَمْدِهِمْ وَطَعْنُوْا فِی دِیْنِکُمْ فَکُلُوْا مِنْ اَمْرِ الْکُفْرِ
اِنَّهُمْ لَا اَیْمَانَ لَہُمْ لَعَلَّہُمْ یُنْتِہَوْنَ) کو مقدم سمجھا اور مخالفین اسلام سے شرعاً ہر قسم کا عہد و پیمان لیلیا
جسکی مثالیں اطہر بن الشمس ہیں۔ لکھا ہوا کہ ہجرت کے چھ سال غزوہ نبی المصطلق کیا گیا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ذیقعدہ کے مہینے میں ایک ہزار چار سو سے زیادہ مع جمیعت اصحاب مدینہ سے
مکہ شریف کو اوٹون کی قربانی کی غرض سے روانہ ہوئے جب آپ ذوالحجیفہ پہنچے تو آپ نے احرام
باندھا ادھر قریش کو جب خبر لگی کہ گروہ نبوی مکہ میں آنا ہو قریش نے بلح نام مقام پر اپنا لشکر جمع کیا
کہ گروہ نبوی مکہ میں نہ آنے پائے اور خالد بن الولید اور عکرمہ بن ابی جہل کو مع دو سو سپاہیوں کے
طلیعیہ نام مقام پر مقرر کیا۔ غدیر الاشطا نام موقع پر جو حدیبیہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو بخبرین اسلام نے قریش کے ارادہ اور تہیہ کی آپ کو خبر دی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم چونکہ تہہ بہ تہہ جنگ گھر سے نہیں چلے تھے اسوجہ سے کوئی سامان حرب سوائے ایک ایک قبیبہ
کے ہر اہل نہ تھا اس خبر کے سننے پر راستہ سے سیدھی طرف کو ایک دشوار گزار پہاڑی پر قبضہ کر لیا اور
وہاں قیام کیا اسی عرصہ میں کفار قریش حدیبیہ تک آپ کے تھے اور حدیبیہ اسی پہاڑی کے منچے واقع تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس منشار کو سمجھانے کے واسطے کہ ہم لڑنے کی غرض سے نہیں آئے
ہیں خراش بن امیہ صحابی کو قریش کے پاس بھیجا مگر ان کی تحقیر کیے جانے کے سبب سے وہ واپس آگئے
اور بجائے ان کے حضرت عثمان کو بھیجا جن کے استقبال و تعظیم کے بعد انکو نظر بند کر لیا گیا۔ قریش نے خزانہ قبیلہ
میں سے ایک شخص بدیل بن ورقہ کو مع کچھ ہراہیوں کے حضور نبوی میں اس غرض سے بھیجا کہ آپ کے
لے اور جو تم لمفتہ سے کہ نہ پہنچے گا فقط انھیں لوگوں کو بھجوں نے ظلم کیا ہوا اور جانو تم تحقیق اللہ سخت عذاب کرنا لاہو۔

۱۵ اور البتہ آنا تین گے ہم تم کو ساتھ ایک چیز کے خوف سے اور بھوکہ اور کمی مالوں سے اور جانوں سے اور پھلون سے۔

۱۶ اگر تو دین قسموں اپنی کو بعد عہد کے اور طعن کرنے لگیں تمہارے دین پر پس قتل کر دو پشیمان کر دو اسواسطے کہ نبین عہد ہوا واسطے ان کے

آنے کا اصلی منشا کیا ہے جب کا یہی جواب دیا گیا کہ صرف بیت المد شریف کی زیارت کی غرض سے ہم
آئے ہیں۔ بیل جب واپس آگیا تو اس نے قریش سے بہت کوشش کی کہ انکے اور گروہ بنوی کے
مابین مصالحت ہو جائے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور عروہ بن مسعود الثقفی کو مکر راسی سوال کیا واسطے قریش نے
بھیجا اسکو بھی وہی جواب دیا گیا جیسا کہ بیل کو دیا تھا عروہ نے واپس آکر اس احترام اولوب کا برتاؤ بڑی حیرت
سے بیان کیا جو اُسے صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرتے دیکھا تھا۔ قریش کے
لشکر میں جب لوگوں کا یہ منشا معلوم ہوا کہ حج کے آنیوالوں کو روکنا نہیں چاہیے تو قریش نے مجبوراً
استعمار مصالحتہ کیواسطے سہیل بن عمرو کو قافلہ اسلام میں بھیجا۔ صلح کی گفتگو میں بہت کچھ مباحثہ ہوا اور
اُسی اثنا میں سہیل نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ اس سال حج ملتوی رکھا جائے اور آئندہ سال میں جب
آپ مع صحابہ کے تشریف لائیں تو تین دن کے واسطے ہم شہر سے باہر نکل جائیں گے اور آپ تین
دن تک شہر میں رہیں مگر تین دن سے زیادہ قیام نہ فرمائیں اور یہ بھی کہا کہ ہمارے مابین دس برس
اتک کی صلح کا معاہدہ ہو اور اس صلح کی مدت میں اگر کوئی قریش مسلمانوں کے پاس پناہ لینے جائے
تو اسکو پناہ نہ دیجائے اور اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس پناہ لینے آئے تو اسکو واپس نہ مانگا جائے
گو ان شرطوں کی سختی کیوجہ سے اصحاب کرام میں کسی قدر گفتگو پیدا ہوئی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے قبول فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صلح نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ مضمون صلح نامے کے ارشاد
فرماتے وقت (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے لکھے جانے پر سہیل نے اعتراض کیا اور کہا کہ عادت
قریش کے مطابق (باسم اللہ) لکھا جانا چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایسا ہی
لکھو یعنی (باسم اللہ) جب حضرت علیؑ نے یہ کلمات لکھے (ہذا ما صلح محمد رسول اللہ) تو
سہیل نے پھر اعتراض کیا اور کہا کہ بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محمد بن عبد اللہ
لکھا جائے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا کہ اُس کے کتبے کے موافق ہی لکھا جائے۔ مگر
حضرت علیؑ نے یہ کہہ کر کہ میں رسول اللہ کے کلمہ کو نہیں کاٹ سکتا ہوں۔ اُن کلمات کے کاٹنے
سے انکار کیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ ان لوگوں کے میری رسالت کی تصدیق نہ کرنے سے میری رسالت
میں کچھ فرق نہیں آسکتا اپنے اپنے ہاتھ سے اُن الفاظ کو مٹا دیا اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تجھ پر بھی
ایک دن ایسا ہی آنیوالا ہو اس مصالحتہ کی تحمیل کے بعد ابو جندل بن سہیل جو اہل مسلمان ہو چکا تھا

مگر باپ نے اُسکے پُریان ڈالکر گھر میں بند کر رکھا تھا کسی طریقہ سے بھاگ کر اور بیرون سمیت گھٹ گھٹا کر حضور نبویؐ میں جا پہنچا۔ سہیل اسوقت وہیں موجود تھا اُسنے اپنے بیٹے کے منہ پر تھپڑ لگائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ صلح نامہ کی شرط کے ایفا میں یہ بات داخل ہو کہ میرے والدہ کو دیا جائے رسول پاکؐ نے اُسکے قول کی تصدیق کی اور وہ اپنے بیٹے ابو جندل کو مارتا ہوا الشکر اسلام سے لیچلا اپنے ابو جندل و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صبر کر نیک حکم فرمایا مگر جب کہ حالت کی یہ صورت ہوئی تو بسکو بڑا افسوس ہوا صلح کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنین کو ذبح کر ڈالا اور وہیں پر حجامت بنوائی اور مدینہ طیبہ کو واپس تشریف لیکئے (ماخوذ از کتاب مرآۃ العبر) مصنفہ دیار بکراپی سعید پاشا جلد پنجم مطبوعہ ۱۳۰۰ ہجری = ایسے اور بھی واقعات ہیں اُن سے قطع نظر کر کے اسجگہ سمجھنے ایک ہی واقعہ کو قلمبند کرنا مناسب سمجھا۔

تعداد کاتب آنحضرت صلعم

حضور پیغمبر خداؐ کے کاتب وحی اور منشی حضرات ذیل عثمان بن عفان حضرت علی ابن ابیطالب حضرت خالد ابن سعید بن عاص حضرت ابان ابن سعید حضرت علا ابن حضرمی حضرت زید بن ثابت حضرت عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہم تھے۔ مگر اول درجہ کے کاتب حضرت ابی بن کعب تھے اور دوسری لوگ کاتب وحی الہی تھے اور تمام مراسلات اور نامے جو سلاطین دیگر امرا کو جاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھیں لوگوں سے لکھواتے تھے =

بیان ترتیب قرآن

جب قرآن پاک کا نزول ہوا تو اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جبوقت نزول قرآن شریف کا ہوتا تھا حضور فوراً ہی اپنے سامنے آئے لکھوا لیتے اور مطابق تعلیم حضرت جبریل علیہ السلام کے ترتیب دیگر آیتوں کے ماقبل مابعد میں لکھواتے چنانچہ قبل از وفات شریف اختتام وحی کے ساتھ لکھا قرآن بھی ختم ہو چکی تھی چونکہ وہ تحریر اُس زمانہ کے عام رواج کے موافق جھلی اور چمڑے اور ہڈی اور پتھر اور جھال اور لکڑی پر منتشر تھی جبکہ مجلد ہونا غیر ممکن تھا لہذا بخوف تلف بمشورہ حضرت فاروق حضرت صدیق

اکبر نے اسکو نقل کرایا اور اُسین یہاں تک احتیاط کی کہ حضرت زید بن ثابت سے کہ جو مشہور اور مستند کاتب وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور قرآن کی طرز کتابت سے واقفیت تامہ رکھتے تھے اور حافظ قرآن بھی تھے اُنہی سے نقل کرایا انکے سوا کسی غیر شخص کو اس خدمت پر مامور نہ فرمایا حضرت زید بن ثابت کو بوقت کتابت قرآن خود بھی اسقدر احتیاط رہی کہ بوقت تحریر کم سے کم دو اور آدمیوں کی شہادت موقع ہر آیت کی بابت لے لیا کرتے تھے لکھا صرح بہ الحافظ ابن حجر فی الفتح اور اسی امر کی نسبت انگریزی مورخ جان دیون پورٹ لکھتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے قرآن شریف کی آیات کو صرف کھجور کے پتوں اور جانوروں کی کھالوں اور بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں ہی پر سے نقل نہیں کیا بلکہ حافظوں کی زبانی بھی لکھا۔ اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں زائد نسخوں کی ضرورت سمجھی تو اسی نسخہ کو نقل کیواسطے ام المومنین بی حفصہ سے طلب کیا اور یہ دستور سابق نسخوں نے بھی اُس کام پر انھیں زید بن ثابت کو اس مہم کا متم بنایا۔ اس مرتبہ سات نسخے لکھے گئے جو بحرین اور مکہ منظمہ اور بصرہ اور کوفہ اور یمن اور شام کی جانب روانہ ہوئے اور ایک جلد خاص مدینہ منورہ میں رکھی گئی جو اب تک موجود ہے۔ اور حضرت حفصہ کا نسخہ انھیں کو واپس دیا گیا زان بعد اور نسخوں کا نشر انھیں کی نقل سے ہوا حتی کہ مطبوعہ کلام اللہ شریف ایسی کی نقل ہیں =



عرب ایک وسیع جزیرہ نما بحر قلم کے مشرقی کنارہ پر واقع ہوا جس کے غرب میں بحیرہ قلم - شمال میں ایشیا
 ترکی و سریا - جنوب میں بحر عرب خلیج عدن و انبار باب المندب - مشرق میں خلیج فارس و بحر العرب و بحر
 عمان ہوا اس جزیرہ کو عموماً خزافہ ثلث بتاتے ہیں اور باب المندب کو اسکا زاویہ قائمہ ٹھہراتے ہیں مگر
 فی الواقع اسکی صورت ایک بیقاعدہ متوازی الاضلاع کی سی ہے صوبہ عمان کو جو ایران کی طرف ہوا اور
 جسکا دار الحکومت سقطرا ہے اگر علیحدہ کر دیا جاوے تو ہر دو حصہ مستطیل بن جاتے ہیں - ایران - سریا - مصر -
 ایسی سینا کارہ کنگان سے جسکو قدیم یونانی زبان میں فی نیشیا اور زمانہ متوسط میں فلسطین یا ارض مقدس
 اور زمانہ حال میں سر یا شام کہتے ہیں ملا ہوا ہے نہر سویر نے اس ملک کو مصر سے علیحدہ کر دیا ہے و رقبہ
 اس ملک کا بارہ لاکھ مربع اور آبادی ایک کروڑ سے زیادہ ہے اور طویل زیادہ سے زیادہ اٹھارہ سو اور عرض
 بارہ سو میل ہے۔

اگرچہ جزیرہ نما سے عرب میں پہاڑوں کی چند قطاریں واقع ہیں مگر بہت بڑا حصہ اس نامی گرامی ملک کا
 ہموار اور تیلہ اور نیچے جو بہت تھوڑے باشندوں کی پرورش کر سکتا ہے قدرت سے اگر کبھی کبھی کچھ ہنڈ ہیں
 جاتا ہے یا کبھی کسی پہاڑ سے کچھ پانی بہ کر آتا ہے تو خشک ریگستان انکو ایسا پی جاتے ہیں کہ کبھی انکو میسر نہ آتا تھا
 مگر انانوں کی جانوں پر آنتی ہے - گرمی کی اس ملک میں یہ حالت ہے کہ مشکون میں پانی خشک ہو جاتا ہے
 عرب کے صحرائین ایسی زہریلی ہوا چلتی ہے جو بادِ سموم سے بھی کچھ زیادہ اثر رکھتی ہے جس زمانہ میں یہ ہوا
 چلتی ہے اس زمانہ میں تمام آسمان وزمین متغیر معلوم ہوتے ہیں اور نصف النہار کی کڑی شامعون سے

بچنے کے لیے گھنسا یہ نصیب نہیں ہوتا اور نہ مسافروں کی پیاس کھاری پانی سے بجھتی ہوا اہل عرب
 بڑا فخر اس امر کا کرتے ہیں کہ ہمارا ملک اور ہم کبھی کسی سے مغلوب نہ ہوئے۔ اور کسی تاریخ میں یہ مندج
 بھی نہیں ہے کہ عرب کا ملک آج تک مفتوح ہوا ہو یا ان ایک و قیقین عرب کا کچھ کرا قدیم روسیوں کے
 کچھ قبضہ میں رہا اور یمن کا ملک اور اسکے قرب و جوار کے صوبوں کو اکثر غیر فرزندوں نے پائمال کیا
 اگرچہ عرب کے رہنے والے تن و توش میں تناور نہیں ہوتے مگر شکل و شمائل کے پورے اور چستی
 چاکلی کے سچے اور تعلیم و عادت کے باعث سے خطرات اور مہالک میں بیباک اور مصائب سفر سے
 بے پروا ہوتے ہیں اور ذہین ہونے کی نسبت چست و چالاک زیادہ ہوتے ہیں اور خوش ہمت
 میں یہ بات زیادہ ہے کہ بڑے زور و شور سے بلا تکلف مرید و معتقد ہو جاتے ہیں اور اونٹ گھوڑوں کی محنت
 و مشقت میں شریک و شامل ہوتے ہیں اور وہ جانور اپنے آقا کے رفیقوں میں مغرور و ممتاز ہونے سے
 اور اونٹ گھوڑوں سے ایک طرح کی فوقیت محال کرتے ہیں اور مہمان نوازی میں ضرب المثل ہیں۔
 پرانے عربی جغرافیہ نویسوں نے عرب کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا ہے حجاز۔ نجد۔ تہامہ۔ عروص۔ یمن۔ اور
 زمانہ حال کے جغرافیہ نویس۔ حجاز۔ تہامہ۔ نجد۔ عمان۔ حضرموت۔ یمن۔ چھ صوبہ ملک عرب کے بتاتے
 ہیں۔ چونکہ میری کتاب کا تعلق صوبہ حجاز و تہامہ سے ہے لہذا میں اُسے کا حال لکھتا ہوں باقی حالات سے
 ناظرین مجھے معاف فرمائیں گے قطعہ حجاز جزیرہ نما عرب کا ایک حصہ ہے جسکے حدود یہ ہیں =

حجاز کے حدود

شرقاً بادیۃ العرب و نجد۔ غرباً بحرا حمہ۔ جنوباً۔ یمن۔ شمالاً بادیۃ العرب۔ جغرافیہ طبعی کے محقق صوبہ حجاز اور صوبہ
 تہامہ کو نصف دائرہ و منطقہ بارہ شمالیہ اور نصف دائرہ منطقہ معتدلہ شمالیہ میں قائم کرتے ہیں جبکہ رملک منطقہ بارہ
 شمالی اور منطقہ معتدلہ شمالی کے درمیان ہیں وہ ایک خاص حالت کے لحاظ سے سرد ملک کہلاتے ہیں لیکن یہ تعجب
 کا مقام ہے کہ منطقہ معتدلہ کی خوشگوار آب و ہوا کا کوئی نشان اس قطعہ زمین میں نہیں پایا جاتا بلکہ عربی
 رملستان حدت و یوبست میں تمام دنیا کے گرم ملکوں سے بڑھا چڑھا ہوا ہے اس ملک میں نہ کوئی دیار ہے
 نہ جبل ہے۔ جبل ابوقیس اور کوہ حرا کہ میں کوہ احد۔ مدینہ میں کوہ سینا جہاں حضرت موسیٰ خدا تعالیٰ سے
 ہمکلام ہوئے تھے شمالی مغربی گوشہ میں بحر قلزم کے کنارہ پر واقع ہے باقی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور پہاڑ اس

ملک میں ہیں وہ بھی اکثر بے سبز زار ہمیشہ آفتاب کی گرم اور تیز شعاعوں سے جلتے رہتے ہیں اور اُن سے شعلہ زن مملک بخارات اُٹھ کر انسان کی جان لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں =
مکہ کی اور گرد کی پہاڑیاں فالان کہلاتی ہیں -

مشہور بندرگاہ ملک عرب - عدن - جدہ - مخہ - یمنوع - حدیدہ ہیں - بڑے بڑے شہر اس ملک میں کم ہیں - مکہ کی ساٹھ ہزار کے قریب مردم شماری ہو اور شہر مکہ کل عرب کا دار الحکومت ہو جو بحیرہ قلم سے چالیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہو جدہ اسکا بندرگاہ ہو اسکے تین طرف پہاڑ ہیں مگر چوتھی سمت بحر طرف مدینہ منورہ ہو راستہ صاف ہے پہاڑ کم ہیں - مشہور مقام مکہ شریف میں جبل ابوقیس - غار مسلات - جبل ثویخی - مسجد الاجابہ - مسجد الایہ - مسجد الحن - جنت المعلی مقام حضرت خدیجہ الکبریٰ مقام مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ - مکان مولد حضرت علی علیہ السلام - مسجد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا - مسجد نہر البنی - غار حرا - حرم شریف - سیئہ خانہ کعبہ - چاہ زفرم ہیں - ان سب کے شرح حالات جو صاحب دیکھنا چاہیں کتب سیر ملاحظہ فرمائیں جسے بغرافیکہ ملک عرب میں منجھو مدلی ہو اور جنکے مصنفین کا شکریہ ادا کرنا واجب ہو = اسجگہ مناسب معلوم ہوتا ہو کہ حالات تعمیر خانہ کعبہ بغرض وچسپی ناظرین کو

حالات تعمیر خانہ کعبہ

کعبہ مقدس کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے مٹی سے محاذی بیت المعمور کے تعمیر کیا اور حجرا سود کہ جسمین بندون کے عہد نامہ میں ایک رکن میں نصب کیا اور بنائے اولین جہان میں یہی بیت المعمور ہو کہ واسطے آدم کے بہشت سے دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہنگام بہبوط بہشت سے بھیجا تھا جسمین ایکہ انہ یا قوت سرخ بھی تھا اور قبل ہزار سال تولد تہم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر بن ورع ملقب بہ تیغ بادشاہ کا مگار برسم جہانگیری مکہ معظمہ میں پہونچا اور سات تہ جامہ فاخرہ کعبہ کو پہنائے اُس وقت سے پہنانا جامہ کا کعبہ پر سنت ہوا اور اصح یہ ہو کہ سعد بن کرب الحمیری نے اول چادر کا جامہ کعبہ پر پہنایا مکہ شریف اسکے اسم بہت ہیں مثل بلدا لایین وغیرہ اور بغوی نے ذکر کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس موضع بیت کو قبل ارض سے دو ہزار سال مخلوق کیا اور اُس میں دو فرشتہ تھے کہ دو ہزار سال روز و شب تسبیح رب جلیل میں مشغول رہتے کعبہ شریف بات زین پر ہو اور اسکو ہنگام طوفان نوح علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر اٹھالیا تھا بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بغیر سقف کے اسکو تعمیر کیا اور اُسین زیورات طلائی ملحق تھے جو کوئی اسکی چوری کرتا اسپر گڑتی وہ فوراً ہلاک ہو جاتا بعد اسہ تعالیٰ نے مار سفید و سریاہ اور ذنب کو واسطے نگہبانی کے پیدا کر دیا چنانچہ چھ سو سال تک وہ اسکے نگہبان رہے اور حافظہ نجم الدین فہدنی نے اپنی کتاب اتحاف الوریٰ باخبار القرطبی میں لکھا ہر کطول مکہ کا باب الملعی سے باب شیمیک تک اور سولیت سے باب شیمیک تک ۴۰۷ درعہ ہوا و کعبہ دس مرتبہ بنایا گیا ہوا اول لما نکہ دوم آدم سوم اولاد آدم چہارم ابراہیم پنجم عالقہ ششم جبرم ہفتم قس بن کلاب حد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ششم قریش قبل بعثت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معمر ۲۰ سالگی کے نعم عبد اللہ ابن الزبیر دہم حجاج سولہ ہجری حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں اضافہ کیا اور ابو جعفر منصور نے کچھ مکانات جدیدہ اگر دہم حرم شریف کے تعمیر کرائے۔ متضد باللہ عباسی نے شمال کی طرف باب الزیادت تک پشت کعبہ کی طرف باب ابراہیم تک جدیدہ عمارت تعمیر کر کے احاطہ حرم شریف کو بڑھایا۔ سولہ ہجری میں سلیمان خان بادشاہ روم نے نئی عمارت حرم شریف کو از نو بہ کمال بچکی و خوبی تعمیر کرنا شروع کیا جو سلطان مراد خان اسکے بیٹے کے عہد حکومت میں ختم ہوئی یہ ہی تعمیر اسوقت تک موجود ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک شخص حبشہ سے اسکو خراب کر کے خزانہ کمال ایجا بیگانہ کعبہ پھر تعمیر ہو گا۔ نئی کعبہ شریف سے ایک فرسخ ہو جبکا طول دو میل ہو اسجگہ مسبی حنیف ہے۔ چاہ زرم کعبہ شریف کی دیوار شرقی سے ۳۳ گز مقام ابراہیم سے ۱۱ گز کے فاصلہ پر ہے اس کنوین کا عمق ۶ گز ہے قریب چاہ زرم ایک مکان موسوم بہ قبتہ الفراشین ہے جسین اسباب خانہ کعبہ رہتا ہے۔

حالات مدینہ منورہ

مدینہ منورہ صوبہ حجاز میں بکرا حمر کے بندر گاہ منبوع سے جانب شمال و مشرق تسوئل اور مکہ معظمہ سے جانب شمال تین سو پینسٹھ میل واقع ہے ۲۵ درجہ ۱۲ دقیقہ طول ۴۰ درجہ ۳ دقیقہ عرض ہے آبادی شہر قریب پچیس ہزار آدمیوں کے ہے یہ شہر ایک میدان میں پہاڑیوں کے ایک سلسلہ میں واقع ہے اور پہاڑیاں مغرب کی طرف سے ایک بڑے صحرا کی حد بندی کرتی ہیں۔ چالیس فٹ اونچی دیوار شہر پناہ کی کچی ہے۔

ہوتی جو حسین جابجا پینتیس برج بنے ہوئے ہیں مین بڑے بڑے نفیس پھاٹک ہیں۔ بنوبی پھاٹک کا ہر ایک
ہر شہر نپاہ کے باہر کسی قدر آبادی ہر آب و ہوا خوش معتدل زمین زر خیز و شاداب ہر باغات و اشجار ٹمر کے
نظر آتے ہیں۔ زراعت گندم باجرہ جوار کی ہوتی ہے نہرین جابجا مین کنوؤں کا پانی بمقابلہ مکہ معظمہ کے اچھا کر
دنی علی العموم خوبصورت نیک سیرت۔ خوشنحو۔ بردبار۔ نفیس مزاج۔ مہمان نواز۔ خوش پوشاک ہوتے ہیں
شہرین ہر قسم کی جنس دستیاب ہوتی ہے کہ معظمہ سے گیارہ بارہ وزمین قافلہ بیان پہنچتا ہے۔

خاص شہر دو حصوں پر منقسم ہے ایک مدینہ منورہ قدیم دوسرا مدینہ منورہ جدید کہلاتا ہے۔ آبادی مدینہ منورہ بجایہ
شرق قبرستان قدیم متصل دروازہ بقیع واقع ہے جسکو جنت البقیع کہتے ہیں اسکی دیوار استطیل ہے اس مین
چند قبہ ہیں مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم آبادی شہر مین جانب شمال ہے اور اس کے چھ دروازے ہیں باب حتمہ
باب السلام۔ باب البحر بیل۔ باب النصار۔ باب الحجیہ۔ باب الزب۔ اور ایک دریچہ کل حرم مرج استطیل
ہے۔ صحن مین باغچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے حسین درخت المی ویر ہے۔ اور ایک کنواں جناب سیدہ
رضی اللہ عنہا کا ہے جس کے گرد آہنی کٹھرہ ہے۔ مسجد شریف کے بارہ درجہ اور بیاسی ستون ہیں دسویں درجہ
کے ستون مین پتیل کی جالی ڈھائی گز اونچی مزار مقدس کے دیوار کی انتہا سے مسجد تک ہے۔ مدینہ منورہ
سے جانب شمال دو کوس دامن کوہ احد ہے جہاں مزار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہے اور مین جنگ
احد ہوتی مدینہ منورہ سے بجانب شمال (ڈیڑھ کوس جبل سلع ہے جس کے دامن مین جنگ اخاب ہوتی۔ مدینہ منورہ
سے بجانب جنوب ڈیڑھ کوس مسجد نبی و باغ نبی بخار مین ہے۔ مدینہ منورہ سے بجانب جنوب چار میل
قصبہ و مسجد قبا ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے اول ہجرت تو اگر اگر فوکش ہوئے تھے۔
پیر و مدینہ منورہ سے تین کوس وادی عقیق مین متصل مسجد قبلتین جسکو حضرت عثمان نے زر کثیر سے
خرید کے مسلمانوں کو وقف کر دیا تھا۔ جن مین نواح طائف مین ایک قبہ ہے جو تک ایک قطعہ زمین مابین شام
و مدینہ کے ہے۔ حدیبیہ مکہ معظمہ سے نو میل کے فاصلے پر ایک کنواں یا ایک درخت کا نام ہے جو متصل کنوین
کے ہے اب جگہ اب ہم بد کا حال شروع کرتے ہیں جسکا لکھنا ہم مین مقصود ہے اور جسکی وجہ سے ہم ان حالات
کا لکھنا ضروری تھا غالباً ہمارے ناظرین باقی حالات سے ہم مین معافی دیں گے۔

تحقیق بدر و غزوہ بدر

قصبہ بدر بندر ینبو سے دو منزل اور بندر آس سے ایک منزل وادی صفرا سے دس میل ہو بسبب قرب سمندریہ قصبہ رگیستان میں ہو بیان مشہور جنگ بدر ہوئی جسکے حالات ہم لکھ رہے ہیں اور بدر کے متعلق مورخین کا خیال ہو کہ بدر ایک کنوین کا نام ہو جسکو بدر نامے ایک شخص نے اس قصبہ میں کھدوایا تھا اسی کنوین کے نام سے یہ قصبہ مشہور و معروف ہو بلکہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ بدر ایک کنوین کا نام ہو جو بطور چشمہ کے تھا اور وہ مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلے پر واقع تھا اسی چشمہ پر ہجرت کے دوسرے سال اسلام کی اول لڑائی ہوئی۔ کفار مکہ نو سو پچاس اور اہل اسلام تین سو تیرہ تھے۔ جس سال جنگ بدر ہوئی اُس سال ۳ھ ہجری تھے ہی سن میں جنگ بدر غزوہ بنی قریظہ غزوہ سویت غزوہ قرقرہ ہوا۔ اور غزوہ احد وغیرہ کی دو چار لڑائیاں ہوئیں اور ہجرت کے چوتھے سال بھی ایک غزوہ بدر ثانی ہوا جسکی نسبت مورخین کی رائے ہو کہ اس مجمع میں مع گروہ مخالفین (۱۵۰۰) آدمی کا مجمع تھا اس غزوہ میں قریش کے دوبارہ حملے کے خوف سے مسلمان جمع ہوئے مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی = اسوجہ سے اسکا نام غزوہ بدر ثانی ہوا =

غزوہ بدر ثانی کی نسبت مورخین کی رائے ہو کہ مسلمانوں کی قریش مکہ سے اس بنیاد پر لڑائی ہوئی کہ مسلمان نے مکہ شام کا راستہ روک دیا تھا تاکہ دشمنان دین و منافقان بی یقین اہل مکہ کو فائدہ کے آنے جانے سے دقت اٹھانا پڑے بلکہ جسد لڑائیاں اہل مکہ سے ہوئیں گویا اسکا ضمیمہ تھیں اگرچہ ان لڑائیوں کی وجہ سے مسلمان کامیابی کے ساتھ آٹھ سال تک لڑے۔ مہاجرین رحمہ اللہ اپنے ان تمام نقصانوں کو پورا کر سکے جو ترک وطن اور اموال سے اُنکو پہونچا تھا گو ان لڑائیوں سے مسلمانوں کا رعب بہت بڑھ گیا تھا مگر ملک میں امن و عافیت نہ تھی اور نہ کفار خوبی اسلام سے واقف ہوئے تھے۔ مگر غزوہ ذیقعدہ ۳ھ ہجری میں یہ کوفت بھی دفع ہو گئی۔

ذکر غزوہ بدر

بعد ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے جادو کا حکم نازل ہوا یہ پہلا موقع ہو کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد شروع کیا یہ بات باتفاق ثابت ہے کہ جس جہاد میں آپ تشریف لگئے اسکو اہل سرغزوہ اور جنگ آپ تشریف نہ لگتے مسلمانوں کو بھیج دیا اسکو سرہکتے ہیں۔ بالتفصیل ہر غزوہ اور سریرہ کا حال لکھنا ایک دشوار امر ہے لیکن اشرف اور عمدہ ترین غزوات غزوہ بدر ہے کہ باعث ترقی عظیم اسلام کا ہوا۔

اسپرث آف اسلام = میں سید امیر علی حج کلکتہ۔ اور سٹرواسنگٹن اردنگ اپنی تاریخ میں واقعہ جنگ بدر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے اشاعت دین اسلام میں بڑی کوشش کی اور رفتہ رفتہ تمام اہل مدینہ کو اپنی پیش بہا اور قدس تعلیم اور تلقین کے ذریعہ سے مطیع کر لیا چونکہ اس زمانہ میں اکثر قبائل عرب وہود اطراف و جوانب سے آکر شہر مدینہ پرورش کیا کرتے تھے اسلئے آپ نے مصلحتاً بنظر امن سب سے صلح کر لی اور یہ عہد و پیمان کر لیا کہ کوئی قوم کسی قوم کو نہ ستائے اور ایک دوسرے کو جانی و مالی نقصان نہ پہونچائے۔ قوم یہود کے قبائل بنی نضیر بنی قریظہ اور بنی قریظہ بھی جو مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں رہتے تھے اس معاہدہ میں داخل ہوئے مگر سہ ہجری مطابق ۳۳ھ میں کفار مکہ اور ان کے رفقاء نے بیچارے مہاجرین اور انصار کی تکلیف رسانی کی غرض سے اطراف و حوالی مدینہ پرورش کرنا شروع کیا بلکہ لٹیروں کی طرح مسلمانوں کے پھلوں کو توڑ لیجانا اور بار بار درخت کا کاٹ ڈالنا جو پاپوں کے گلوں کو لوٹ کر لیجانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گیا تھا اور غزوہ بدر کے دو سبب صاحب تاریخ کامل ابن ہشیر نے اپنی تاریخ جلد (۲) صفحہ (۵۴) و صفحہ (۵۵) میں لکھی ہیں ایک عمر بن الحضرمی کا قتل کیا جانا دوسرا ابوسفیان بن حرب کا ملک شام کی تجارت سے لوٹتے ہوئے ایک بڑے بیماری قریش کی جماعت لیکر بیس ہزار سے ستر تک یا زیادہ بیان کیجاتی ہے چڑھائی کرنا یہ رمضان شریف کا مہینہ اور ہجرت کا دوسرا سال تھا کہ جب ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان بن حرب مع قافلہ شام سے معاودت کر کے حملہ آور کیا کا قصد رکھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالاسعد بن زید و طلحہ بن عبد اللہ کو واسطے دریافت حال قافلہ قریش کے روانہ کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل واپسی ان دونوں حضرات کے مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے اور بمقام بقیع خیمہ زن ہو کر معاندان و دلاور کے ساز و سامان کو ملاحظہ فرمایا بعدہ بقیع سے بروز کیشنبہ تبارک ۱۲۔ رمضان المبارک ۳ھ ہجری مع جماعت مہاجرین و انصار کے جسکی تعداد بقول بعض تیرہ سو تیرہ یا تین سو پندرہ یا تین سو اٹھارہ بیان کیجاتی ہے بدر کی جانب روانہ ہوئے۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ قافلہ سالار اس جگہ کفار کا ابوسفیان بن حرب ابکار تھا اور عمرو عاص اس قافلہ کا

رفیق راہ تھا۔ جب لشکر اسلام بیوت السیفان سے متحرک ہوا تو حضرت ختمی پل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لشکر اسلام کا شمار کرنا انساب ہو سکتے ہیں کہ سوائے اُن آٹھ صحابہ کے جو مدینہ منورہ میں حکم رہ گئے تھے مثل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کے شمار کیے تو تین سو تیرہ یا تین سو پندرہ یا تین سو ستر شمار میں آئے اور بیشتر آپ اور تین اونٹ اور آٹھ زرہ۔ اور آٹھ شمشیر سامان حرب میں تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب و جمعیت یاران باصفا پر نظر کی اور کفار ناہنجار کی فوج کثیر دیکھی تو خداوند قاضی الحاجات میں دعا کی کہ اُمّی اس قلیل جماعت اسلام کو اپنی حفظ و امان میں لے اور انکو برباد نہ ہونے دے یہ تیرے خالص مخلص بندے ہیں۔

بار خدا یا ان ایمان والوں کی یہ قلیل جماعت ہلاک ہو جائیگی تو دنیا میں خالص تیری عبادت کرنے والا کوئی بھی باقی نہ رہے گا یہ دعائیں نہ ہونے پائی تھی کہ اسی اثنا میں چند لشکر یان کفار نابکار بطور سقدہ الجیش میدان جنگ میں آئے اور چشمہ کے کنارے آکر ٹھہرے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چند ادیبوں سے اُن سبکواریا صرف ایک بچکیا جو فراہ ہو گیا آخر وہ بھی مشرف باسلام ہو گیا اور اُسیدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بارگاہ باری تعالیٰ میں قبول ہو گئی منقول ہو کہ اُسوقت اہل اسلام میں وہ تہید ستی تھی کہ ایک ایک اونٹ پر دو دو تین تین چار چار آدمی سوار ہوتے اور مرتبہ بمرتبہ بھی پیادہ پا بھی چل سکتے چنانچہ اکثر خود حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیادہ پا ہو جاتے۔ القصہ جب بیوت السیفان سے چلے تو ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیث بن عمرو اور عدی بن ابوقحیف قافلہ ابوسفیان کے روانہ کیا ان صاحبوں نے بدر کی طرف توجہ کی جب بدر پہنچے تو کسی سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی قافلہ تو نہیں آیا ہو کہما سوائے اسکے اور کچھ نہیں جانتے کہ یہاں جا بجا شہرت ہو کہ آج یا کل ایک قافلہ قریش کا نواح شام سے آیا لاہو بعد ازین دونوں صاحب یہ خبر سنکر خندست اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے جو سنا تھا عرض کیا اور اُسیدم قافلہ ابوسفیان کا آیا ابوسفیان نے محمد بن عمر سے دریافت کیا کہ اس جگہ تو جاسوس محمد بن عبد اللہ کے نہیں آئے اُسے کہا مجھ کو یہ تو نہیں معلوم کہ وہ کون تھے مگر ان دو شہر سوار فلان موضع میں آکر اترے اور فوراً واپس چلے گئے ابوسفیان اُسوقت اُس جانب کو گیا چند بیگنی لید کی دیکھیں جس میں چھوڑے کی گھٹلیاں تھیں ابوسفیان نے کہا کہ اُن اونٹوں نے ضرور زمین شیرب کی گھانس گھاتی ہو۔ بیشک شہر سوار جاسوس محمد بن عبد اللہ کے تھے اس وسوسہ سے اُسے سیدھی راہ کو ترک کیا اور دوسرے ساحل کی راہ لی منقول ہو کہ اسی اثنا میں عاتکہ بن عبد المطلب نے ایک خواب پریشان دیکھا اور اپنے بھائی عباس سے

کہا کہ شب گذشتہ میں نے ایک خواب پریشان ایسا دیکھا ہے مگر جب تم سے کہتی ہوں کہ تم اسکو امانت رکھو اور
 عقدہ کشائی کی خیانت نہ کرو عباس نے منکر قرار کیا کہ میں کسی سے نہ کہوں گا۔ عاتکہ نے کہا کہ ایک شترسوار ابطح
 میں آکر کھڑا ہوا اور نندا دیتا ہے کہ اے قریش اپنے قتل کر نیکو دوڑو اور بعد ازین مسجد میں آیا اور آدمی اس کے متعاقب سجدہ
 میں داخل ہوئے اور اسی وقت وہی شخص باہم کعبہ پر سوار ہوا اور تین مرتبہ پکارا اور پھر تین نے اسکو کوہ اوقمیس پر
 سوار دیکھا کہ قریش کو قتل گاہ کی طرف بلاتا ہے بعد ازاں اُس نے اُسی پہاڑ پر سے ایک چھڑاٹھایا اور چاروں طرف کو
 گھما کر پھینکا تو اس چھڑے کے ریزوں سے کوئی گھر قریش کا خالی نہ رہا جس گھر میں اُن ریزوں سے کچھ نہ کچھ نہ پہنچا ہو
 اس حالت میں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ قریش کسی بلا سے سخت میں مبتلا ہوئیو اے میں اور سوائے قریش اور قوم
 کہ جو کہ میں رہتی ہے وہ بھی اُس سنگ سے زخم نصیب ہوئی۔ عباس نے وصیت عاتکہ پر صبر نہ کیا اور اُس راز
 کو ولید بن عقبہ بن ربیعہ دوست اپنے سے کہا اور اُس سے تاکید کی کہ تو کسی سے اس راز رسی نہ کہو نہ کھولنا اُس نے
 بلاتامل اپنے باپ سے بے کم و کاست کہ دیا۔ نقل ہے کہ یہ راز اُسی روز ابو جہل کے کان تک پہنچا دوسرے روز
 بروقت طوف کعبہ عباس سے ابو جہل نے اہل قریش کے سامنے کہا کہ اے ابو الفضل کتنے دن ہوئے کہ یہ عورت
 یعنی عاتکہ منصب نبوت پر پہنچ گئی عباس نے کہا کون عورت ابو جہل نے کہا تیری بہن عاتکہ۔ اُس نے دریافت کیا
 کہ کس وجہ سے ابو جہل نے اُس خواب کو بیان کیا۔ وہ منکر خاموش ہو رہا اور کہنے لگا کہ مجھے خبر نہیں ابو جہل
 نے پھر سرزنش و ملامت شروع کی کہ خاندان بنو ہاشم کی بڑی چالاک عورات ہیں کہ دعوی نبوت کرتی ہیں سجان
 اسدمر تو اس قابل نہ رہے کہ دعوی نبوت کریں مگر عورت نے یہ سلیقے گھر میں بیٹھے بیٹھے سیکھ لیے ہیں ابو عباس
 میں تین دن اور اُس خواب کا اثر دیکھتا ہوں اور منتظر ہوں اور پھر بعد تین روز کے اگر کچھ اثر نہ معلوم ہوا تو بے شبہ
 تمام روسائے عرب کو مکاتبت لکھ کر طلب کروں گا اور زیانکاری خاندان بنی ہاشم کا انسداد چاہوں گا کہ ہمیشہ مرد طرح
 طرح کے جھوٹ بولتے تھے اب عورتوں نے بھی وہی شعار اختیار کیا ہے اس قسم کی پریشان باتیں کہتا ابو جہل
 تو رخصت ہو اگر مردان بنو ہاشم کو خبر ہوئی انھوں نے عباس کو آکر شرمندہ کیا کہ ابو جہل ہمیشہ خاندان بنو ہاشم کو داتا
 ہے اور کہہ لیتا ہے جو اُس کے جبین آتا ہے اور اب عورتوں کو بھی زیانکار کہنے لگا تیری ہمت و غیرت نے ان باتوں کے سننے
 کو قبول کیا اور اسکی تردید انھیں کلمات سے نہ کی اُس نے کہا کہ البتہ میں ابو جہل کی سخت باتیں منکر اس لحاظ سے
 خاموش ہو رہا کہ مبادا قوم میں فتنہ نہ اُٹھے اگر ایسی ناگوارا و ناہمواری ایسی باتیں کہیں تو بے شبہ اسکو بیا بجا لگا
 کہ قدر و عافیت کھل جائیگی کہتے ہیں کہ قیسرے دن عاتکہ کو خبر ہوئی کہ ابو جہل نے ایسی شوخ شوخ باتیں کہیں ہیں

وہ گھر سے باہر پرغضب ہو کر نکلی اور مسجد الحرام کی طرف چلی جب ابو جہل نے اُسکو دیکھا مسجد الحرام میں سے
 بھاگا اور اسی اثنا میں ضمضم غفاری کہ جسکو ابوسفیان نے بیس مثال سونا دیکر واسطے خبر سانی قافلہ اور اطلاع
 وارادہ غارت محمد بن عبدالمد کی طرف کو مکہ بھیجا تھا آپہونچا اور اُسی شتر پر چسپور وہ آیا تھا چڑھ چڑھ اہل
 مکہ کو آواز دی کہ اوقات ابوسفیان اور اہل ساکنان لطیف تمہارا قافلہ رستہ میں رکا ہوا ہے اور محمد بن عبدالمد نے
 اُسکو گھیر لیا ہے اور وہ اُسکو غارت و ہلاک کرنا چاہتا ہے اگر اسوقت قافلہ کی امداد کرو گے ممکن ہے کہ بانبی ہو جائے
 ورنہ جان و مال کی عافیت ہرگز نہیں اور اہل مکہ کی دیر کرنی اُن گرفتاران بادیہ کربت کے حقین بڑی بدگونی
 ہے اس آواز کے سنتے ہی تمام مکہ میں اہل چل پڑ گئی اور ایسی پریشانی اور بدحواسی ہوئی کہ آلات حرب بھی گھروں
 سے لینا بھول گئے المانی ہاشم اس خبر کو سنکر گونہ خوش ہوئے اور عاتکہ بنت عبدالطلب کو سب نے صادق
 البیان بتلایا انقض باہم استداع کے تیسہ میں ایک دوسرے کو بلا کر طلب تھا ضارفاقت کا کرتا تھا اور سب نذران
 مکہ ایک جگہ جمع ہوتے جاتے تھے مگر کچھ خود بخود لوگوں کے دل و پیرا یہاں عجب و خوف چھایا کہ جرات کرتے تھے
 اور رہ جاتے تھے اور اکثر آدمی اس ہم کیوجہ سے چھپ گئے اور بہت انکار کر نیکو آمادہ ہو گئے ابو جہل اور عقبہ
 بن ابی معیط اس ہم میں بہت ساعی اور مساعی تھے اور جو شخص چلنے میں تاخیر کرتا تھا اُسکو مرنش کرتے تھے
 چنانچہ امیہ بن خلف نے پیری کا بہانا کر کے چاہا کہ بخاؤن اس سے ابو جہل چڑھ گیا اور گھر سے عطیات
 لا کر اسکی پوشاک میں ملنے لگے یعنی اب تو عورت ہو گیا تیرے عطر لگانا چاہتے اس حرکت سے امیہ کو بغیر
 آئی اور چارونا چارٹھکر ہمراہ ابو جہل ہوا اور ابو لہب کو کہتے ہیں کہ ہر چند سمجھاتے رہے مگر وہ نہ گیا لیکن
 اُسکے بارہ میں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اس بات سے خفا ہو گیا کہ عاتکہ بنت عبدالطلب کو جو ابو جہل نے
 سینا نہ سخت و ست کہا اور اکثر روشن راس و بیدار مغز لوگ مثل حارث بن عامی اور عقبہ اور شیبہ اور
 حکم بن خرام اور پسر امیہ اور ابوالخیری اور عاص بن منبہ و متالم و مقطر کہتے تھے کہ کوئی شکل ایسی لکھے
 کہ جسکی وجہ سے اس سرکہ میں ہم شریک نہوں اور طوفان بے تمیزی میں ہماری جانیں تلف نہوں مگر
 ابو جہل اور عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ ہر ایک کو بغیر معیت چارہ نہ تھا مجبوراً گھروں سے نکلے اور ایک جگہ
 جمع ہوئے اور علی الرستم شگون نیا گیا مگر خلاف مقصود نظر آیا اسوجہ سے پھر لوگ بیدل ہو گئے مگر ابو جہل
 نے کہا فال و شگون لینا شیوہ عورتوں کا ہے اور ہمیشہ ایک ساحال فال و شگون کا نہیں ہوتا۔ اس وہم میں کہیں
 گرفتار ہوتے ہو جلد مستعد اور آمادہ ہو جاؤ اگر دیر کرو گے تو معاملہ دگرگون ہو جائیگا۔ منقول ہے کہ عتہ اور شیبہ اپنے

گھروں سے زرہ بکتر لیکر باہر نکلے اس اثنا میں عداس سے دریافت کیا گیا کہ تو اس شخص کا حال بیان کر چکے
 واسطے ہم نے انکو کھانے کے لیے تجھے لیکر بھیجا تھا اور تو اس کے روبرو بیٹھ کر اسکی باتوں میں مشغول ہو گیا تھا اور
 ہمیں غافل تھا اور جب واپس آیا تو تو نے اگر بیان کیا کہ وہ شخص نبی برحق ہے عداس اس قصہ کو سنکر رونے لگا اور
 کہنے لگا کہ والدہ وہ شخص پیغمبر ہے اور رسول داوڑ ہے اگر تم میرا کہنا مانو تو خدا کیواسطے رسول سے لڑنے مت جاؤ
 اور اس ہم میں شریک نہ ہو کہ جو شخص اس سے لڑے گا کبھی قبیح نہ ہوگا اور اسکا دشمن ہمیشہ خوار و زبون رہے گا عداس
 ان باتوں کو کہتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا عقبہ و شیبہ نے دریافت کیا کہ تو اس سرگذشت کے بیان کرنے میں روتا
 کیون ہے اسنے کہا کہ میں اسواسطے روتا ہوں کہ اگر تم اس لڑائی میں جاؤ گے تو بے شہدہ مارے جاؤ گے حکیم
 بن خزام کہتا ہے کہ جب میں نے یہ باتیں عداس سے عقبہ اور شیبہ کے پاس جا کر سنیں مجھکو اس ہم سے پرہیز دگر
 ہوا اور ارادہ سے معاودت کی مگر توفیق رفیق نہ ہوئی بعد ازیں حاص بن نبہہ آیا اسنے عداس سے دریافت کیا
 کہ تو کیوں روتا ہے اسنے کہا کہ میرے سید یعنی سردار کو رسول خدا کے مقابلے کو لیے جاتے ہو۔ میں قیاس کرتا ہوں
 کہ یہ اپنے قتلگاہ کو جاتے ہیں کیونکہ رسول سے لڑنا خدا سے لڑنا ہے اور خدا سے کون عہدہ برا ہو سکتا ہے حاص
 نے کہا کہ اے عداس تو نفس الامر میں محمد بن عبداللہ کو رسول جانتا ہے اسنے جواب دیا کہ بے شہدہ اور بے شک
 محمد بن عبداللہ رسول برحق اور نبی صادق ہیں حکیم کہتا ہے کہ حالانکہ حاص اس بات کو سنکر ایمان لایا مگر کفار کے
 ہمراہ جا کر قتل ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس معرکہ میں عداس نہیں گیا اور بعض کا قول ہے کہ عقبہ اور شیبہ کی قضا
 سے چلا گیا۔ القصہ مجمع اہل قریش بدر کے چلنے کو تیار ہوا مگر انکو مکہ کے خالی رہنے سے ایک اندیشہ بنی کہ ان
 کی عداوت کا ہوا اور باہم گفتگو کرنے لگے کہ کیا مشکل واقع ہوئی ہے کہ اگر جوش میں لگ کر قافلہ کے لیے جاتے
 ہیں تو نبی کائنات کی طرف سے دل مطمئن نہیں اور اگر نہیں جاتے تو ایک تشویش جانب سلامتی قافلے سے
 ایسی ہے کہ کھانا پینا حرام ہو گیا ہے اس گفتگو میں شیطان سراقہ بن مالک کی صورت میں متمثل ہوا کہ مشرکوں سے
 مخاطب ہوا کہ تم میری شان و شوکت اور رعب و داب کو جانتے ہو۔ نبی کائنات کی کیا مجال کہ بی ادب میرے
 پانی بھی پی سکین چہ جائے خون اشامی قوم۔ تم بلا خدشہ و اندیشہ چلے جاؤ میں نے تمکو امن دی اور اپنی حفاظت
 کو کفیل و وکیل تمہارے عیال و اطفال کا کیا کیسی طرح کا گزند و آسیب سر ہو بھی تمہارے بال بچوں کو نہیں
 پہونچے گا اس بات کو سنکر عقبہ خوشوقت ہو گیا اور تمام قریش خوش حال و فارغ البال ہو گئے اور نوسو پچاس
 آدمی مسلح سات سو شتر سوار اور ایک سو اسی باد پہ رفتار اور پچاس پیادے زرہ پوش نہایت مستعجب بن گئے

قدم کٹا ہوئے اور سامان عیش و نشاط بھی ہمراہ لیا تھی کہ وہ عورتیں جو رونق محفل نہایت حسینہ جمیلہ تراشیخ
 نغمہ پرداز باسوز و گداز تھیں اپنے ساتھ لین جبکہ فروکش ہوتے محفل ناز و نعم آراستہ کرتے تھے اور عورت
 خوش آواز و نغمہ ساز کو گواستے اور اہل اسلام کی ہجو کرتے تھے اور اپنے فخر پر راگ اور تازہ بتازہ نغمات چھڑتے
 اور مسلمانوں کی تضحیک کرتے گویا انکی محفل میں جو حالات ہزل و نشاط واقع ہوتی تو اس مضحکہ کا مصداق
 مسلمانوں کو ٹھہراتے تھے اور ہر مقام پر قریش سے ہر روز کوئی سب کی دعوت کرتا اور دور در دور جام و چنگ و رباب
 سے بچ سفر کو بھلاتا = منقول ہو کہ اثنائے قطع مراحل میں ایک روز غنہ و شیبہ خواب عالمہ کو بیان کرتے اور شوش
 ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ انجام کار دیکھیے کیا ہوتا ہواستے میں ابوہل آیا اور پوچھنے لگا کہ کیا ذکر تھا انھوں نے
 اس حکایت کا اعادہ کیا ابوہل نے کہا کہ تمھاری عقلیں بالکل سلب ہو گئیں غور تو کرو مردوں کو تو دعوت
 ہوا اب عورتوں کو بھی دعویٰ نبوت ہونے لگا = قبیلہ بنی ہاشم ایک نہ ایک ایسا ہی افسر اٹھاتے ہیں اگر اس
 سفر سے جلد فراغت حاصل ہوتی تو مکہ میں جا کر اس امر کی تجویز معقول کیجا بیگی اور اس بہتان کا بند و بست
 وہ کرونگا کہ تم دیکھو گے انھوں نے کہا کہ اے ابوہل تو کیا کہتا ہے یہ سب باتیں قرابت قریبہ اور صلہ رحم بتلاقی
 ہیں پھر کہا کہ اگر مصلحت سمجھتا ہو تو اب بھی ہم مکہ کو اٹے پھر جاؤ میں ابوہل نے کہا کہ پہلے تو تم اپنی قوم سے
 موافقت خفیہ کر لی ہو اور اب ظاہر یہ بہتان کرتے ہو = کیون اپنی ذلت اور رسوائی کو سب پر شائع کرنا چاہتے
 ہو۔ واللہ تم گمان کرتے ہو کہ ہم تمھاری ہر اسی سے خوی دل ہیں اور جب تم اٹے چلے جاؤ گے تو پریشان و مضطر
 رہ جاؤ گے = تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں ایک سو اسی آدمی اپنے ہمراہ رکھتا ہوں جان چاہوں مقام کروں اور جبکہ
 چاہوں چلا جاؤں پھر مجھے کسکی پروا ہو اور خواہش ہو۔ جدھر کو تمھارا جی چاہے چلے جاؤ کہ یہی پر کیا دار و مدار ہو
 عتبہ اور شیبہ نے اس خود ستائی کو سن کر کہا کہ ہوش میں آؤ ابوہل تیری کیا مجال ہو کہ تو بے ہمارے ایسی
 دلیری کرے اور اگر کر گیا تو خود ہلاک ہو گا اور اپنی قوم کو ہلاک کر گیا۔ عتبہ نے شیبہ سے کہا کہ یہ شخص نہایت شوم
 مثل بوم ہو کہو محمد بن عبد اللہ کے ساتھ ایسی کیا قرابت ہو کہ اسکو نہیں حالاکہ ہمارا بیٹا ابو حذیفہ بھی محمد بن عبد اللہ
 کے ساتھ ہو اگر اسکے قول پر بہن خیال مراجعت آئے تو کچھ بیجا بھی نہیں۔ شیبہ نے کہا کہ اگرچہ پھرنا ہمارے حق میں
 قائمہ بخش ہو لاکہ میں جب پہونچینگے تو تمام قوم سرزنش اور ملامت کرے گی۔ اب یہی کہ طوعا و کرہا چلے چلو اور
 اسکے کہنے پر نہ جاؤ آخر الامر وہاں سے قافلہ ان مشرکوں کا چلے یا اور مقام جحفہ پر پہونچا۔ جیم بن صلیب بن
 مخزومہ بن مطلب بن عبد مناف نے خواب میں دیکھا کہ ایک اسپ سوار ایک شتر سوار کو ہمراہ لیکر لشکر قریش

کے پاس آیا اور کھڑے ہو کر آواز بلند کہنے لگا کہ اے عبیدہ اور ربیعہ بن اسود اور امیہ بن خلف اور ابوالخوی اور ابوالحکم ہشام اور نوفل بن خویلد اپنے مقتل میں آگئے اور ارادہ ازلی نے انکو مقام فنا پر پہنچا دیا اور ہیل بن عمر واسیر ہوا اور حارث اپنے بھائی کے پاس بھاگ گیا بعد ازین اُس سوار نے ایک لکڑی اپنے اوت کے ماری اور اپنے لشکر گاہ میں جا پہنچا پھر یہ دیکھا کہ اسقدر خون بہا کہ مخالفان تک کے خیمے اُس خون سے تر ہو گئے جب جہیم نے اُس خواب کو بیان کیا اور سب نے سنا تو ابوہل بولا کہ لو اور ماشا دیکھو دوسرا بنی قبیلہ عبد مناف سے پیدا ہوا پھر ابوہل نے کہا کہ کل کو اس خواب پریشان کی تعبیر جب معلوم ہوگی کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کو قتل کرینگے جلد اجاب ابوہل نے سنکر کہا کہ اے جہیم تجھے شیطان نے دھوکا دیا ہے اور ایسے دھوکہ کی تعبیر اسی ہوتی ہے تو کل دیکھنا کہ محمد اور انکے اصحاب مقتول اور اسیر ہونگے۔ وہ بیچارہ ان اقوال کو سنکر خاموش ہو رہا مگر شیبہ نے عقبہ سے کھاکہ ابوہل پاس سخن کرتا ہے۔ اور خواب عاکہ اور جہیم کو کذب کہتا ہے اور عداس کو نا مستہر تلاتا ہے حالانکہ تمام عمر اُس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ہمارا دل نہیں چاہتا کہ اس مہم میں شریک ہوں بلکہ اُسے پھر چلیں عقبہ نے کہا کہ اُسے پھر نے میں تو البتہ سوطر حکمی مہنسی ہوگی مگر یہ بات سچ ہو کہ محمد رسول خدا ہیں ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر محمد صادق رسول خدا ہیں تو ہم نہیں لڑتے یہ لوگ لڑینگے اور مارے جائینگے اور ہم اپنے دین و دنیا کو اس رسوائی اور بیجائی سے را لگانا نہ کرینگے اور اگر واقع میں دعویٰ خلاف ہے تو اور مخلوق کیا تھوڑی ہے اُسکی مہم کے لیے وہی کافی اور وافی ہیں اس بات کو باہم پسند کیا اور دل میں خوب ٹھکان لیا کہ ہم محمد سے نہ لڑینگے۔ بعد ازین ابوہل اسکے پاس آیا اور تحقیق ارادہ کو دریافت کیا انھوں نے انکار کیا ابوہل نے اس قسم کے دلائل کفر آرا بیان کیے کہ پھر وہ خون گرفتہ مفت جان دینے پر راضی ہو گئے اور قتل ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتفاق کر کے تمام پریشان بخت آگے کو بڑھے اس ملک کی خبر ابو سفیان کو پہنچی ابو سفیان نے قیس کو بھیجا کہ تو آگے بڑھ کر قوم کو منع کر کہ بد کو نہ جائیں اور محمد اور اصحاب محمد اگر دو چار ہوں تو ان کوئی تعرض نہ کریں کیونکہ غرض ہماری قافلہ کی حفاظت تھی سو قافلہ ہمارا بخیر و خوبی حسن تدبیر سے سلامت نکل گیا۔ وگرنہ اہل ثیرب سے ایک جگھر امول لینا پڑتا۔ قیس بالتمام تبلیغ پیام بہت تیز خرامی کر کے قریش سے آلا اور پیام گزاری بے کم و کاست کی۔ ابوہل نے سنکر کہا کہ واللہ باندہ جبتک ہم مقام بدر تک نہ پہنچ لیں اور ایک دو دن مقام کر کے اپنی بزم عیش و نشاط با فراغ خاطر آراستہ نہ کر لیں جبتک ہلکو خواب و خور و عیش و آرام و شراب پینا اور ناز و دیکھنا حرام ہے بعد اس اہتمام کے ہم اُسے پھر پنگے اور بہت طمطراقی سے معاودت مکہ کرینگے تاکہ

ہماری یورش کی عرب میں دھاک ہو جائے اور کوئی شخص ہمارے قافلہ سے بارگراٹکھ نہ ملا سکے وگرنہ ہمارا
 آنا اور بغیر کارنمایان کیے ہوئے پھر جانا عبث و رعبت ہو۔ قاصد پیام گذارنے اس خطاب کو سنکر ابوسفیان
 کے گوش گزار کیا ابوسفیان نے بہت تاسف کیا اور کہا کہ ایسا ابرام عمر بن ہشام یا ابوہل سرکش کا معلوم
 ہوتا ہو کیونکہ اُنکے دماغ میں بوسے ریاست بہت ہو اور سیدھے رستہ کو نہ کبھی چلے ہیں نہ چلینگے اور تم دیکھنا
 کہ محمد سے انکا مقابلہ ہو گیا تو وہ خوار و ذلیل اُٹھو ہونا پڑ گیا کہ یاد کرینگے یہ لکھ کر قافلہ تیز خرام کیا اور دم زدن میں
 داخل بیت الاحرام ہوا۔ منقول ہے کہ انحنس بن شیرین نے بعد پوچھنے قافلہ کے مقام کہ راستہ میں قافلہ ٹوٹا
 سے کہ جو مقابلہ ختمی باب صلی اللہ علیہ وسلم جاتا تھا کہ تاکتھارا قافلہ تو مکہ میں فایز ہوا اور جمیع مال و سنال کی
 سلامتی رہی اب تم بھی اُسے پھر جاؤ اور زیادہ قدم نہ بڑھاؤ اور محمد سے تعرض نہ کرو کیونکہ اگر وہ دعویٰ
 نبوت کرتے ہیں تو نفس الامر ہو اسکا دعویٰ صادق ہو تم کیوں اُترتے ہو تم بھی مردمان افضل ترین سے ہو کیلئے
 کہ وہ تمھارے بھتیجے ہیں۔ کہنے ابوہل کے اغوا سے اس نصیحت کو نہ سنا لایہی زہرہ کی فہم میں یہ بات آگئی
 اور انحنس سے کہا کہ واقع میں تو ٹھیک کہتا ہو مگر کیا تدبیر کریں کہ ہم مکہ کو پھر جائیں اُسے کہا کہ تدبیر مراجعت
 میں بتلا ماہون تم اپنے قبیلہ میں سے کسی ایک آدمی کو اونٹ پر سے گرا دو اور وہ شخص گرتے ہی فریاد کرے
 کہ مجھے سانپ نے کاٹا ہو میں کوئی دم کا مہمان ہوں۔ اسوقت تم باتفاق کہنا کہ جب تک یہ شخص موت سے
 بہرہ مند نہیں ہوتا تب تک ہم آگے نہیں بڑھینگے اور اگر اسکا ایسا ہی اضطراب رہا تو بے شہہ ہم مکہ کو چلے
 جائینگے چنانچہ بموجب فہمائش ایسا ہی کیا اور اس جیلہ سے نکل گئے =

طہارۃ روح - خلافت میں مندرجہ مذکورہ واقعہ ایسا ہی ہوا ہے

اودھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معترضہ ہو کر بروز جمعہ تالیخ، ۱۱ رمضان المبارک ۱۱ھ ہجری بمقام بدر
 پہونچے اور قیام کیا آپ نے زبیر و سعد بن ابی وقاص اولیس کو بغرض تفحص حال روانہ کیا اور اشارہ کیا یہی
 کہنا کہ اس طرف سے طریقہ کی طرف جاؤ یقیناً اس قلیبے کے نزدیک جو ظرب سے ملا ہوا ہو شتر کیلک کچھ
 نگہ حال معلوم ہوگا چنانچہ وہ سب حضرات اسی جانب روانہ ہوئے جب قلیب پر پہونچے تو شتر ان گشت
 کو مع قریش کے سقون کے پایا سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھاگ گئے جو رہ گئے تھے وہ گرفتار
 کر لیے گئے وہ گرفتار لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیے گئے آپ نے اُسے قریش کا حال
 دریافت کیا بعدہ آپ نے بشورہ جاب بن المنذر چشموں اور کنوئوں کے قریب ریگستان میں مقام کیا اسوقت
 پانی برسنے سے ریت جھمکنی تھی خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمکو طغریاب کر گیا دشمن کے

قافلہ پر لشکر پر اس وقت آپ کے لشکر یونکایہ دل چاہتا تھا کہ قافلہ سے مقابلہ ہوا سیلے کہ لشکر ایک جماعت کثیر
 با سامان و سلاح تھے اور مسلمان بے سامان تھے اور قافلہ جماعت قلیلہ بے سلاح تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو
 اپنی قدرت دکھانی اور اسلام کی نصرت بڑھانی منظور تھی لہذا قافلہ نکل گیا اور لشکر ہی سے مقابلہ کی ٹھہری
 اگرچہ لشکر کفار مسلمانوں کے لشکر سے سہ چند تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور مسلمان صرف تین سواٹھارہ
 تھے اور کفار ایک ہزار تھے لیکن کفار کو مسلمان دو نے ہی معلوم ہوتے تھے اور مسلمانوں کو عرب کافروں کے
 دل میں ایسا سا گیا تھا کہ پریشان تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں پہنچے آپ نے اپنے اصحاب کو
 ہر کافر کی جائے قتل کا نشان بتلادیا کہ ابجگہ فلاں ابجگہ فلاں مارا جائیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے قسم فرماتے
 ہیں کہ کسی نے ان مقامات سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے تھے ایک بالشت بھی تجاوز نہ کیا
 بلکہ ہر کہ لشکر کفار کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کے حقیقین یہ دعا مانگی کہ الہی یہ ننگے ہیں
 انھیں کپڑا دے الہی یہ بھونکے ہیں انھیں کھانا کھلا۔ الہی یہ پیادے ہیں انھیں سواری دے حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد فتح بدر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا جس کے پاس سواری اور کپڑا اور نقد و جنس کثرت
 سے نہو۔ اصحاب بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ترانسی مہاجرین اکٹھے انصار۔ اور ایک سوئتر
 نذر وی تھے = لکھا ہر کہ اسی اثنا میں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ
 اہل قریش جو قافلہ کی ملک کو آئے تھے قافلہ تو مکہ پہنچ گیا مگر وہ لوگ ارادہ بدر کا رکھتے ہیں اور انکا یہ تہیہ ہر کہ محمدؐ
 اور اصحاب محمدؐ کو قتل کرین جناب ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ مہاجرین اور انصار سے لیا کہ ہم قریش
 سے مقابلہ کرین یا نہیں۔ پہلے حضرت صدیق اکبر نے مجمع میں کھڑے ہو کر عرض کیا کہ نا مستحسن ہر بلکہ احسن یہ
 ہر کہ مقابلہ کیا جائے۔ بعد اسکے سیدنا فاروق عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا کہ قریش اپنے جاہ
 و شتم پر نہایت مغرور ہیں اور بوجہ غلبہ قوم کسی سے انھیں ذلت و خواری نہیں ہوئی اسبوجہ سے سرکشی انکا
 شعار ہو گیا ہر بلکہ اکثر مشرف باسلام ہو کر پھر کافر ہو گئے یہاں تک کہ قطعی دین و اسلام کے سخت دشمن ہو گئے
 اور دشمن ہی نہیں یہ لوگ قطعی طور پر دین اسلام کو دنیا سے نیت و نابود کرنا چاہتے ہیں جب تک یہ لوگ اپنی ہزا
 کو نہ پہنچینگے تب تک دین اسلام کو رونق نہوگی یہ لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور دونوں
 کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ الہی عمر رضی اللہ عنہما است کتنا ہر کہ یہ تیرے یگانے تجھے بیگانے
 ہیں یہ تیری تصدیق کبھی نہ کرینگے۔ حضرت مقداد بنے کہا کہ ہم کبھی ایسا نہ کہینگے جیسا کہ بنی اسرائیل نے

حضرت موسیٰ سے کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَتَالِهًا اَنَا هُنَا قَاعٌ مُّوْنٌ = میں نے جاسکے تو اور میرے رب
لڑے ہتھوہین بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ آسکے بیٹھے رہیں بائیں ہر طرف لڑیں گے
اور جہانک آپ ہمیں لیجا بیٹھے ساتھ جائیں گے چونکہ انصار نے بوقت بیعت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ کوئی آپ پر
مدینہ منورہ میں لڑائی کو آئیگا ہم اُس سے لڑیں گے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نکل کر لڑیں گے چونکہ مدینہ میں
قرین آباد تھیں ایک اوس دوسری خزرج قیسری یہودیہ ہی مدینہ میں آباد تھی وہ تین قبیلہ تھے ایک بنی قریظہ
دوسرے بنی غنیمہ تیسرے قریظہ یہ ہم قسم قبائل اوس و خزرج تھے ہم قسم اُسکو کہتے ہیں کہ باہم معاہدہ کر لیتے تھے
کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن کے مقابلہ پر مددگار رہیں گے۔ مدینہ کے یہودی اوس و خزرج سے کہا کرتے تھے کہ
غقریب کوئی بنی سہوت ہونیوالا ہو جسکے ساتھ ہو کر ہم سے لڑائی لڑیں گے لکھا ہو کہ قبیلہ اوس اور خزرج کے لوگ
ہر سال حج کی غرض سے مکہ کو جایا کرتے تھے مگر یہودی نہیں جایا کرتے تھے جب مکہ مندر میں انکو معلوم ہوا کہ ایک
شخص دعویٰ نبوت کرتا ہو کہنے لگے کہ شاید یہ وہی پیغمبر ہیں جسکا ذکر ہو دیکھا کرتے ہیں پس سمجھو وہ سبقت لیجائیں
کچھ لوگوں نے اگر دعوت اسلام قبول کی۔ ایاس بن معاویہ نے کہا کہ یہ بنی عربی ہیں ابو احمیس نے اُسکا مارا اور مارا
لیکھا اُسکے بعد بزمانہ حج چھ شخص آئے ابو امامہ عوف بن حارث مافع بن مالک قطیبہ بن عامر عقبہ بن عامر جابر بن عبد
یہ لوگ مشرف باسلام ہوئے اور بیعت کی اس بیعت کو بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں اگلے سال بارہ آدمی پھر حج کو آئے
جس میں پانچ پہلے سوائے جابر اور سات اور وہ بھی مشرف باسلام ہوئے یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہان میں دوکان
رضی اللہ عنہ آنحضرت کی خدمت میں رہ گئے باقی چلے گئے پھر اگلے سال آدھی اگر مشرف باسلام ہوئے اور
بیعت کی یہ بیعت عقبہ ثالثہ ہے بیعت عقبہ اسی سے مراد ہو۔ مورخین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
انصار سے ایسی تقریر کی کہ میں سے انصار سمجھے کہ انکو اس معاہدہ یعنی بیعت عقبہ کا خیال ہو کہ ہم باہر مدینہ سے
آپ کے شریک نہون گے عرض کیا کہ ہر چند ہمارا معاہدہ موافقت کا بروقت آنے دشمن کے ہو لیکن جب ہم آپ پر
ایمان لائے اور آپ کو نبی برحق سمجھا تو اب ہماری جان ہمارا مال آپ پر قربان ہو آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں
حکم دین کہ مندر میں گھس جاؤ ہم چلے جائیں گے۔ دشمن کے مقابلہ کو ہم کس طرح انکار کر سکتے ہیں اور ہماری جان
ناری آپ اُسوقت ملاحظہ فرمائیں گے جب ہم کسی دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان نثار
سے راضی ہونگے صحابہ کبار کی تقریر سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے بخاری شریف میں
مروی ہو کہ بوقت مقابلہ لشکر کفار اور ملاحظہ کرو فرمائی کہ بنی ناکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخندہ میں جنگ کیا

اور بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کی وعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول ہوئی اور اس آیت کو پڑھتے ہوئے حضور نے سجدہ سے سر اٹھایا مینکوم الجمع دیو لون اللہ بری فی قریب ہو کہ بھاگ جائیگی یہ باعث اور پشت پھریگیا اپنا پنجہ مطابق پیشین گوئی آیتہ موصوفہ کے ہوا۔ مورخین کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہہا بدر پر ایقیم ہوئے تو آپ کے لیے ایک سائبان کھجور کے پونک تیار کیا گیا اس عیش میں سائبان میں آپ ص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے اور اسکے دروازہ پر سعد بن معاذ اور کھینچا کھڑے ہو گئے اور پہرہ دینے لگے قریش کے برسر میدان آنے سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس ترتیب صفوف میں مصروف ہوئے یہ پہلا موقع ہو کہ اسلام میں صف بندی کی گئی اگر صف سے کوئی آگے بڑھتا تو آپ اسکو ایک پھری لگاتے چنانچہ بوقت تعدیل صفوف سوا بن عریہ صف سے آگے بڑھا آپ نے اسکے پیٹ پر ایک پھری لگائی وہ پھر صف میں جا ملا اور عرض کیا یا رسول اللہ معلّم مجھ کو اس ضرب کا عوض دیجیے آپ نے اپنا جسم مقدس کھولا اور فرمایا بدلے سوا نے فوراً آپ کے شکم مبارک سے سینہ اپنا لپٹا کر اُس پر دیا آپ نے فرمایا اسکا کیا سبب عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کفار سے مقابلہ کا وقت ہو مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو آپ سے ملاقات اخیر ہو گئی اسلئے میں نے معافہ کی یہ صورت پیدا کی جب صفوف آراستہ ہو گئیں تو آپ نے علم لشکر کا مصعب بن عمیر کے حوالہ کر کے حکم دیا کہ لشکر کا رخ بجانب مغرب رہے اس حکم کے بعد آپ کے لشکر کا رخ مغرب کو کفار کا مشرق کو ہو گیا میر سیدہ لشکر اسلام ابو بکر اور میر سیدہ لشکر کفار ہیرہ بن ابی وہب اور بقول بعض حارث بن عامر تھا بعد ترتیب صفوف لشکر فریقین سب سے اول عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور ولید پسر عتبہ کفار کی جانب سے میدان جنگ میں آئے۔ ان کے مقابلہ کو تین آدمی شجاعان انصارت نکلے کفار نے کہا کہ ہکو اپنے برادران قریش سے مبادرت منظور ہو تب حضرت علی اور حضرت حمزہ اور عبیدہ بن حارث حسب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلہ کو آئے حضرت علی شیبہ کے مقابل ہوئے حضرت حمزہ عتبہ کے مقابل ہوئے ان دونوں صاحبوں نے اپنے مقابل کو جانتے ہی مار لیا۔ اور عبیدہ نے اپنے حریف کو کہ ولید تمھارے بیٹا کیا اور خود بھی زخمی ہوئے مگر حضرت علی نے اپنے حریف سے فراغ پا کر ولید کو بھی قتل کر ڈالا حضرت علی اور حمزہ ان کفار کو مار کر اپنے رفیق عبیدہ کو لیے ہوئے اپنی جماعت میں داخل ہوئے مگر عبیدہ کے ایسا زخم کاری لگا تھا کہ اُسکے صدر سے وہ شہید ہوئے۔ پھر لو کفار دن سے بہت ہی سخت لڑائی ہوئی یہی چارے مسلمان اپنی قلیل جماعت کے سبب ایک بلند مقام پر پہنچے۔

ہوے کفار کے وار کو نہایت ہوش مندی سے روک رہے تھے جب دشمن ان کے مقابلہ کو لب چشمہ پہاری کے نیچے آتے تو یہ اس قدر تیر برساتے کہ کفار زخمی ہو کر تاب مقابلہ نہ لاکر منتشر ہو جاتے۔ اسی ہنگامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر شامیہ اپنے چوڑے پردے میں مشغول ہونا شروع کیا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی رفاقت میں ہوئے کہ حضرت پر ایک غشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے فرمایا۔ ابھی مجھے خداوند عالم نے بذریعہ وحی وعدہ فتح دیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے تخت سے نیچے اترے۔ اور مسلمانوں سے فرمایا کہ لغزہ اللہ اکبر کہتے ہوئے دشمنوں پر حملہ کرو خدا انکو فتح دیگا اور فرمایا کہ جو رین تمھارے واسطے منظر کھڑی ہیں جنتیں تمھارے لیے کھلی ہوئی ہیں جو شخص دین اسلام کو واسطے خدا واسطے لڑیگا بے حساب جنت میں داخل ہوگا پھر دو مسلمان بے تحاشا کفار پر جا گرے اور ایک دم میں تہ وبالا لشکر کفار کو کر دیا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بروز جنگ بدر اپنے چپ و راست پر دو جوانوں کو دیکھا میں نے ان میں نہایت خوش ہوا ایک نے اُس میں سے مجھے پوچھا کہ ابو جہل کو جانتے ہو پچانتے ہو میں نے کہا پہچانتا ہوں اس سے تمھارا کیا مطلب ہوا انھوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا کر اکتا ہے اگر ہم اُسے دیکھ پائیں تو اُس سے جدا نہوں جب تک کہ ہم دونوں میں کوئی جام اجل نہ پی لے۔ یہ دونوں انصاری تھے ایک کا نام معاذ دوسرے کا نام معوذ تھا یہ دونوں بیٹے عفرہ کے تھے انکی ماں کا نام عفرہ تھا اسی نسبت سے وہ مشہور تھے لکھا ہے کہ اسی ہنگامہ سخت میں ابو جہل سانس سے گھوڑا کوداتا ہوا آیا مجھے پوچھا کیا یہی ابو جہل ہے میں نے کہا ہاں وہ دونوں جوان تلواریں میان سے کھینچ کر باز کی طرح چبھتے اور جاتے ہی ابو جہل کو داخل جہنم کر دیا۔ مدارج میں ہے کہ قاتل ابو جہل کے معاذ اور معوذ تھے بعض کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ معوذ شریک قتل نہ تھا بلکہ اُس کے قاتل دونوں معاذ تھے ایک معاذ بن عمرو۔ دوسرا معاذ بن حارث اور مان ان دونوں کی ایک تھی جس کا نام عفرہ ہے اور معوذ اسی عفرہ کا بیٹا اور معاذ حارث کا بھائی ہے مگر شریک قتل ابو جہل نہ تھا مشکوٰۃ میں صحیحین کی حدیث متفق علیہ یوں ہے (والرجلان معاذ بن الجوح ومعاذ بن عفرہ) اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے (وهما اخوان امهما واحد تا ابوہما مختلف) اور آخر مشکوٰۃ میں اصحاب بدر کے شمار میں ہی صاحب مرقاۃ شرح میں لکھا ہے کہ شریک قتل ابو جہل ایک تو معاذ بن عمرو ہے دوسرا معاذ بن حارث ہے جو بھائی حقیقی معوذ بن عفرہ کا ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ بعد فتح بدر جب دونوں نے دعویٰ قتل ابو جہل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا کہ تم دونوں

نے قتل کیا مگر سلب ابو جہل کا معاؤ کو دلایا بعد ازیں معوذ پھر لائیکو گئے اور شہید ہوئے (سلب سلاح وغیرہ اسباب کو لکھتے ہیں جو مقتول کے پاس ہوا امام شافعی کے نزدیک اسکا سستی ہمیشہ قاتل ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب امام کھدے کہ جو جسکو مارے سلب اسکا تب وہ قاتل کا ہونا ہو ورنہ مال غنیمت میں تقسیم ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز جنگ بدر یہ بات فرمائی تھی اور اکثر راویوں میں بھی ایسا فرما دیا کرتے تھے (= صحیحین میں ہے کہ بعد اختتام جنگ بدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی ہے جو ابو جہل کی خبر لاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان شکر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لکھے اور جنگ کی طرف چلے۔ دیکھا کہ ابو جہل رخون سے چور نیم سبل پڑا ہوا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے اسکی ڈاڑھی پکڑی ابو جہل نے پوچھا اسکی تیغ ہوتی آنکھوں نے لہکا لہکا اور اللہ کے رسول کی یہ لہکا لہکا سر کاٹ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گذرانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر اُٹھی بجالائے اور فرمایا کہ یہ کافراں امت کا فرعون تھا ابو جہل کی عمر اسوقت جسوقت کہ قتل کیا گیا ستر برس کی تھی۔ سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں لکھتا ہے کہ جب سر ابو جہل کا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ یہ مجھکو بہت پسندیدہ ہے بہ نسبت بہترین شتر عرب کے۔ یہ فقرہ انکا (جو کتب تواریخ ابن ہشام۔ ابن یسیر۔ ابوالفداء۔ طبری۔ اور دوسری تصنیفات میں عام اس سے کہ وہ متقدمین یا متاخرین کی ہوں کہیں بھی پایا نہیں جاتا) محض نادرت وغیرہ معتبر ہے بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ یہ نصرت بدر فی الواقع خدائی جانب سے تصور کی جاتی ہے کیونکہ اس لڑائی میں مسلمان بہت قلیل تھے مگر ہر ایک تازہ دم اور خوش اور بشاش تھا اور کفار باوجود کثیر العدد کے پریشان و مضطرب تھے مگر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی واسطے آسمان سے ملائکہ کو جنگی تعداد یا پھر انہی بھیج دیا تھا جنہوں نے گزہ کفار کے سر کاٹ ڈالے اسکا پورا تذکرہ ہم اس رسالہ میں ذکر ملائکہ بدر میں بیان کرینگے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو صاف طور سے معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے دشمنوں سے کوئی ہماری خاطر لڑ رہا ہے جیسا کہ معلوم ہوتا تھا کہ بغیر وار کیے کفار کے سہارے سامنے نکلے آپڑتے ہیں اور کوئی کہنے والا کہ رہا ہے کہ اے یزید اے یزید (فرشتے) دشمنوں کے لشکر میں گھس پڑو جی کہ چند ہی منٹ میں ملائکہ نے کفار کو بھگا دیا اور انکا منہ سوڑ دیا۔ بعض مؤرخین اس موقع کی نسبت اپنے دو خیال ظاہر کرتے ہیں کہ ایک وجہ تو یہ تھی کہ جب یہ لڑائی ہوتی تو موسم سرما تھا اور عین حملہ کے وقت مسلمانوں کو یہ امداد غیبی ملی کہ ملائکہ مسلمانوں کی مدد کو آئے اور کفار سے لڑے دوسرے ایک ایسی ہوا ایک پہاڑ کی جانب سے اٹھی اور تیز چلی کہ تمام کفار کی آنکھوں میں خاک گھس گئی جسکی وجہ سے انکو کچھ نظر نہ آتا تھا اور سردی نے تمام جموں کو

ایسا جکڑ دیا تھا کہ کوئی ہاتھ پیر تک نہ ہلا سکتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین ہنگامہ جنگ میں ایک مٹھی خاک اور کچھ کنکریاں لیکر کفار کی جانب پھینک ماریں اور فرمایا (مُشَاهِدَةُ الْوَجْهِ لَا يَمُنُّ بِرُءُوسِهِ هُوَ يَمُنُّ بِمَنْحَرِهِ وَهَ خَاكٌ أَوْ كُنْكَرِيَانِ كَافِرُونَ) کی آنکھیں نہیں اور منہ میں جا لگیں اور اس کے پیونچتے ہی تیزی کفار کی جاتی رہی اور ذرا بھی دیر گزندی تھی کہ وہ سب بھاگ گئے ایسی بابت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (وَإِذْ رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ دَمِيَ) یعنی نہیں پھینک مارا تھے جو قوت پھینکا لیکن اللہ نے پھینک مارا اس کی ایسی تاثیر قوی ہوئی کہ ایک مشت خاک اور کنکریوں نے دم بھر میں کفار کا منہ پھیر دیا جو طاقت بشری سے خارج ہو کر لکھا ہو کہ یہ معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ بدر میں واقع ہوا چنانچہ یہی اور ابن جریر اور ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ سے عرض و معروض کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اے رب اگر اس جماعت مسلمانوں کو تو ہلاک کر ڈالے گا تو پروردہ زمین پر کوئی تیرا عبادت کرنے والا نہ رہے گا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام وحی الہی لیکر آئے اور فرمایا کہ محمد ایک مٹھی خاک لیا اور کافروں کے منہ پر پھینک دیا لکھا ہو کہ وہ خاک ہر کافر کی آنکھوں میں اور منہ میں اور تنہوں میں ایسی پیونچتی کہ وہ سب پریشان ہو کر بھاگے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ کفار کو نہر میت ہو جو کپڑے جائیں وہ قتل کیے جائیں۔ لکھا ہو کہ سرداران قریش سے جس قدر قتل ہوئے اور اسیر ہوئے اُنکا قصہ اسی آیت موصوفہ میں ہے۔ (فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ) (الآیۃ انتہی) اور طبرانی اور ابوشیخ اور ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے بھی کنکریاں پھینکنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر میں لکھا ہے اور غزوہ خنین میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ ہوا تھا چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عباس سے روایت ہے کہ جنگ خنین میں جب لڑائی خوب گرم ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں لیکر کافروں کے منہ پر پھینک ماریں فرمایا کنکریاں پھینکتے ہی تیزی کفار کی جاتی رہی جس تیزی سے کہ وہ لڑائی تھی اور صورت ان کے آپر خود بخود طاری ہوئی اور سلمہ بن الوع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر خاک اُنکی منہ کی طرف پھینکی اور فرمایا بری ہوئے منہ سب دشمنوں کے آنکھوں میں وہ خاک بھر گئی کہ وہ سب آنکھیں ملتے ہوئے بھاگ گئے۔ لکھا ہے غزوہ بدر میں ستر آدمی بڑے بڑے نامی مثل ابو جہل کے تھے قتل ہوئے اور ستر اسیر ہوئے اس لڑائی میں حضرت علی کے ہاتھ سے بڑے بڑے کافر قتل ہوئے اُنکی تفصیل یہ ہے ولید بن عتبہ - عبد اللہ بن المنذر - حذافہ بن عمر - عاص بن سعید - حارث بن ربیعہ - نوفل بن خویلد بن اسد غلہ

بن سفيان بن حارث - نصر بن حارث - زيد بن ميص - عامر بن عبد الله - عيم بن عثمان - يزيد بن تميم - ابو قيس بن
 ابو وليد - معوذ بن اميه - عبد الله بن رفاع - حاجر بن سائب - انس بن العبر - مبنه بن الحجاج - عاص بن مبنه -
 ابو العاص بن قيس - لکھا ہو کہ قتل قتل ابو جہل بنی مخزوم نے جمع ہو کر ابو جہل کو اپنے حلقہ میں کر لیا تھا اور باری
 باری انھوں نے دھوکہ دینے کی غرض سے تین شخصوں کو زہ پہنائی اور وہ تینوں مارے گئے اسکے بعد ابو جہل
 معاذ اور معوذ کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن
 نے ابو جہل کا سر کاٹنا چاہا تو اس ملعون نے کہا کہ میرا سر کندھوں کے اتصال سے کاٹنا کہ دوسرے سروں میں
 جو رکھا جاوے تو بڑا معلوم ہو۔ اور مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر ہی کہتا رہا ایسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اس ملعون کو اپنی امت کا فرعون کہا تھا چونکہ حضرت موسیٰ کے وقت میں جو فرعون تھا وہ شقاوت میں
 بلند تھا تب تھا جتنا یہ ملعون تھا اس فرعون نے مرتے وقت تو کلمہ اسلام و ایمان کہا گو قبول نہوا اور حضرت کی امت
 کے فرعون نے مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر کے ہی کہے۔ روایت ہے کہ بروز بد بعد قح کے امیہ بن خلف
 کو کہ سرداران قریش سے تھا اور وہی پہلے حضرت بلال کا مالک تھا جو واسطے ترک دین اسلام کے تکلیف دیتا تھا
 عبد الرحمن بن عوف نے بہ سبب دوستی سابق کے اسکو اور علی اسکے بیٹے کو اپنے ہمراہ لے لیا اور زرہ بن جو
 انھیں لڑائی میں ملین تھیں دونوں ہاتھ میں لیے تھے امیہ نے کہا کہ تم ان زرہ کو ڈال دوہیں بچاؤ تمھیں زیادہ
 فائدہ ہوگا حضرت عبد الرحمن نے وہ زرہیں ڈال دیں اور ایک ہاتھ سے امیہ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے علی
 بن امیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان دونوں کو آپ ساتھ لیے جاتے تھے راستہ میں جب حضرت بلال نے دیکھا تو چلائے
 و رکھا کہ اے مسلمانوں یہ دشمن خدا امیہ بن خلف ہو ایسا نہ کہ یہ بچ جاوے مسلمانوں نے جھپٹکر اسے اور اسکے
 بیٹے کو قتل کر دیا۔ حضرت عبد الرحمن کہا کرتے تھے کہ خدا رحمت کرے بلال پر میری زرہ میں انھوں نے کھودیں
 اور میرے اسیر کو قتل کر دیا۔ ایک مورخ لکھا ہے کہ اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ کفار کا بہت کچھ مال و
 اسباب ہاتھ لگا اور ستر قریشیوں کو زندہ گرفتار کیا اور ستر کفار بالکل جان سے مارے گئے جنگی نشین سرکہ کارزار میں
 پھری رہیں اور ستر چند زخمی ہو کر میدان سے بھاگ گئے اور مسلمانوں کی طرف سے صرف تین سو چودہ آدمی سے
 جو وہ مسلمانوں نے شربت شہادت پیا جتنکے اسامے گرامی صفہ دنیا میں شہدائے اولین دین اسلام شمار کیے
 جاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی نشوونما تلاش کر کے بہت اعزاز سے دفن کیا اور کفار کے
 مشنوں کو ایک غار گھد واکر زیر زمین کر دیا۔

کلام کرنا حضرت کا مقتولین بدر سے

روایت ہے کہ بعد فتح جنگ بدر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مقتولین کو چاہ بدر میں ڈلوادیا بعد اُس کے متصل اُس کنوے کے آپ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کا نام لیکر اپنے پکارا اور فرمایا میں نے تو جو خداوند عالم نے مجھے وعدہ کیا تھا پورا پایا میں نے بھی جو کچھ خدا تعالیٰ نے مجھ سے کہا تھا پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے جموں سے کلام کرتے ہیں جنہیں روح نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ ہستے ہیں =

حالی اسیران بدر

روایت ہے کہ ستر آدمی جو اسیر ہو کر آئے تھے انہیں ایک عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ عباس بکراہت لشکر کفار کے ساتھ آئے ہیں جو کوئی انہیں پلے قتل نہ کرے ایسوجہ سے فرشتہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانا حضرت عباس کو قتل نہ ہونے دیا بلکہ گرفتار کر دیا گو حضرت عباس اُس وقت مسلمان نہ تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے مسلمانوں کے خیر خواہ تھے لکھا ہے کہ مسلمانوں نے سب اسیروں کے ہاتھ باندھ دیے تھے اور حضرت عباسؓ کے ہاتھ بہت سخت باندھ دیئے تھے جو وقت رات کو حضرت عباس کراہتے تھے حضور سرور عالم انکی آواز سنکر بیقرار ہو جاتے تھے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آتی تھی ایک صحابی نے یہ حال دریافت کر کے حضرت عباس کے ہاتھ کا بند ڈھیلا کر دیا وہ خاموش ہوئے آپ نے یہ بات سنکر اور سب اسیروں کے ہاتھوں کے بندوں کو ڈھیلا کر دیا۔

امام احمد اور ابن سعد اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں ابوالیسر نے اسیر کیا تھا ابوالیسر ایک حقیر اور کمزور آدمی تھا اور حضرت عباس ایک مرد قوی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالیسر سے پوچھا کہ عباس کو کیسے گرفتار کیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے اسیر کرنے پر مجھ ایک شخص نے مدد دی کہ میں نے پہلے اُسکو نہ دیکھا اور نہ پھر کبھی آپ نے فرمایا کہ تمہاری مدد کی ایک ملک کریم نے (یعنی فرشتہ نے)۔

ابوالیسر بفتح یای تھانیا وسین مملہ مفتوحہ و رے مملہ صحابی انصاری بدری بن نام کعب بن عمرو بن عبادہ بن عمر بن کعب بن لہوئی اور ششہ بنی مین مقام مدینہ طیبہ میں نفات پائی گذافی القریب ۱۲

مشورہ دربارہ اسیران بدر

روایت ہو کہ اسیران بدر کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کبار سے مشورہ کیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ لوگ ائمۃ الکفر ہیں یعنی کافروں کے سردار ہیں بلکہ قتل کیجیے کہ ہمت اسلام ظاہر ہو اور جنگے اقارب اہل اسلام میں اُنکو اٹھین کے حوالہ کیجیے یا قتل کریں عقیل کہ اُنکے بھائی علی کو اور عباس کو اُنکے بھائی حمزہ کو اور پیرے فلان کو مجھے دیجیے تاکہ ہم سب قتل کریں تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ محبت خدا و رسول کی ہر اہل اقارب کی محبت پر غالب ہو اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یہ لوگ فدیہ لیکر چھوڑ دیئے جائیں شاید آئندہ یہ لوگ دین اسلام قبول کر لیں اور اسوقت میں مسلمانوں کو سبب مال فدیہ کے زیادہ تقویت ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے کو پسند کیا اسوقت دو قیدی قتل کیے گئے تھے۔ ایک نصر جس نے قرآن پاک کی تفحیک اور اہل اسلام سے بغاوت کی تھی دوسرے عقبہ نامی کافر جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جبکہ آپؐ نے کعبہ میں اول و عطا فرمایا تھا سخت یورش کی تھی اور ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکے پنجہ سے چھڑایا تھا =

سورخین کی رائے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے قیدیوں کو بنظر رحم اس شرط پر رہا کیا تھا کہ پھر وہ کبھی کفار کے شریک ہو کر اہل اسلام سے مقابلہ نہ کریں مابقی اسیر و نگوہا جین اور انصار کے حوالہ کیا کہ زر فدیہ لیکر چھوڑ دیں تا وقتیکہ اُنکے عزیز و اقارب اُن تک نہ پہنچ لیں = لکھا ہو کہ قیدیوں کی نگہداشت اس طرح کی کہ جو آپؐ نہ کھایا اُنکو کھلایا آپؐ پیادہ چلے اُنکو سواری پر بٹھایا آپؐ ایک ایک خرہ پر اکٹھا کی اُنکو گھوڑی روٹیاں کھلائیں جو وہاں بہت ہی کیاب تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ دل آدمیوں کے اللہ تعالیٰ نے بھنے سخت اور بھنے نرم بنائے ہیں مگر مثال عمرؓ کی کہ انبیاء میں سے نوحؑ اور موسیٰؑ ہیں کہ نوح علیہ السلام نے دعا مانگی۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَلَا يَكُنْ لِي وَاكِلًا اِنَّكَ رَءِيفٌ رَّحِيمٌ اور موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی۔ رَبَّنَا اَنْظِرْ عَلَيْنَا فِتْنَتَهُمْ هَذَا الَّذِي كُنَّا عَلَيْهِمْ مُّسْتَغْنٰی اَمْوَالَهُمْ وَاَنْتَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ فلا يؤمنوا حتى يوروا العذاب الاليم ثم اعراب ہمارے شاد ہے اُنکے مالوں کو اور سخت کر اُنکے دلوں کو کہ وہ ایمان نہ لادیں جب تک نہ دیکھیں عذاب الیم کو۔ اور مثال ابو بکر صدیقؓ کی کہ انیسا سے ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰؑ ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا مِّنْ اَتَّبَعْنِيْ فَاِنَّهُ مُّتَّبِعِيْ وَ مَنِ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ عَنْفُوْدٌ رَّجِيْمٌ جو میرا تابع ہو وہ میرا ہوا و جس نے میرا کہا نہ مانا پس بیشک تو بڑا گناہ بخشنے والا ہو بڑا مہربان۔ اور حضرت عیسیٰؑ کا قول

اپنی امت کے حقین یہ ہو (اِنْ تَعَذَّبْتُمْ فَاتِمُّوْا عِبَادُكُمْ وَارْتَقِفُوْا) اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی تو اگر انھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخشدے تو تو زبردست ہو حکمت والا = چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں حلم تھا اس واسطے کہ آپ رحمۃ اللعالمین تھے آپ کو راسے ابو بکر صدیق کی پسند آئی اور آپ نے فدیہ لیکر کل اسیران بدر کو چھوڑ دیا اسپر عتاب الہی نازل ہوا اور یہ آیت آئی = لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنْ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْہَا اَعْدَابٌ عَظِيْمٌ یعنی اگر نہ تو ایک حکم لکھا ہوا خدا تعالیٰ کی طرف سے کہ پہلے ہو چکا ہو بے شک پہونچتا تھیں اُسین جو لیا تھے عذاب الہی بڑا = یعنی خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ حکم لکھ دیا ہو کہ خطا سے اجتنام دی میں مواخذہ نہیں ہوتا۔ اور حکم فدیہ لینے کا تھنے باجہاد دیا کہ اُسین خطا ہوئی لہذا تم سے مواخذہ نہ ہوا آپ بعد نزول اس آیت کے رونے لگے اور آپ نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمرؓ اور سعد بن معاذؓ کے کہ انکی بھی رائے شل عمرؓ کے تھی کوئی نہ بچتا۔ اس مقام کے متعلق ہمارے علما کی رائے ہو کہ انبیاء کرام حکم باجہاد بھی دیتے ہیں اور اُسین خطا بھی ہوتی ہو لیکن خدا تعالیٰ انبیاء علیہ السلام کو خطا پر فاعم نہیں رکھتا فوراً اسپر مطلع کر دیتا ہو = بعض کہتے ہیں اگرچہ اُس وقت اُس حکم پر عتاب ہوا اس واسطے کہ اُس زمانہ میں واسطے جانے رعب اور ہیت کے حکم قتل مناسب تھا لیکن اس شریعت میں حکم فدیہ لینے کا آگیا اور آیت مذکورہ سے پہلے اسد پاک نے ارشاد بھی فرمایا ہو کہ جب تک نبی خوب خو زری کفار کی نکرے تب تک اسیروں سے فدیہ لینا چاہیے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بعد خو زری کفار اور راسخ ہو جانے ہیت اسلام کے فدیہ لینا مناسب نہیں روایت ہو کہ حضرت عباسؓ نے فدیہ دینے میں اپنی بے مائیگی کا عذر کیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شرم کی بات ہو کہ تمھارا چچا قریش میں مال فدیہ کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دے آپ نے فرمایا کہ بوقت پیش آنے اس فقر کے تم جو سونا ام الفضل اپنی زوجہ کے پاس رکھ آتے ہو وہ کیا ہوا حضرت عباسؓ نے کہا بیشک تم نبی جنت ہو اُس سوئکی کیسکو خبر نہ تھی بیشک خدا تعالیٰ نے تمھیں اسکی خبر کر دی یہ کہمکہ حضرت عباسؓ مشرف باسلام ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو مکہ شریف میں رہنے کی اجازت دی کہ تمھارا وہین رہنا مناسب ہو = اور بنجلہ اسیران بدر کے ایک ابو العاصؓ داماد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے کہ بی بی خبابؓ انکی دختر انکے نکاح میں تھیں اُنکے فدیہ میں بی بی زینبؓ نے کچھ زیور بھیجا اُسین ایک حامل بھی حضرت بی بی خباب رضی اللہ عنہا کی تھی کہ انھوں نے اپنی بیٹی کے جہیز میں دی تھی آپ کو وہ حامل دیکھ کر حضرت بی بی خباب رضی اللہ عنہا یاد آئیں آپ رونے لگے اور اپنے صحابہ سے کہا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو یہ زیور واپس کیا جاوے

صحابہ نے یہ بات بدل و جان قبول فرمائی آپ نے ابو العاص سے یہ وعدہ لیا کہ مکہ میں پہنچتے ہی حضرت بی بی زینب کو مدینہ میں پہنچا دیں اور انھیں رخصت کیا بعض مورخین کی رائے یہ ہے کہ ابو العاص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مسلمان ہو جائے اور مدینہ میں رہے مگر وہ ایمان نہ لایا مجبور ہو کر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ تا وقتیکہ یہ شخص بعض فدیہ کے آپ کی و قتر نیک اختر حضرت بی بی زینب کو واپس نہ لے سکی رہائی نہ ہو۔ اُسے و شرط کو قبول کر لیا۔ اور آپ نے غلام زید کو مع چند صحابہ کے حضرت زینب کے لایا کور و آن لیا اس عرصہ تک ابو العاص مدینہ میں ممان رہا۔ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مال غنیمت میں ہاتھ آیا تھا اسکو برابر تقسیم کیا اور آپ بھی برابر حصہ لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں بخل اور مال کے ایک عجیب و غریب تلوار بھی تھی جو دم واپس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی اور بعد آپ کے حضرت علیؑ نے بانی اسی تلوار کو ذوالفقار کہتے ہیں اور اس غنیمت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی برابر حصہ دیا حالانکہ آپ شریک جنگ نہ تھے چونکہ بوجہ علالت اور تیمارداری حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہما جو زوجہ مطہرہ حضرت عثمان کی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی و قتر نیک اختر تھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ رہنا پڑا اور عثمان شریک جنگ نہ ہوئے اس عرصہ میں حضرت بی رقیہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت کی آخری زیارت بھی نصیب نہ ہوئی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جنگ میں ۱۹ روز تک مدینہ سے باہر رہنا ہوا اسبوجہ سے اس غنیمت سے حضرت عثمان کو مدبری کا ۱۱ حصہ برابر دیا =

فصلیت اصحاب بدر

حدیث میں وارد ہے کہ جمیع حاضرین بدر کا خدا تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ کیا جو جمیع صحابہ رضی اللہ عنہ سے و فضیل ہیں اور وہ سب بہشتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین ہمیشہ اہل بدر کی زیادہ توقیر کرتے تھے = صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت جبریل آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جس طرح تمھارے اصحاب بدر اہل بدر عالی رتبہ ہیں جمیع صحابہ میں اس طرح جو مالکہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ اشرف و اعلیٰ ہیں گروہ جنگ میں۔ علما لکھتے ہیں کہ نکتہ اس میں یہ ہے کہ اہل بدر کی فضیلت کا یہ سبب ہے کہ ان سے تائید دین اور حرمت مسلمین ہوتی بلکہ بنیاد دین اسلام قائم ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تائید دین متین افضل عبادت ہے =

عمیرہ کا ارادہ قتل سے مسلمان ہونا

بہیقی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ صفوان بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف چچا زاد بھائی اسکا

بعد قصہ بدر کے ایک دن مقام حجر میں باہم تذکرہ کشتگان بدر کا کرنے لگے صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی کا لطف جاتا رہا۔ غیر نے کہا سچ ہے اگر میں مقروض نہ ہوتا اور قرضہ ادا کر نیکو کچھ ہوتا اور اپنے عیال و اطفال کے تباہ ہو جاتا تو میں جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالتا اور مجھے اُنکے پاس جانیو ایک بہانہ بھی ہو کہ میرا بیٹا وہاں قید ہے صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی اور کہا کہ تیرے قرضہ کو میں ادا کر دوں گا اور تیرے عیال کی میں ہمیشہ خبر گیری بھی کرتا رہوں گا غیر نے کہا کہ تو اس بات کو کسی سے ظاہر نہ کرنا غیر نے اپنی تلوار پر سان رکھوائی اور زہر میں بھجائی اور چلکر مدینہ میں پہنچا مسجد نبوی کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا تلوار کو گٹھے میں شامل کیے ہوئے تھا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھا اور کہا کہ یہ کتا دشمن خدا کچھ بدی کے ارادے سے آیا ہو گا اور اُسکی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کی اپنے فرمایا اُسے لاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُسے جا کر لے آئے اور اُسکی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا فرمایا اے عمر اسے چھوڑ دو پھر اپنے اُس سے کہا کہ اے عمر قریب آجب قریب آیا پوچھا تو کیوں آیا ہے اور تلوار گردن میں کیوں ڈالی ہے عرض کیا تلوار کس کام کی ہو اپنے فرمایا سچ بیان کر کس لیے آیا ہوا ہے کہ میں اپنے قیدی کے لیے آیا ہوں کہ تم اُسکے معاملہ میں احسان کرو پس میں اسی کام کے لیے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں تذکرہ کشتگان بدر کا کیا تھا اور تو نے کہا تھا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خوف ہلاک عیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور صفوان تیرے قرض اور خبر گیری عیال کا مشکف ہوا اور تو میرے قتل کو بیان آیا یہ سنتے ہی عمر نے اُٹھ کر اُنکے رسول اللہ ﷺ پر چڑھ لیا اور عرض کیا اس بات کی میری اور صفوان کی کیسکو خبر نہ تھی۔ قسم ہو خدا کی کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر دی مجھ اللہ مجھے بھی خدا نے دولت ایان سے الامال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ شریف پڑھاؤ اور اُسکے قیدی کو چھوڑ دو۔

طریقہ تعلیم دین متین

بخاری و مسلم نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھتے تھے کہ کیا رنگی ایک شخص آیا اُسکے کپڑے بہت سفید تھے اور بال اُسکے بہت سیاہ تھے اور کوئی علامت سفر کی اُس میں نہ تھی

۱۱۔ خبر بالکسر گردا گرد کعبہ اندرون مدینہ سے شمال ۱۲

۱۳۔ یہ غیر ہے کہ تلوار کس کام کی ہے مطلب اُنکے ہاتھ کس کام کے واسطے لایا تھا پورا نہ ہوا ۱۴

جاتی تھی اور نہ ہم میں سے اُسکو کوئی جانتا تھا جب وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا اور زانو پائی زانو سے متصل کر دیئے اور اپنے دونوں کھدے آپ کے دونوں زانوں پر رکھ دیئے اور کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتاؤ کہ اسلام کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسلام اُسے کہتے ہیں کہ گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود دلائق جلاتا مگر اللہ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا کے ہیں اور پڑھے نماز اور دے زکوٰۃ اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے بیتہ اللہ کا اگر ہوا استطاعت اُس شخص نے کہا سچ ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر ہم سخت متعجب ہوئے کہ یہ شخص پوچھتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے چونکہ پوچھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص واقف نہیں اور تصدیق اس بات کی دلالت ہے کہ وہ واقف ہے۔ بعد اسکے اُس شخص نے کہا مجھے بتاؤ کہ ایمان کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایمان اُسے کہتے ہیں کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اُسکی کتاب پر اور اُسکے رسول پر اور روز قیامت پر اور ایمان لاؤ کہ اللہ نے ہر نیکی و بدی کو پہلے سے مقدر کر رکھا ہے اُس شخص نے کہا صدق یا رسول اللہ پھر اُس نے کہا کہ مجھے بتائیے احسان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ احسان اُسے کہتے ہیں کہ خدا کی عبادت کرو تم اس طرح کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو اور جو ایسا حال نہ ہو تو اس طرح کہ گویا تمھیں خدا دیکھتا ہے اُس شخص نے کہا صدق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سچ کہتے ہیں پھر اُس شخص نے کہا مجھے بتائیے کہ قیامت کب آئے گی آپ نے فرمایا کہ اس بات میں پوچھنے والا اور پوچھا گیا زیادہ نہیں جانتا یعنی اسکا علم خدا کو ہے پھر اُس شخص نے عرض کیا کہ قیامت کی علامتیں کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک یہ علامت ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو بچے یعنی کینز کو زاد و نکی کثرت ہوگی جو لڑکا کہ مالک سے اور لونڈی سے پیدا ہوتا ہے وہ آزاد ہوتا ہے سو جو لڑکی اس طرح پیدا ہوگی وہ بی بی ہوگی ہر تہہ اپنے باپ کے اور ماں اسکی لونڈی ہے اور آپ نے فرمایا کہ ایک علامت یہ ہے کہ جو لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن مفلس ہیں اور بکریاں چراتے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنائیں پھر وہ شخص چلا گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا کہ اے عمر تم جانتے ہو کہ یہ پوچھنے والا کون تھا میں نے عرض کیا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام تھے کہ سائل بکرا اس وضع پر آئے تھے تاکہ تم لوگوں کو تمھارے دین کی باتیں سکھائیں انتہی۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث انھیں الفاظ سے ہے اور بخاری شریف و دیگر کتب حدیث میں بروایت ابو ہریرہ وارد ہے اور اُس روایت میں ہے کہ جب وہ شخص چلا گیا اسی وقت آپ نے فرمایا کہ اُس شخص کو پھر لاؤ جب لوگ اُسکے پیچھے گئے کوئی نہ ملا مجبوراً واپس آئے =

ہم یہ بھی کہنا مناسب جانتے ہیں کہ ہم نے یہ رسالہ صرف غزوہ بدر کے حالات میں لکھا ہے اگر کہیں ضرورتاً اور غزوات کا ذکر آگیا ہے وہ بھی اختصار کے طور پر لکھ دیا ہے ورنہ ہماری غرض صرف غزوہ بدر کے حالات سے ہے ہم نے اس رسالہ میں جو کچھ کوشش کی ہے ناظرین اسکو ملاحظہ فرمائیے اور جن کتب سے اس میں ہمیں مدد ملی ہے اسکو ہم نے دیا ہے جو کچھ دیا ہے مگر ہم نے اپنی خواہش کے موافق اس رسالہ کو نہ لکھا اور نہ سامان کتب پورا ہمیں میرا اسکا غرض جو کچھ لکھا ہے وہ بہت تھوڑا حال ہے اب ہم پھر اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہیں یہ حضرات عشرہ مبشرہ کا سلسلہ نسب لکھتے ہیں = حضرات عشرہ مبشرہ کا سلسلہ نسب = انکے اسماء پاک کو کسی شاعر نے ایک قطعہ میں نظم کیا ہے اور وہ یہ ہے = قطعہ دیار بہشتی اند قطعی + بوبکر و عمر علی و عثمان + سعد است و سعید و عبیدہ = طلحہ است و زید و عبد الرحمان = حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ اور انکے باپ کا نام ابوقحافہ = اور سعید بن زید بن ہنوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تھے اور انکے باپ حضرت عمر کے چچا زاد بھائی تھے اسوجہ سے کہ زید بن عمرو بن نفیل ہیں اور حضرت عمر بن خطاب بن نفیل اور یہ دونوں صاحب عدوی ہیں اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ حضرت صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں اور یہ دونوں صاحب تیمی ہیں اور حضرت زبیر بن عوام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپتی صنیعہ بیٹے تھے اور حضرت بی بی خدیجہ کے بھتیجے اور یہ اسدی ہیں اور حضرت سعد کے باپ ابی وقاص انکا نام مالک ہے اور یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف زہری ہیں جو نسبت ہے ہر طرف زہرہ بن کلاب کے کہ بیٹے تھے کلاب بن مرہ کے کہ جو اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں = اور حضرت ابوعبیدہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح دادا کی طرف نسبت کر کے انھیں ابوعبیدہ بن الجراح کہتے ہیں اور یہ فہری ہیں فہر نسبت ہے ہر طرف فہر بن نصر جبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ سلسلہ نسب انکا وہاں تک پہنچتا ہے = اور حضرت علی ابن ابی طالب ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاشمی ہیں = اور حضرت عثمان ذی النورین ابن عفان اموی ہیں = جب ہم نے سلسلہ نسب حضرات عشرہ مبشرہ کا لکھا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی لکھیں بالآخر ہم کتب سیر صحیح شجرہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھتے ہیں =

شجرہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ اکثر مورخین نے لکھے ہیں بعض کہتے ہیں کہ مورخان قدیم نے اختلاف کیا ہے اور جو کچھ لکھ گئے ہیں وہ طبقات ناصری و سیرت النبی و عرائس القصص و جوامع الحکایات وغیرہ نے عندئیں لکھے ہیں اور اوپر تحقیق نسب کی مانعت فرمائی ہے اور اسکی تائید میں یہ حدیث پیش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم نے فرمایا کہ کذب النسابون الی ما فوق عدنان مگر یہ حدیث بہ سند معتبر ثابت نہیں سہیلی تو اسکو ابن
 کا قول بتاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ شجرہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ سند معتبر عدنان تک صحیح ہے اور عدنان سے
 اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک بالکل ٹھیک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قید ابن حضرت اسمعیل علیہ السلام
 کی اولاد میں ہیں اور یہ صحیح ہے مورخ کا فرض ہے کہ وہ تاریخی حالات بہت صحت کے ساتھ لکھے اسبطح ہم بھی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ بہت صحت کے ساتھ کتب مقبرہ سیر سے لکھتے ہیں جسکی صحت میں
 کوئی کلام نہیں صاحب سیرت النبوی و دیگر کتب سیر میں نسب نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسطر جبر ہے =
 کنیت اہل ابوالقاسم = لقب آپ کا رسول اللہ محبوب کبریا = احمد مجتبی = اور اسم مبارک آپ کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم بن عبد اللہ = بن عبد المطلب = بن ہاشم = بن عبد مناف = بن قصی = بن کلاب = بن مرہ = بن کعب =
 بن لوی = بن غالب = بن فہر = (المعروف قریش) بن مالک = بن نضر = بن کنانہ = بن خذیمہ = بن مدرکہ =
 بن الیاس = بن مضر = بن نزار = بن سعد = بن عدنان = اہل حدیث اور اہل تواریخ کا عدنان تک پورا اتفاق
 ہے۔ اسمین کچھ کلام نہیں اور یہ صحیح ہے کہ عدنان حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں افضل ہیں انکے آگے
 کسیقدر اختلاف ہے اور وہ دو جگہ پر چنانچہ ہننے اس اختلاف کو شناخت کے لیے (براکٹ) میں لکھ دیا ہے تاکہ ناظرین
 کو وقت نہو اور عدنان سے اوپر سلسلہ نسب یوں ہے = عدنان بن اؤد = بن اؤاد = بن الیسع = بن الہیمسع =
 (زمیہ) بن سلمان = بن نبیت = (برا) بن حمل = بن قیدار = بن اسمعیل علیہ السلام = بن ابراہیم علیہ السلام =
 ہے اور بموجب مذہب متقدمین نسب نامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یوں ہے حضرت ابراہیم خلیل
 بن آذر = بن تارخ = بن ناخور = بن شاروغ = بن یرغو = (ارغو) بن قانع = بن غابر = بن شالخ =
 بن ارقشد = بن سام = بن نوح علیہ السلام = اور بمقتضای تورات نسب نامہ حضرت نوح علیہ السلام
 کا یہ ہے = نوح = بن لامح = (لاک) بن متوشلح = بن خنوخ = بن یرد = بن ہملائیل = بن قینان = بن انوش =
 بن حضرت شیث = بن حضرت آدم علیہ السلام۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ میں عدنان سے اوپر حضرت اسمعیل
 تک اختلاف ہے۔ مگر اسمین اختلاف نہیں کہ عدنان اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام بن ابراہیم ہیں جیسا کہ
 اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت بی آمنہ بنت وہب = بن عبد مناف
 بن زہرہ = بن کلاب ہیں۔ اور کلاب سے اوپر وہی سلسلہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد کا ہے

مذکور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبدالہ جب (۲۵) برس کے تھے کہ جب حضرت عبدالہ کا نکاح بی آمنہ زہیرہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ مورخین کی رائے ہے کہ حضرت عبدالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پدر بزرگوار کی پیدائش واقعہ اصحاب فیل سے پچیس برس پیشتر ہوئی تھی۔ آپ بہت ہی خوبصورت شیریں کلام خوش گفتار نیک کردار جوان رعنا تھے اہل عرب آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے جب نکاح کی خبر مشہور ہوئی بہت سی عورتیں رشک و حسد سے جل مرین۔ حضرت عبدالہ نے بعد نکاح کے تین روز تک حضرت بی آمنہ کے پاس قیام کیا۔ لکھا ہے کہ انھیں ایام متبرک میں یعنی بارہویں تاریخ ماہ جمادی الثانی شب جمعہ کو وہ نور متبرک بہشت پر سے رحم مادر میں جلوہ گر ہوا۔ روایت ہے کہ قبل تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عبدالہ کو سفر درپیش ہوا اور ہنگام مراجعت سفر آخرت پیش آیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو مہینے کے رحم مادر میں تھے۔ حضرت عبدالہ المطلب کو حضرت کی تیمی پر کمال افسوس ہوا۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آغاز حمل سے مجھ کو کئی علامت علامات حمل سے ظاہر نہ ہوئی مگر عجیب و غریب حالات مشاہدہ کیے جو بعد از قیاس تھے جکا مفصل حال میں نے اپنی کتاب تنس الضعی فی حالات المصطفیٰ میں لکھا ہے۔ دیگر علمائے بھی کتب عربی و فارسی وارد و میں شرح حال لکھا ہے۔ الغرض بوقت صبح صادق دو شنبہ کے روز بارہویں تاریخ ربیع الاول کو بعد چھ ہزار سات سو پچاس برس زمانہ آدم علیہ السلام۔ ۱۱ ماہ اپریل ۵۶۹ عیسوی اور واقعہ اصحاب فیل کے پچیس روز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزمانہ نوشیروان عادل جو فرمان رواے ایران تھا پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کی خبر اپنے اپنے وقت میں تمام انبیاء علیہم السلام نے دی ہے جس کا کچھ مجمل ذکر ہم اس جگہ کرتے ہیں۔ چنانچہ صحیفہ ابوالبشر آدم علیہ السلام میں ہے کہ کارآن خانہ را بہ پیغمبری بسپارم از فرزندان تو کہ اور ابراہیم گویند قواعد آن خانہ را با بلند گردانم و بردست او عمارت کنم و چشمہ زمزم را بر اسے وے بیرون آرم و حل و حرمت آنرا میراث برودہم و مشاعر آنرا بدست او آشکارا سازم و بعد از وے ہر قرن از مردم آنرا آباد دارند و قصد آن خانہ کنند تا نوبت بہ پیغمبری رسد از فرزندان تو کہ اور احمد گویند صلی اللہ علیہ وسلم و او خاتم پیغمبران باشد و ویرا از ساکنان دویان و حاجیان و ساقیان این بیت گرامی گردانم ہر کہ مرا جوید و از من چیزے خواہد کہ بدانہ کہ من با آن جماعت کا لیدہ ہوئے غبار آلودہ و خاکندہ و بند روئے آندہ بہر پروردگارم۔ اور صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں ہے کہ ابراہیم دعاے تودر شان اسمعیل فرزند تو مستجاب کردم و بروے وے برنسل وے برکات فائز گردانیدم و از وے پسرے بوجود آرم مکرم و معظم کہ نام وے محمد باشد و برداشتہ و برگزیدہ من باشد و امت او

و تحقیق صحیفہ ابوالبشر آدم علیہ السلام

و تحقیق صحیفہ ابراہیم علیہ السلام

بہترین امم باشد۔ اور کتاب توریت کے جزو ثانی سفر پانچون میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی کہ
انی نقیصہم لم نبیا من بنی اخوتہم مثلك واجری قولى فیہ ویقول ما مولا بہ والرجل الذی لا یقبل النبی
الذی یتکلم باسمی فانی انتقم منه = یعنی خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہر آنیہ قائم کر نیوالا
ہوں میں واسطے اُنکے جو کچھ حکم کرو لنگامین اُسکو اور جو آدمی کہ قبول نہ کرے اُس نبی کو کہ کلام کر گیا ساتھ نام میرے
کے پس انتقام لو لنگامین اُس سے =

اور خوشخبری دی حقوق علیہ السلام نے اپنے وقتین چنانچہ توریت میں ہے جاء الله بالیان عن جبل فادان
وامتلات السموات من تسبیح احمد وامتہ یعنی آیا اللہ تعالیٰ ساتھ بیان کے پہاڑ فاران سے اور وہ نام پہاڑ
کہ شریف کا ہے اور پُر ہوئے آسمان تسبیح احمد اور اُسکی امت سے = پھر خبر دی اُسکی شعیب پیغمبر علیہ السلام نے
رایت را کین اضواء لہما الا درض احدہما علی حمار والاخر علی جمل = یعنی دیکھا میں نے دو سواروں کو
کہ روشن ہوتی ان دونوں کے لیے زمین ایک اُنکا اوپر گدھے کے اور دوسرا اوپر اٹنی کے سواری حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی گدھا ہے اور سواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اٹنی ہے =

اور خوشخبری دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے وقتین جیسا کہ انجیل یوحنا
میں ہے (انی ذاہب الی دبی و ربکم فاد قلبی طاجاء هو الذی یشہد فی الحقی کہ شہدت لہ بالحق و
هو الذی یفسر لکم کل شیء) یعنی بے شک جانوالا ہوں میں رب اپنے اور تمہارے کے پاس اور
فارقلیط یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئیگا وہ وہ ہو کہ گواہی دیو کا وہ میری ساتھ حق کے جیسا کہ گواہی دی
میں نے واسطے اُسکے ساتھ حق کے اور وہ وہ ہو کہ بیان کر گیا تمہارے لیے ہر چیز کو =

اور کہا زبور میں (اللہم ابعث مقیم السنتہ بعد النبوۃ) یعنی اے پروردگار ہمارے
پیادہ اگر تو قائم کر نیوالی سنت کو بعد قدرت کے اور وہ نہیں ہو کوئی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں =

علامہ دابین موافق آیت (واذا اخذ الله میثاق النبیین) کے معنی روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل
میں ہر ایک نبی اور رسول سے اوپر گواہی دینے اور ایمان لانے اپنے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اقرار لیا اور سب انبیاء علیہم السلام نے اقرار کیا اور یہی سبب ہے کہ ہر نبی اور پیغمبر نے اپنے
اپنے وقت میں تذکرہ اور خبر سانی سیلا د آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جیسا کہ اسجگہ تھوڑا سا بیان لکھا گیا
جو صاحب زیادہ حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنا چاہیں کتب سیر ملاحظہ فرمائیں =

خوشخبری توریت خوشخبری شعیب خوشخبری انجیل

خوشخبری قرآن مجید

ابتداء آفرینش

غواصان بجا کولواک و محرمان اسرار لما خلقت الافلاک یون فرماتے ہیں کہ نتیجہ خلق زمین و آسمان و ثمرہ پیدائش جن و انسان ذات خواجہ دو جهان محبوب سبحان ہو اگر نقاش ازل مرقعہ عالم پر تصویر وجود با جو دمحمّدی نہ کھینچتا قلم ایجاد لوح ممکنات پر خط صنعت نہ لکھتا۔ اور اگر تختہ بندی چنستان امکان سے گل با تجمل ذات احمدی مطلوب نہوتا گلشن آرای گلستان قدرت تختہ حدوث پر نخل آفرینش نہ جاتا۔ اور اگر خورشید جمال رسالت پردہ ظلمت سے سُخّہ نہ نکالتا تو آفتاب و مہتاب ظلمتکدہ نیستی سے میدان وجود میں صورت نہ دکھاتے بلکہ کونات اماکن میں عیان۔ و جواہر معدن میں نہان۔ بلبل گلشن میں نالان۔ شمع انجمن میں تابان۔ ملک فلک پر تیسر خان نہ ہوتے۔ پس ظہور عالم و دبّہ ان السدا اصطفا آدم صرف بہ طفیل نور سید و الانسب و ظہور رموز و الخلد اللہ ابراہیم خلیلاً محض ببرکت حضرت سرور امی لقب ہو لاکھوں کو کیا عالم اسرار الہی و لکھانہ پڑھا گوشہ امی بقی نے و تھار ہی فقط عین عرب میں جو نہوتا و کیا خوب چھپایا اُسے عین عربی نے۔ محمد محبوب خدا احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال کہ اس بحر پیدائش کی غواصی کا دم مار سکے مگر بمصدق نے نہ نما عشق از دیدار خیزد و بسا کین دولت از گفتار خیزد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محمد بشمار ہیں کون ایسا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے واقف نہوہ قال المولف

قصیدہ نعتیہ

تجلی بخش عالم ہو گیا جلوہ محمد کا
بڑھا لفظ احد میں سیم بسم اللہ کی مد کا
سیری آنکھوں میں نقشہ بگیا روئے محمد کا
نبوت میں نہیں کچھ فخر ہے اپنے اب و جد کا
زمین و آسمان پر کر دیا قبضہ محمد کا
نمونہ نکھایا یہ بحر معرفت کی جزر اور مد کا
احد میں فرق پیدا کر دیا ہے سیم احد کا
خدا کو دیکھنا منظور تھا اپنا عہد کا

نہ تھاجب کچھ تو کیا تھا نور تھا ایک ذات حید کا
ہو انازل قلم کو حکم جب تحریر ابجد کا
تصور بندھ گیا دل میں الہی چشم احمد کا
تامی انبیا کو فخر ہے اسکی ولادت سے
بلا کر عرش پر حق نے کیا تفویض عالم کو
شب معراج جانا عرش پر اور دم میں پھر آنا
چھپایا سیم کے پردہ میں حسن کبریائی کو
بہانا بخشش امت کا ٹھہرایا شب اسری

ہو ثابت کسر کی اور دہن کی ایک حالت ہو
 تمہارا عشق اور انسان کی بہت معاذ اللہ
 شیطا طین ہو گئے فی النار عالم ہو گیا روشن
 گندگاروں کا کچھ کھٹکا ہو گا روز محشر کا
 کھینچے تصویر کیا اسکی جو ہوا سدا ریز دانی
 نہیں ہے ایک دم تکرار نعت ذوق سے خالی
 بتاؤں کیا تجھے اے داور محشر کہ کیا ہو نہیں
 گندگار ان امت کا بہت اچھا وسیلہ ہے
 تر اسایہ جدا ہو کر کہیں اسحٰمیں سہا یا ہے
 جمالِ روے روشن سے منور ہو گیا عالم
 عدو کٹتے ہیں کیا عشق نبی کا نام سن سن کر
 زبان پر ذکر توحید اور دلمین کفر کی باتیں
 اکہی عشق احمد میں رہے سینہ مرا روشن
 شہید خنجر عشق نبی ہوں و فن کر دیکھو
 بہت دشوار ہے طیبہ کو جانا پر تصور میں
 مرے سینہ میں احمد ہے مرے دلمین محمد ہے

احد میں سیم کو لیکر دیا نقطہ ندارد کا
 ہوا ہے مور کو دعوے سلیمان کی خوشامد کا
 ہوا جب شور اس عالم میں تیری آمد کا
 مواصی محو ہو جائینگے سنکر نام احمد کا
 مصور کھینچ تو دیکھے جھٹلا نقشہ محمد کا
 مرے منہ سے مزا پوچھے کوئی سیم مسد کا
 براہون یا بھلا ہون نام لیوا ہون محمد کا
 قیامت کو کہیں دکھیں نہ اچھے لوگ منہ بد کا
 کہ ہر خلق خدا پر فرض ہو سہ سنگ اسود کا
 سہ و خورشید نے غارہ ملا ہے خاک مرقد کا
 اثر میری زبان میں ہے مگر تیغ ہنر کا
 عجب نقشہ ہو کچھ یارب ہمارے نفس مرتد کا
 میرے کاش ہو جائے نظارہ اس کے گنبد کا
 نشان ہو گا شفق میں آسمان پر میرے مرقد کا
 میرے مجھے دن رات دل سے طوف مرقد کا
 نہیں باقی رہا مجھے ذرا بھی فرق احمد کا

ظہیری نعت سرور میں لکھو مطلع کوئی ایسا
 مزا محشر میں پاؤ جس سے تم عیشِ مخلص کا

مرے ہر لفظ میں عالم ہے ایک نور مجرّد کا
 مرے اشعار میں ہے لطف اک عیشِ مخلص کا
 گمان عالم کو ہو بے شک ہے یہ عاشقِ محمد کا

تعالیٰ اللہ میں مداح ہوں ذاتِ محمد کا
 قتل کر نہیں سکتا ہے میرے سامنے کوئی
 پڑھوں وہ مطلع رنگین حضور مصطفائی میں

سطح

ازل میں رکھ لیا سایہ خدا نے اُس سہی قد کا
 کہ ہو گا روز محشر حشر میں سایہ محمد کا

تصور آگیا دل میں نبی کے خال کا خدا کا
بنی کا نام جو ہنگام مردن حذر بازو تھا
لحد میں شغل نعت مصطفائی تاقیامت ہو
نہیں ہے آتش دوزخ کا کھٹکا کچھ مجھے مولا
نہیں پھر احتیاج تخت کچھ شاہ خدا شاہ
ترنما ہے کہ دم نکلے برائیرے تصور میں
خدا کا نور ہے یا سورۃ والقصا دہے شاہ
کلام اللہ شاہ ہے کہ تو ہی باعث کن ہے
ولادت سے تری ظاہرین راز حال و مستقبل
نہ ہوتے جنت و دوزخ نہ تو عالم امکان
نوشہ سیری قسمت کا بدل جائے تو کیا کہنا
مٹا کر اپنی ہستی کو کیا ہے عشق احمد سے
ضرر ہو گا مجھے کیا گرمی نور شہید محشر سے
مرا ظلمت گدہ آباد کر چہرہ کی پر تو سے
شہیدی کی طرح مقبول ہو یہ اقصیہ بھی

نہرو سا ہو گیا اللہ کے قول موکہ کا
لحد نے بھی مجھے مژدہ سنایا خیر باشد کا
دھیمے محکویا رب ہو سدا نام محمد کا
کہ ہے دل میں میرے شعلہ تری قدیل گنبد کا
سیلمان کو اگر لجاے گوشہ تیری سند کا
کہ شجائے کہیں بھگڑا سیری روح مقید کا
تھاری آنکھ ہے یا دائرہ ہے صن عید کا
طلسم طر قدرت ہے یا نقشہ ترے قد کا
نبوت سے تری ماضی ہوا احوال ہر بد کا
نہوتے تم نہ تو افق کچھ بھی نیک اور بد کا
کہ دھبہ مجھے شجائے شہ از ندیق و مرید کا
ہوا ہون اب تو کچھ کچھ مستحق عیش مغلد کا
کہ ہے سر پر میرے سایہ ترے موے مجھ کا
مرے دل میں رہے جلوہ ترے موے مقید کا
مقلد ہوں میں وہ موجود ہے آئین مجد کا

طہیری نار کے قابل ہے یا ہے نور کے قابل

وسیلہ رات دن رکھتا ہے دل سے نام احمد کا

ذکر ملائکہ بدر

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اکثر غزوات میں ملائکہ آسمانی کو بھیجا اور چنانچہ جنگ باہنجر اور فشتہ مذکور آئے جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے اور جنگ حنین اور جنگ احد میں بھی فرشتے مدد کے واسطے حاضر ہوئے روایت ہو کہ ان جنگوں میں حضرت سعد ابن ابی وقاص نے حضرت جبرئیل و میکائیل کو بچشم خود شاہدہ فرمایا۔ اور صحیحین میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ میں نے روز احد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں جانب دو

شخص سفید پوش دیکھے کہ برابر کفار سے قتال کرتے تھے اور ان فرشتوں کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اور بعد اُسکے بھی نہ دیکھا یعنی جبریل و میکائیل کو۔ اور صحیح مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز بدر کے ایک شخص مسلمانوں میں پیچھے ایک شخص کے مشرکوں میں سے دوڑتا تھا کہ ناکاہ اُسے ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی اور کوئی کہتا ہے کہ بڑھ اے ہیزوم پھر کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اُسکے چت گر پڑا اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور اُسکے پھٹ گیا ہے کوڑے کی مار سے اور وہ سب جگہ سبز ہو گئی ہے۔ راوی وہ شخص مسلمان انصاری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اُسے اس واقعہ کو بیان کیا تھا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے وہ فرشتہ آسمان سوم کا تھا مسلمانوں کی مدد کیواسطے حاضر ہوا تھا اور ہیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا ابن اسحق اور بیہقی نے ابو واقد اللیثی سے روایت کی ہے کہ میں روز بدر ایک مشرک کے پیچھے واسطے قتل اُسکے کے دوڑا قبل اُسکے کہ تلوار میری اس تک پہنچے کہ اُسکا سر کٹ گیا اور گر پڑا = اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے سہل بن ضیف سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے روز بدر دیکھا کہ ہم اشارہ تلوار کا کسی مشرک کی طرف کرتے تھے قبل اُسکے کہ تلوار ہماری اُسکے سر تک پہنچے سر اُسکا کٹ کر گر پڑا تھا۔ مورخین اسلام کہتے ہیں کہ یہ صورت باہین سبب ہوئی کہ ملائکہ جو غزوہ بدر میں آئے تھے وہ مسلمانوں کی مدد کو آئے تھے اسواسطے کافروں کو قتل کرتے تھے۔ اور بیہقی نے ابو بردہ بن ہشام سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تین مرتبہ لایا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سے دو کو میں نے قتل کیا ہے اور تیسرے کا یہ حال ہے کہ میں نے ایک مرد سفید رنگ دراز قامت دیکھا کہ اُسے اُسے مارا میں نے سر اُسکا اٹھا لیا آپ نے فرمایا کہ وہ فلاں فرشتہ تھا =

بیہقی نے سابقہ بن ابی حبیش سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قسم ہے خدا کی مجھے کسی آدمی نے روز بدر اسیر نہیں کیا تھا جبکہ قریش شکست کھا کر بھاگے میں بھی بھاگا پس ایک مرد سفید رنگ دراز قامت لے ہیزوم نفع دہی ہلہ و سکون ثقات تحفہ و زاری محمد مصمودہ نام اسپ جبریل است کذا فی القاموس و بیضہ گویند نام اسپ کی از فرشتگان است ۱۲ ابو واقد اللیثی حارث بن عوف صحابی است یسئیل لارب ۱۲ سہل بن ضیف بن واہب الانصاری الاوسی صحابی من اہل مدینہ و استخلف علی علی البصرۃ ۱۲ ضیف کنزیر و سہل و عثمان ابنا صحابیون کذا فی القاموس ۱۲ ابو بردہ صحابہ و سکون را و قنعہ دال حملتین بن یارکبیر بن و قنعہ بای ثناء و تحفہ و نفعہ و رای ہلہ صحابہ بیت حلیف الانصار نام مشہور است کہ در سہل و وفات یافت کذا فی التقریب ۱۲ سابقہ بن ابی حبیش بعضی ہای ہلہ و نفعہ بای محمد و بای ثناء تحفہ و شین و سہل و آخر اسے ۱۲

نے کہ ایک گھوڑے پر درمیان زمین اور آسمان کے سوار تھا مجھے باندھ کر چھوڑ دیا = اور عبدالرحمن بن عوف
 آئے انھوں نے مجھے باندھا ہوا پایا سو انھوں نے لشکر میں پکارا کہ اسے کسے باندھا ہو کسے نہ بتایا کہ میں نے
 باندھا ہو بیان تک کہ وہ مجھے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گئے اپنے مجھے پوچھا کہ تجھے کس نے
 اسیر کیا ہو میں نے کہا کہ میں نہیں پہچانتا ہوں اور جو بات میں نے دیکھی تھی اسکا ظاہر کرنا مجھے اچھا نہ معلوم ہوا
 آپ نے فرمایا کہ تجھے کبھی فرشتے نے اسیر کیا ہو = موزنین لکھتے ہیں کہ ابن جہت سائب بن جہش کا فر تھا
 اسکو اچھا نہ معلوم ہوا کہ فرشتے کا دیکھنا بیان کرے اسواسطے کہ اس سے تحقیق امت اسلام کی متحقق ہوتی ہے
 بیہقی نے روایت کی ہے کہ سہیل بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے جنگ بدر میں کچھ لوگ گورے پٹے اہل گھوڑ و سپر
 سوار ایسے دیکھے کہ انکا مقابلہ کوئی کر سکے انتہی = اسپر اتفاق ہو کہ سہیل بن عمرو کو فرشتے نظر پڑے جو جنگ بدر میں
 اترے تھے آسمانوں سے یہ معجزات مشاہدہ ملا کہ غزوہ بدر قرآن پاک میں مذکور ہیں = اور ابو البرکات سویدی نے
 اپنے رسالہ میں کہا کہ بموجب نص قرآن مجید بدری ملائکہ پانچزار ہیں اور میں نے انکے ناموں کی تصریح نہ پائی
 مگر جبریل و میکائیل و اسرافیل اور مراعات حقوق سے ہو کہ انکے نام بھی بہ ہنگام توسل ذکر کیے جائیں = روایت
 ہو کہ امیکدن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ صحابہ حاضرین بدر کو
 کیسا جانتے ہیں ارشاد فرمایا کہ وہ بہترین صحابہ ہیں کہا جبریل نے ایسی وہ فرشتے جو بدر میں آئے تھے بہترین
 ملائکہ آسمان شمار کیے جاتے ہیں = اور کیون نہوا صحاب بدر کی رفعت و شان کا خود قرآن پاک گواہ ہو قال اللہ
 تعالیٰ لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذ لہ فاقولوا للہ لعلم تشکرون یعنی فرمایا اللہ پاک نے اور البتہ مدد دی
 تگو اللہ تعالیٰ نے پیچ بدر کے اور تم تھے دلیل = پس درو اللہ سے تو کہ تم شکر کرو = پھر فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ
 نے اذ تقول للؤمنین ان یفیکم ان یمدکم ذلکم ثلاثۃ الای من الملائکۃ منزلین ؕ بلی ان تصبروا
 و تقوا و ایا توکم من فودھم هذا امید ذلکم ذلکم خمسۃ الای من الملائکۃ مسومین ؕ یعنی جو وقت
 لگتا تھا واسطے مسلمانوں کے کیانہ کفایت کر گیا تگو یہ کہ مدد کرے تگورب تمھارا ساتھ تین ہزار فرشتوں
 اتارے ہوئے کہ کیوں نہیں اگر تم صبر اور پرہیزگاری کرو اور وہ آئین تم پر اپنے اسی جوش میں تو تمھاری
 مدد بھیج گیا تمھارا رب پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر = اس میں اختلاف ہو کہ یہ وعدہ بدر میں حاصل
 ہوا یا احد میں اور جبکہ بدر میں مانا جائے تو تقدیر آیت کی یوں ہوگی اذ نصرکم اللہ ببدر و انتم اذ لہ = ابن
 عباس اور کلثمی اور واقعہ بنی اور مقاتل اور محمد بن اسحق سے مروی ہے کہ وہ احد کا دن ہوا اور اکثر قول

مفسرین کا ہر کہ وہ بدر کا دن بوجہ ذیل ہے (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نہ دَلَّكَ نَفْسُكَ اللَّهُ بِدِّ رَاحِ مِیں ظاہر مقتضاً کلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں انکی مدد کی جس حیثیت سے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے یہ بات فرمائی اور یہ مقتضی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام بدر کے دن فرمایا (۲) قلت عدو بدر میں زیادہ تھی اور تقویت قلوب کی اس روز زیادہ حاجت تھی پس وہی دن اولیٰ ہے =

(۳) تین ہزار فرشتے بھیجنے کا مطلق وعدہ غیر مشروط تھا پس واجب ہوا اور وہ نہین حاصل ہوا مگر بدر کے دن اہل تنفیہ و سیر نے اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن فرشتے اتارے اور فرشتوں نے کافروں سے قتال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ فرشتوں نے سوائے بدر کے مقابلہ نہین کیا اور سوائے بدر کے عدا اور مدد نہ مارے اور نہ مار دلتے اور یہ ہی اکثر کا قول ہے =

نصرت ملائکہ بدر

کیفیت نصرت ملائکہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو تقویت نفوس پہنچائی کہ انکو مدد ہو بعض کے نزدیک ملائکہ بدر کے دن لڑے اور لڑائیوں میں گو حاضر ہوئے مگر بطور نصرت و مدد تھے لڑے نہین۔ فرشتوں کے سر و پیر عامہ بندھے تھے اور شیلے دو نون موڑھوں تک چھوٹے تھے۔ عامہ کے رنگ میں کئی روایتیں ہیں بعض میں زرد بعض میں سفید بعض میں سیاہ منقول ہے۔ ممکن ہے کہ ایک ایک گروہ کے عامہ ایک ایک رنگ کے ہوں مگر فرشتے جن میں آئے تھے انکے عامے سرخ رنگ تھے۔ جنگ بدر میں ملائکہ کی صفیں بندھی تھیں یہ پہلا دن ہے کہ صفت بندی قرار دی گئی اس سے پہلے صفیں باندھ کر لڑائی نہین ہوتی تھی اور جب سے اب تک صفیں باندھ کر لڑائی ہوتی ہے۔ عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ کما کہ قریش جب جنگ احد سے واپس لے گئے تو اپنے جلسہ نوین فتح کی باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ غنہ ایسے ابن گھوڑے اور سفید آدمی جو بدر کے دن ہم دیکھتے تھے نہین دیکھے۔ بہت مفسرین کے نزدیک ملائکہ نے بدر کے دن قتال کیا اور نہ قتال کیا کچھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا = سُوِّوْا اِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ سَوَّيْتُ =

ملائکہ کے وجود خارجی پر سرسید سے اختلاف

بعض فرشتوں کے وجود خارجی سے انکاری ہو کر ادیل کے ذریعہ سے ثابت کرتے ہیں کہ جنگ بدر کی لڑائی میں جو ظہور تائید غیبی اور امداد الہی کا ہوا اور وہ امداد فرشتوں سے منسوب کی جاتی ہے حالانکہ وہ امداد فرشتوں سے

نہ تھی بلکہ امداد و نچرال انسانی تھی اور جب قدر اسما سے غیب میں سرید اپنی تفسیر میں ان سب ناموں کے مجموعہ کو پھر سے تعبیر کرتے ہیں اور اُس کے ثبوت میں اقوال صوفیہ پیش کرتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے ہمارا نور و نور و دوزخ و جنت سب آب و گل میں ہے۔ عالم صغرا و کبرا سب حریم دل میں ہے۔ انکی تفصیل بیان کر نیکو تو ایک دفتر چاہیے مگر اس جگہ ہم اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن کا تعلق عالم غیب سے سمجھا جاتا ہے اور جو زبان زد ہر خاص و عام ہیں بلکہ جن کا نام قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ مثلاً معجزات انبیاء و وحی آسمانی و الہام روحانی۔ القادر بانی جنت روضہ رضوان۔ سلسل و کوثر و حور و غلمان۔ بہنم اور فرشتے مالک مہتمم۔ شیطان الرحیم لعین۔ عالم جنات پر کشف قبور۔ کرامت اولیاء۔ عالم ارواح۔ اگرچہ یہ ظاہر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتے مگر روشن ضمیر چشم باطن سے دیکھتے ہیں۔ اور انکی ہستی کی صداقت کرتے ہیں۔ اور سید صاحب و حقیقت ملائکہ کے اس وجود سے منکر ہیں جبکہ عموماً مسلمان مانتے ہیں۔ مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سید صاحب کونسے وجود ملائکہ کے منکر ہیں اگرچہ سید صاحب اپنا دعویٰ پچھلے علما کے اقوال سے کرتے ہیں کہ پچھلے علما نے ملائکہ اور حور و غلمان سب کے وجود خارجی سے انکار کیا ہے ہم دریافت کرتے ہیں کہ ان پچھلے علما کا کیا نام ہے جنہوں نے ملائکہ و حور و غلمان سب کے وجود خارجی سے انکار کیا ہے اور وجود خارجی سے انکی کیا مراد ہے اگر یہی وجود مادی جسمانی گوشت و پوست کا بنا ہوا مراد ہے تو اس میں پچھلے علما کی کیا خصوصیت ہے تمام متقدمین اور تآخرین اس کے منکر ہیں کوئی مسلمان کسی فرشتہ کے وجود جسمانی مادی کا قائل نہیں۔ سرید تو ملائکہ کے وجود خارجی سے ہی بحث کرتے ہیں۔ بعض مذاہب دنیا میں آخر ایسے بھی تو ہیں جو خدا کے ہی قائل نہیں ہیں۔ پر ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر وجود خارجی سے وجود واقعی نفس الامری ملکوئی روحانی متاخر عن الغیر مراد ہے۔ تو فرشتوں کے ایسے وجود روحانی کا سواے سرید و فرقہ باطنیہ کے کوئی منکر نہیں۔ اب اس میں اگلے ہون یا پچھلے علما ہوں یا فلاسفہ۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ جو وجود مادی جسمانی و کھانی نہیں اس کو سید صاحب وجود واقعی نہیں مانتے۔ صرف ایک صورت خیالی جانتے ہیں جس کا وجود خیال ہی خیال میں ہو نفس الامری میں کچھ نہیں تو اس تقدیر پر خود انکی روح کا بلکہ پروردگار عالم کا بھی وجود مادی نہیں کیا اس کو بھی نہیں مانتے اور محض ایک تمثیل خیالی جانتے ہیں۔ سید صاحب اپنے قول کی تائید میں جو عبارت اخوان الصفا نقل کرتے ہیں وہ بھی مابین الشریعت و الفلسفہ ہے۔ صرف ایک فرق اعتباری ظاہر ہوتا ہے نہ انکار کوئی اپنی غلط فہمی سے انکار بھی سمجھ لے تو یہ انکار باطل فلسفہ کا ہونا پچھلے علما اسلام کا اور اگر کسی کتاب میں بڑا امکان تطبیق وغیرہ کوئی قول فلسفہ کا تھا

کیا جاوے تو اُسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ صنف کا بھی یہی مذہب ہو اور اگر یہ غلط فہمی بھی واقع ہو تو یہ بات قابل تسلیم نہیں کہ مثلاً صاحب اخوان الصفا تنہا ایک ایسے شخص میں خیر اطلاق تمام پچھلے علما کا ہو سکے۔ انفرس اس محل پر یہ لکھنا کتنا غلط ہو کہ پچھلے علما وجود فرشتگان سے منکر ہیں اور عوام مسلمانوں کے حق میں کتنی بڑی مغالطہ وہی ہو اور بایں ہمد طرف تماشایہ ہو کہ دعویٰ تو یہ کہ پچھلے علما وجود ملائکہ سے منکر ہیں اور دلیل کا حاصل یہ کہ ملائکہ کے باب میں شریعت اور فلسفہ کی اصطلاح صرف ایک فرق اعتباری پر مبنی ہو یعنی مفہوم ایک ہو بان لفظ دو ہیں۔ اسجگہ ہم عبارت اخوان الصفا بھی بغرض و پچسپی ناظرین درج ذیل کرتے ہیں اخوان الصفا کی عبارت مندرجہ صفحہ ۲۴۲ سطر ۱۹ یہ ہے۔ وَتَبَيَّنَتْ مِنْ جُزْمِ الشَّمْسِ قُوَّةُ رُوحَانِيَّةٍ فِي جَمِيعِ الْعَالَمِ تُسَمَّى الْقُوَّةَ هَذِهِ الْقُوَّةُ وَمَا أُبَيِّنُ مِنْهَا فِي الْعَالَمِ بِرُوحَانِيَّةِ الشَّمْسِ وَتُسَمَّى النَّاسُ هَذِهِ الْقُوَّةَ مَلَكًا ذَا جُودٍ وَأَعْوَانٍ وَإِسْرَافِيلُ مِنْهُمْ صَاحِبُ الصُّورِ

ترجمہ

اور پھیلتی ہو سورج کے جزم سے روحانی قوت تمام دنیا میں۔ نام رکھتے ہیں فلاسفہ اس قوت کو اور اس چیز کو جو پھیلتی ہو اس سے دنیا میں روحانیت شمس۔ اور نام رکھتی ہے شریعت اس قوت کو فرشتہ لشکر والا اور مدگاروں والا اور اسرافیل انہیں سے صورت والے ہیں = مگر اسکا سرسید کیا جواب دے سکتے ہیں۔ وَتَبَيَّنَتْ مِنْ جَمِيعِ جِسْمٍ فِي جَمِيعِ جَسَدٍ تُسَمَّى الْقُوَّةَ هَذِهِ الْقُوَّةُ وَمَا أُبَيِّنُ مِنْهَا فِي جَسَدٍ بِرُوحَانِيَّةِ الْحَيَوَانِ تُسَمَّى النَّاسُ هَذِهِ الْقُوَّةُ مَثَلًا نَفْسًا نَاطِقَةً ذَاتَ أَجْسَامٍ مُخْتَلِفَةٍ كَزَيْدٍ وَعُمَرُو بَكْرٍ =

ترجمہ

اور پھیلتی ہو ہر حیوان کے دل سے قوت روحانیہ اُسکے تمام بدن میں۔ نام رکھتے ہیں فلاسفہ اس قوت کو اور اس چیز کو جو پھیلتی ہو اس سے اُسکے بدن میں روحانیت الحيوان نام رکھتی ہے شریعت اس قوت کو مثلاً نفس ناطقہ مختلف جسموں والا مثل زید اور عمر و اور بکر کے = یہ اظہر من الشمس اور بین من الالمس ہو کہ بسطوح برہم ظاہری آفتاب کے طلوع و غروب سے اس عالم مجاز میں تمام اشیا کا احیا و امات مجازی متعلق ہو یا جو عبارت اشیا کے ظہور و کون سے ہو اسطرح اس عالم حقیقت میں قیامت کے دن احیا و امات حقیقی حقیقت اسرافیل کے سپرد کیا گیا ہو کہ صورت کے ایک نفخہ اندرونی سے اسرافیل علیہ السلام تمام روحین اولین و آخرین

کی سلب کر لین گے اور دوسرے نقشہ بیرونی سے سب روحین صور میں سے تفکر اپنے اپنے جسم میں داخل ہو جائیگی اور انکے دمخیش کے فیضان صحبت سے ہر روح میں وہ طاقت پیدا ہو جائیگی کہ طرۃ العین میں اپنے جسم کے تمام اجزائے متفرق شدہ مشارق و مغارب سے اس طرح اپنی طرف کھینچ لینے کے بطور حیرت برادر آہن کو سنگ مقناطیس یا ریزہ ہارے برگ کاہ کو کاہ ربا۔ جیسے دنیا میں مدت العمر اپنے جسم کے اجزائے غذائے تدریج مشارق و مغارب سے کھینچتے رہتے ہیں اب ہم اپنے دعویٰ کی مضبوطی کی غرض سے ایک دلیل پیش کرتے ہیں۔ اِنَّ اِسْرَافِیلَ حَقِیْقَةً جَوْهَرِیَّةً فِی نَفْسِ الْاَمْرِ تَمَّا کَوْنُهُ فِی الْوُجُوْدِ عَنْ حَقَائِنِ اَخُو تَمِیْزِ وَنَمَّا الْفَلَاسِفَةُ فِی اَصْطِلَاحِ بَرُو حَائِنَةِ السَّمْسِ وَاسْرَافِیلُ وَجُوْدُهُ وَاعْوَانُهُ مِنْ اَفْوَادِهَا الْخَارِجِیَّةِ لَمَّا اَنَّ لِزَیْدٍ وَعَمْرُوکَ حَقِیْقَةً جَوْهَرِیَّةً لِذَٰلِکَ یَعْبُوْنَهَا الْفَلَاسِفَةُ بَرُو حَائِنَةِ الْقَمَرِ وَزَیْدٌ وَعَمْرُوکُ اَفْوَادِهَا الْخَارِجِیَّةُ۔

ترجمہ

تحقیق اسرافیل کے واسطے حقیقت جوہریہ ہر نفس الامر میں اور جدا ہر وجود میں دوسری حقیقتوں سے تعبیر کرتے ہیں اسکو فلاسفہ اپنی اصطلاح میں روحانیت شمس کے ساتھ اور اسرافیل اور اسکے لشکر اور اسکے مددگار اسکے افراد خارجیہ سے ہیں جیسا کہ تحقیق واسطے زید اور عمرو اور بکر کے حقیقت جوہریہ ہر ایسی تعبیر کرتے ہیں اسکو فلاسفہ روحانیت قمر کے ساتھ اور زید اور عمرو اسکے افراد خارجیہ سے ہیں۔ اب باقی رہے حقائق حلقہ عرض اور حقیقت جبریل و میکائیل و جبر و علان و مالک و رضوان جنگور روحانیت ثوابت اور باقی سیارات سے تعبیر کیا ہو انکو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ اس جگہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ عقائد صوفیہ سے اپنے ناظرین کو جو بھی دین ناہارے ناظرین احوال مرید اور ہماری رائے کا اندازہ کر سکیں اگرچہ یہ بحث ایک دریائے ناپید کنارہ ہے اور اسکی خواصی ایک امر دشوار ہے تاہم اجمالاً اسکا ذکر کچھ کرتے ہیں صوفیائے کرام کا جو کچھ دار مدار ہے وہ صرف یہ ہے۔ ہمہ اوست۔ ہمہ ازوست۔ اوست۔ ہمہ مایم۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام صفات و اسماء و مظہرات عالم وجود میں۔ اَنَا مِنْ خُودِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ مِنْ لُودِی۔ کے ہیں اہل تصوف نے اس نور و صفات کے تین مراتب بیان کیے ہیں۔ وحدت۔ احدیت۔ واحدیت۔ وحدت مرتبہ ذات بحت کا نام ہے جسکی جانب مخالف کثرت ہے۔ احدیت درجہ ظہور صفات الہیہ کا نام ہے جسکا عکس کثرت ہے۔ واحدیت عبارت ہے کثرت مع الواحدیت سے جسکی مثال ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے باعتبار ذات کے وحدت شخصی ہے اور بلحاظ صفات کے

منظر ہر جمع صفات الہیہ کا جو عبارت کثرت سے ہر بعضہ کہتے ہیں کہ نور وحدت اسما جو قی کا نام ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہر جسکو صورت علم الہیہ کہتے ہیں۔ یہ مقام تشبیہ ہر اور اسی تشبیہ سے علم و علمہ آدم
لاسماء کلہا سے حضرت آدم تماز ہوئے اور انکی اولاد کو اسما تشبیہ کا مشاہدہ نصیب ہوا چونکہ ذات عشق
صورت سے منزہ ہوا سو جسے اسکو تنزیہ و روح اعظم بھی کہتے ہیں متصفین توحید کو بہت سے اقسام پر قسم
کرتے ہیں انہیں سے ہم میں قسین بغرض و پچی ناظرین اسجگہ لکھتے ہیں۔ قسم اول توحید افعالی ہر کہ عبد
مقید اپنے تمام افعال اور حرکات و سکنات حق سبحانہ تعالیٰ کے افعال سمجھتا ہوا سیلے کہ عبد کا وجود خود
اعتباری ہوا اسکے افعال بھی اگر اسکی جانب منسوب ہونگے اعتباری ہونگے۔ جیسے کہ زید کے افعال انسان
کے افعال سمجھ جاتے ہیں اور مقید کے افعال مطلق کے کہے جاتے ہیں۔ اسی طرح عبد اعتباری کے بھی
تمام حرکات و سکنات حق جل و علا شانہ کے حرکات ہیں بطریق کہ بندہ تمثیل یا تجلی الہی ہوا اسکے افعال
بھی متجلی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اور بات ہر کہ اسکے احکام ذاتی جو تعلق اعتبار سے پیدا ہوئے ہیں انکا
مبلغ بندہ ہی تک منحصر ہر۔ پس اس امر کا شہود جس کامل کو ہر وقت حاصل ہر وہ صاحب توحید
افعالی ہر دوسری قسم توحید صفاتی ہر اور اس سے یہ مراد ہر کہ تمام صفات انسانیہ اور کمالات ممکنہ سے
متصف اور شکل ذات اور حقیقت کاملہ جیسے کہ ذات میں تمام موجودات مستملک ہر ہی ہیں اسکی صفات
بھی ذات میں فنا پذیر ہیں۔ مثلاً جو علم کہ زید کو حاصل ہر جس قدرت اور کلام سے زید متصف ہر وہ تمام قدرت
انسان کی ہر اسیلے کہ زید کا وجود تو فرضی اعتباری ہر اس سے اوپر چکر انسان اور تمام کائنات لیجیہ کہ وہ
وجود مطلق میں جا کر متحد ہوتی ہیں انکی صفات صفات مطلق ہوتی ہیں اسیلے کہ انسان اسی مطلق کی ایک
فرد ہر جو کمال کہ مطلق کو حاصل نہیں مکن مقید کو کمان سے آسکتا ہر حدیث بخاری میں مَا ذَالَ الْعَبْدُ
يَتَقَرَّبُ اِلَىٰ بِالْوَافِلِ حَتَّىٰ احْبَبْتُهُ فَلَنْتُ سَمْعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهٖ وَيَدُّهُ الَّتِي
يَبْطِشُ بِهَا وَدِرْجَاهُ الَّتِي يُنْشِئُ بِهَا وَلَئِنْ سَأَلْتَنِي لَا أُعْطِيْنَهُ وَاِنْ اِسْتَعَاذَنِي لَا اُعِيْذُنَّ ۝

ترجمہ

ہمیشہ رہتا ہر عبد قربت حاصل کرتا ہر ساتھ واسطہ ووافل کے یہاں تک کہ چاہتا ہوں میں اسکو میں ہوتا ہوں
کان اسکا کہ مستا ہر ساتھ اسے اور آنگھ اسکی کہ دیکھتا ہر ساتھ اسے اور ہاتھ اسکا کہ پکڑتا ہر اس سے
اور اسکا کہ چلتا ہر اس سے اگر سوال کرے مجھے بیشک عطا کرتا ہوں اسکو اور اگر پناہ چاہے

مجھے پناہ دیتا ہوں میں اسکو کذا فی البخاری تیسرے توحید ذاتی جو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ تمام عالم ہستی واجب
 تعالیٰ و اقدس سے عبارت ہو اور کوئی موجود ہستی مطلق کے احاطہ سے نہیں نکل سکتا اسلئے لا بد زید جو کہ ایک
 شخص ہو اسکی ذات غیر حقیقت واجب تعالیٰ موجود نہیں ہو سکتی عالم کا ذرہ ذرہ ایسی ذات اقدس میں سباحت
 کر رہا ہو سبحان ربی الامالی کے یہ ہی معنی ہیں یعنی ہم اپنے رب اعلیٰ کی ذات والاہین ہر وقت تیر۔ ہے ہیں
 ہمارا وجود بعینہ اُس حجاب کے جسکے متعلق ہم اپنے بیرومرشد کا ایک شعر نقل کرتے ہیں یہ حجاب موج سے
 لٹا جاتا ہوا ہے وہ آب بحر تھا ہو گیا فنا ہو کر بہنود ہے جو ہر وقت دریا میں تیرتا ہے اور چیزے از دریا پیش نیست
 کی عینیت رکھتا ہے۔ یہ تمام شخصیات اکوان تنزلات و اعتبارات واجب الوجود مطلق میں توحید ذاتی کی
 طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنْ قَبِلَ اللّٰهُ كَانَتْ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ
 الحمد للہ علی ذلک اہل توحید کا عرفان یہاں پر ختم ہوتا ہے اور بدر کے دن شیطان نے فرشتوں کو لڑتے ہوئے
 دیکھا اور مشرکوں نے انکو نہ دیکھا جیسا کہ اللہ پاک نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ وَادَّخَلَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ
 اَلی قولہ اِنّی اَدُلّی مَا لَا تُرَوْنَ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ و ہبشی نے دلائل میں حضرت
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابلیس لشکر میں شیاطین کے بصورت ایک آدمی کے بنی بلج
 سے آیا اور اُسکے ساتھ نشان تھا اور شیطان سراقہ بن مالک بن جشم کی صورت میں تھا پس شیطان نے
 کہا نہیں ہے کوئی غالب واسطے تمھارے آج لوگوں سے اور میں تمھارے لیے پشت پناہ ہوں جبریل علیہ
 السلام ابلیس پر متوجہ ہوے جبکہ اُسنے اُکو دیکھا تو اُسکا ہاتھ ایک مشرک کے ہاتھ میں تھا اُسنے اپنا ہاتھ
 چھوڑ لیا اور پیٹھ دیکے بھاگا اور اُسکا گروہ بھی بھاگا اُس آدمی نے کہا اے سراقہ تو تو ہمارے پناہ ہوا اُسنے
 کہا بیشک میں وہ دیکھتا ہوں کہ جو تم نہیں دیکھتے اور یہ جب کہا کہ اُسنے ملائکہ کو دیکھا اِنّی اَخَافُ اللّٰهَ
 وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ اور جبکہ لوگ بعض بعض سے قریب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو
 مشرکوں کی آنکھوں سے تھوڑا کر دیا اور مشرکوں کو مسلمانوں کی آنکھوں میں تھوڑا کر دکھایا تو مشرکوں نے
 لومایہ کوں لوگ ہیں دھوکا دیا انکو انکے دین نے یہ اسلئے کہا تھا کہ وہ مسلمانوں کی آنکھوں میں قلیل ہیں اور یہ
 مان کیا کہ وہ اب انکو پھر بہت دینگے اسمین انکو شک نہ تھا انتہی اللہ پاک نے شیطان کے بارہ میں فرمایا
 تَنْ يُّرَاكُمُ فِي قَبِيلِهِ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ یعنی بیشک شیطان تمکو دیکھتا ہے وہ اور اُسکا گروہ اُس جگہ سے
 یہ تم انکو نہیں دیکھتے ہو اس سے معلوم ہوا کہ بصر کا ادراک مخلوق خدا تعالیٰ ہے جسکو چاہتا ہے دیتا

ہو جس سے چاہتا ہو روک لیتا ہے۔ امام ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ علیہ نے اس انکار کا جواب دیا ہے اور امام
اکرمین جوینی نے بھی ایسکے مثل کہا ہے اور امام حجتہ الاسلام محمد بن محمد غزالی رضی اللہ عنہ نے احیاء علوم الدین
میں بعد ذکر عذاب قبر وغیرہ یوں تحریر فرمایا ہے کہ جب کوئی لکھ کہ ہم کا فرد اسکی قبر میں ایک مدت مشاہدہ
کرتے ہیں اور اسکو قبر میں دیکھتے ہیں اور ان چیزوں سے کسی چیز کا مشاہدہ نہیں کرتے سو بخلاف مشاہدہ
کے تصدیق کی کیا وجہ ہو پس جانا چاہیے ان چیزوں کی تصدیق میں تین مقام ہیں مقام اول اور یہ مقام واضح
اور اظہر ہے کہ تو تصدیق کرے ساتھ اسکے کہ سانپ موجود ہیں اور وہ میت کو کاٹتے ہیں لیکن ہم اسکا مشاہدہ نہیں
کرتے اسلئے کہ یہ آنکھ مشاہدہ امور ملکوتیہ کی لیاقت نہیں رکھتی اور جو چیز آخرت سے تعلق رکھتی ہو وہ عالم ملکوت
سے ہو کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کس طرح نزول جبریل علیہ السلام کے ساتھ ایمان لاتے تھے
حالانکہ وہ اسکا مشاہدہ نہیں کرتے تھے اور اس بات کے ساتھ ایمان لاتے تھے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم اسکا مشاہدہ کرتے ہیں پس اگر تو اسکے ساتھ ایمان نہیں لاتا ہو تو ملائکہ اور وحی میں ایمان کا صحیح کرنا زیادہ
بجھپراہم ہے اور اگر تو اسکے ساتھ ایمان لے آیا ہو اور اس بات کو جائز رکھتا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس
چیز کا مشاہدہ فرماتے ہیں جبکہ امت مشاہدہ نہیں کرتی تھی تو پھر تو اسکو میت میں کیوں نہیں جائز رکھتا ہے
اور جس طرح کہ فرشتے آدمیوں اور حیوانوں کو مشاہدہ نہیں کرتے ہیں اسی طرح وہ سانپ اور بچھو کو جو قبر میں
کاٹتے ہیں ہمارے عالم کے سانپ اور بچھو کی جنس سے نہیں ہیں بلکہ وہ اور ہی جنس سے ہیں جبکہ اول
دوسرے خاتم سے ہوتا ہے۔

مقام دوم یہ ہے کہ تو سونے کے احوال کو یاد کرے اور اس بات کو کہ وہ اپنے خواب میں دیکھتا ہے کہ اسے ایک
سانپ کاٹ رہا ہو اور وہ اس سے ایذا پاتا ہو یہاں تک کہ خود کو اپنے خواب میں دیکھتا ہو کہ وہ چیخا پاتا ہو اسکی
پیشانی عرفاں ہوتی ہو اور کبھی اپنی جگہ سے حرکت کرنا ہو وہ ان سب باتوں کا اور اک اپنی جان سے روتا ہو اور
ایذا پاتا ہو جیسا جاگتا ایذا پاتا ہو اور وہ اسکا مشاہدہ کر رہا ہو حالانکہ تو اسکے ظاہر کو ساکن دیکھتا ہے اور جو سانپ
کر اسکے حق میں موجود ہے اور وہ عذاب جو اسکے حق میں حاصل ہو تو اسے اسکے گرد نہیں پاتا ہو کیونکہ وہ تیرے حق میں مشاہدہ نہیں ہے
اور جبکہ عذاب کاٹنے کی ایذا میں ہوا تو درمیان خیالی سانپ کے اور اس سانپ کے جو کہ مشاہدہ ہو کس طرح کا فرق نہیں ہے
مقام سوم یہ ہے کہ تو خواب جانتا ہو کہ سانپ بنفسہ ایذا نہیں دیتا ہو بلکہ وہ چیز ایذا دیتی ہو جو اس سے جکومتی
ہوتی ہو اور وہ زہر ہے پھر زہر بھی مودی نہیں ہو بلکہ مودی الم ہو بلکہ عذاب تیرا اس اثر میں ہو جو کہ کبھی نہیں

سے حاصل ہوتا ہو سو اگر مثل اس اثر کے بغیر سم کے حاصل ہو جائے تو مقرر عذاب وافر ہوگا اور تعریف اس نوع کی عذاب سے ممکن نہ ہوگی مگر ابین طور کہ نسبت کیا جاوے طرف سبب کے جسکی طرف وہ عادت میں منسوب ہوتا ہو اسلیے کہ مثلاً اگر انسان میں ایک لذت پیدا کیجاوے بغیر مباشرت صورت جماع کے تو اس لذت کی تعریف نہ ہوگی مگر ساتھ اضافت کے طرف جماع کے پس اضافت تعریف بالاسبب ہوگی اور ثمرہ سبب کا حاصل ہو جاوے گا گو صورت سبب کی نہو اور سبب کا ارادہ اس کے ثمرہ کی وجہ سے کیا جاتا ہو نہ اسکی ذات کی وجہ سے اور یہ سانپ بچھو وغیرہ مہلک صفتیں ہیں کہ موت کے وقت ایذا دینے الم دینے والی نفس میں منقلب ہو جاتی ہیں پس اسکا الم مثل الم کاٹنے سانپوں کے ہوتا ہو بغیر وجود سانپوں کے۔ اور صفت موفی کا منقلب ہو جانا مثل انقلاب عشق کے ہو کہ وہ معشوق کے مرتے وقت موفی بن جاتا ہو کیونکہ عشق تولد نہ تھا پھر ایک ایسی حالت طاری ہوتی کہ وہ لذت بنفسہ مہلک ہو گیا یہاں تک کہ عاشق کے دل میں انواع عذاب سے وہ چیز نازل ہوتی کہ اس کے ہوتے ہوئے اسکی تمنا کرتا ہو کہ کاش عشق وصال سے مرانا اٹھاتا بلکہ بعینہ ایک نوع ہر انواع عذاب میت سے اسلیے کہ اس کے نفس پر عشق دنیا میں مساط ہو گیا سو یہی مال زمین جاہ اولاد خویش و اقارب جان پہچان کے لوگ اس کے معشوق ہو گئے جس شخص کو کہ ان چیزوں کے استر واد کی امید نہیں ہو اگر اسکی حالت حیات میں یہ سب اس سے لے لیا جاوے اسکا کیا حال ہوگا کیا اسکی شقاوت عظیم ہوگی اور اسکا عذاب سخت ہوگا اور وہ تمنائے کر گیا اب ہم پھر اپنے اصلی مقصد کتاب کی طرف اپنے ناظرین کو متوجہ کرتے ہیں اور فوائد اسماء بدر لکھتے ہیں۔

فوائد اسماء اصحاب بدر

علماء سلف و خلف سے متواتر یہ نقل ثابت ہو کہ شدت بلا کی وقت بعد ذکر اسمائے اہل بدر رضی اللہ عنہم و عاستجاب ہوتی ہو اور اس میں دفع اعدا و دفع بلا و نجات ہو اور ممالک و حفظ و امان و نصرت و ظفر کے لیے فائدہ عظیم ہو اور جسے جس نیت سے اس کے اسم پڑھے یا اپنے پاس رکھے مقصد پایا اور علماء محدثین نے بارہا تجربہ کیا ہو اور کیوں نہ ہو حالانکہ خدا تعالیٰ نے انکی بدولت مدد دی دین متین کو اور محفوظ رکھا حرمت مسلمین کو اور کافی ہو اس کے فضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشارت دینا ساتھ مغفرت اور دخول جنت کے جیسا کہ حدیث میں وارد ہو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ مطلع ہوا اہل بدر سے اور فرمایا اَعْلَمُوا مَا سَأَلْتُمْ یعنی جوچا ہو تم کرو پس واجب ہوئی تمہارے واسطے جنت اور ایک روایت میں ہو فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی پس بخشا میں نے

تکو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرب منزلت اور رفعت مرتبت میں انکی اعانت فرماتے تھے اور توقیر و احترام کرتے تھے کہ ضرب المثل تھا کہ فلان اہل بدر سے ہو یعنی گناہ پر ماخوذ نہیں ہو

فائدہ جلیلہ

جاننا چاہیے کہ اہل بدر کے ناموں کی کنس میں اختلاف ہے بعض نے تین سو تیرہ اور بعض نے تین سو پندرہ لکھے ہیں اور مرج قول عدد اصحاب بدر تین سو تیرہ ہے اور بعض رساکی میں تین سو چونسٹھ لکھے ہیں جس میں چورائوسے مہاجر اور چوتھرائوسی اور ایک سو چھیانوے خزرجی پہنچا اسکے چودہ شہید ہوئے چہ مہاجر چہ خزرجی دو اوسے = جعفر بن حسن بن عبد اکرم بن زبجی صاحب مولود برزنجی نے ایک رسالہ اسماء اہل بدر میں مع فضائل و فوائد بمسئلی بحال لیلہ الکرب باسحاب سید العجم والعرب لکھا ہے اس میں تین سو پینسٹھ لکھے ہیں جیسا کہ صاحب استیعاب نے اپنے رسالہ استیعاب میں لکھا ہے اور آخر میں ایک دعا طویل مشکل المعانی لکھی ہے اس میں اس طرح اس عاجز حقیر طہیری مولف رسالہ ہذا نے ایک دعا مختصر بہت سہل آخر میں لکھی ہے تاکہ مفید ہو اور عام اس سے فائدہ پائیں =

خواص اسماء

پس خواص اسماء کے یہ ہیں کہ کہا برہان حلبی نے اپنی سیرت میں اور ذکر کیا دوانی نے اور سنا انھوں نے شیخ حدیث سے یہ کہ دعا وقت ذکر ہونے اہل بدر کے قبول کیجاتی ہے اور تحقیق تجربہ کیا گیا اور کہا شیخ عبد المطفیف نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ ذکر کیا ہے علما نے یہ کہ بہت سے اولیاء نے ان اسماء کی برکت سے مرتبہ ولایت پایا اور بہت سے پیاروں نے ان اسماء کی بدولت شفا پائی اور کہا بعض عارفین نے کہ نہیں رکھا ہر شے اپنے پیار کے سر پر اور پڑے عین نام انکے یعنی اسماء بدر بنیت خالص مگر کہ شفا دہی اسکو اللہ تعالیٰ نے اور اگر خاصہ بولی اجل اسکی تو تخفیف دیتا تھا اللہ تعالیٰ اس سے اور کہا بعضوں نے کہ تجربہ کیا ہے انکے ناموں کا ہر امور مہمہ میں از روئے لکھنے اور پڑھنے کے نہیں نہیں دیکھی ہے کوئی دعا جلد ترس سے قبولیت میں اور روایت کیا گیا جعفر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انھوں نے کہا وصیت کی مجھو میرے والد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب کی صحبت میں اور توسل کرنے کے ساتھ اہل بدر کے امورات مہمہ میں اور کہا مجھو کہ اگر بیٹے میرے دعا وقت ذکر کرنے انکے کے قبول کیجاتی ہے اور مغفرت اور رحمت اور برکت اور رضا اور رضوان لکھ لیتے ہیں بندہ کو جبکہ ذکر کرتا ہو انکو یا دعا وقت دعا کرنے کے

ساتھ ناموں اُنکے کے اور انہیں بہت عجیب و غریب حکایات زبانوں پر مذکور اور اوراق پر دستور میں = اور اکثر سلاطین سفر حج میں اُنکے نام اپنے ساتھ رکھتے تھے اور جو امیر لشکر خصوصاً ہنگام مقابلہ و مقابلہ یہ اسماء بہ نیت فتح و ظفر اپنے پاس رکھے منظر و منظر ہو = اور فرمایا مولانا رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے کہ میں سلسلہ ہجری میں سفر حج کو گیا اور نسخہ ابوالبرکات سویدی اپنے ساتھ لیتا گیا اور مدنیہ طیبہ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہونچ کر دریافت کیا کہ سید جعفر ابن حسن ابن عبد الکرم ابن محمد ابن رسول مدنی شافعی اکابر علماء عصر سے ایک بزرگ تھے اور سلسلہ ہجری میں وفات پائی ہو اور تو الیف متعدد وہ مفید یادگار چھوڑیں اور رسالہ جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب و ذکر فضائل اصحاب بدر میں لکھا اور سید علی ابن حسن برادر جعفر مذکور نے اُسکو قصیدہ میں نظم کیا کہ وہ نسخہ دیار عرب و روم و شام میں مقبول و معروف و مشہور ہیں = اور فرمایا محدث مذکور نے کہ میں نے سید زین العابدین ابن سید محمد ابن سید زین العابدین ابن سید حسن مذکور یعنی سید جعفر کے نواسہ اور اُنکے بھائی کے پوتہ سے ملاقات کی اور رسالہ جعفری و صحیح بخاری شریف و دیگر کتب حدیث کی اجازت حاصل کی اور اس سفر میں لے جاتے دنرات بحر و بر میں خدا تعالیٰ سے توسل ساتھ اسماء اہل بیت کے رکھا اور بہ فضل رحمت الہی تمام سفر میں جمیع آفات و بلا سے محفوظ رہا اور کوئی آفت جسمی و مسموی نہ پہونچی اور ہر منزل و مقام پر جہان قطع الطريق اور چوروں کا غلبہ تھا وہاں یہ اسماء بار بار پڑھے وہ خوف امان سے بے لگیا اور انجام بخیر ہوا = اور حضرت علامہ عبدالرحمن قبانی اپنی کتاب رفع القدر فی التوسل اہل البدار میں فرماتے ہیں کہ اہل بدر کی برکت سے مہمات میں خرق عادات ہوتا ہو اور علامہ موصوف نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و عشرہ مبشرہ و عمران بن حصین کا نام اول لکھا ہو جیسا کہ اس رسالہ میں معلوم ہو گا اور آخر میں کنیتیں لکھی ہیں اسطرح اس عاجز ظہیری نے وہی ترتیب ہر طرح قائم رکھی ہو = علامہ شیخ عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے چچیرے بھائی بلاد مشرقین میں قید ہو گئے اور طلب کیا روم نے اُنکے فیہ میں بہت مال کہ وہ نہ دے سکتے تھے پس ہم نے ایک کاغذ پر اسماء اہل بدر انکو لکھ بھیجے اور اُنکے یاد کرنے اور رائے وسیلہ چاہنے کی وصیت کی پس چچا دیا اللہ تعالیٰ نے اُنکو بغیر فیہ کے پھر جب ہمارے پاس وہ آئے تو ہم نے یہ پوچھا اور کہا کہ جب وہ کاغذ مجھے پہونچا تو میں نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور اُنھوں نے بیٹے رومیون نے میری خرید و فروخت کی اور جو کوئی بلکو خرید کرتا تھا اُسکو مصیبت پہونچتی تھی پھر میری قیمت یہاں تک گھٹی کہ سات دینار کو مجھے بچا پھر اس خریدار کو تین دن سے زیادہ نگہ رے تھے کہ بڑی مصیبت پہونچی اور وہ طرح طرح کی

تکلیف دیتا تھا اور کہتا تھا کہ تو جادوگر ہر مین بھگو نہیں بیچو گا بلکہ سولی دوں گا پس تھوڑی دیر میں اُسکو اُسکے جانور نے گرا دیا اور اُسکا سُخڑ ٹوٹ گیا اور فوراً مر گیا پھر مجھے اُسکے بیٹے نے لیا اور وہ طرح طرح کی تکلیف دیتا تھا یہاں تک کہ میری خبر نوگوین مشہور ہوئی اور انھوں نے اُس سے کہا کہ اس قیدی کو ہمارے شہر سے نکال دو یہ سُکر اٹھا کر گیا مگر قتل کو آمادہ ہوا یہ پھر تین دن گذرے تھے کہ اُنکو خبر آئی کہ بادشاہ کا جہاز دُوب گیا اور اُسین شاہزادہ اور مال بہت تھا رومی یہ خبر پا کر بادشاہ پاس آئے اور میرے سارے حال کی اُسکو خبر کی اور کہا جب تک یہ مسلمان ہمارے ملک میں ٹھہرے گا ہم ہلاک ہونگے اور ہم شک نہیں کرتے کہ یہ بیوقوفی اولاد سے ہو پھر مجھے بادشاہ پاس بھیجا اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور سو دینار دیے اور مجھے میرے وطن روانہ کیا پس یہ سب میری قید سے خلاص کا ہے =

روایت ہو کہ ایک شخص کا بہت پیارا نہایت نیک بخت دنیا و زیر کے بیٹے نے ظلم و عداوت کے سبب قتل کر دیا اُسے خون چاہا کینے اُسکی دستگیری نہ کی تا چار ہو کر اُسے صبح و شام اہل بدر کے وسیلہ سے دعا اور اپنے بچے کے خون میں پناہ مانگی یہاں تک کہ تنگ آیا اور بدلے سے ناامید ہوا کہ ایک دن رات کو خواب میں کچھ نورانی آدمی دیکھے اور کہہ کر کہ ہمارے پاس آؤ بعض کے پیچھے بعض تو اُسے اپنے دل میں کہا سبحان اللہ یہ وہی اہل بدر ہیں جنکے وسیلہ سے میں اپنے بچے کا خون لینے میں پناہ چاہتا تھا اور خدا کی قسم میں اُسے ساتھ رہوں گا پھر پیچھے پیچھے رہا یہاں تک کہ وہ ایک بلند مکان پر پہنچے اور ہر ایک نورانی آدمی پر بیٹھا اور اُسے لوگ دیکھے کہ آتے ہیں اور عرض حال کرتے ہیں اُس نے کہا بھگوییف ہو جو میں اپنے بیٹے کے قتل کا حال عرض نہ کروں پس بڑھا اور قصہ کہنایا اور یہ کہ کینے دستگیری نہ کی تو ایک نے کہا لا کھول دیکھو لا بائد پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس سکیں کو کون لایگا تو ایک اُنہیں سے کیا اور میں اُسکے آگے بیٹھے وزیر کے بیٹے کے اُس سے کہا گیا کہ تو ہی نے اُسکے بیٹے کو قتل کیا ہو اُس نے کہا ہاں پوچھا گیا کیا سبب کہا ظلم و عداوت تو کہا زمین پر متبیہ وہ بیٹھا پھر اُسکو اپنے دادخواہ کو خبر دیا اور کہا کہ اُسکو قتل کر بیٹے اُسے تیرے بیٹے کو قتل کیا ہو پھر اُس نے پکڑ کر فوج کیا جب وہ شخص سونے سے بیدار ہوا تو ایک شورشناک آدمی کہتے ہیں کہ صبح وزیر کا بیٹا اپنے بھجھو نے پرفج کیا ہوا ملا اور قاتل نہیں معلوم = اور زید ابن عقیل سے روایت ہو کہ ملک عرب میں بعض سال ایک راستہ وزندوں اور چوروں کے سبب سے بند ہو جاتا تھا اُس راستے سے جو جاتا ملک ہو جاتا مگر چہ بہت سے آدمی ہوتے اور وہاں مال اور سب آدمی

خالی ہوتے بعض روزوں ہمارے درمیان جیسا کہ ہم لیتے ہیں ایک شخص اُس رات سے آیا اور اُس کے ساتھ
 بڑا سامان تجارت تھا اور کوئی آدمی سوا سے ایک غلام کے ساتھ تھا اور وہ اپنے لب ہلاتا تھا جیسے کوئی شخص
 اس پر تھا جو نہیں غنہ اُس سے پوچھا اور کہا کہ اُس شخص کی بڑی شان ہو اور اُس کے پیچھے ہننے نظر کی تو سوا سے
 غلام کے کوئی نہ پایا تو اُس شخص سے میرے والد نے فرمایا سبحان اللہ تم مع اسباب کیسے پوچھتے حالانکہ اکیلے
 تھے اور یہ راستہ چند سال سے چورون اور درندوں کے سبب سے بند تھا اُس نے کہا ایک کوفی نہیں ہو کہ میں اس
 راہ سے اُس لشکر کے ساتھ آیا ہوں کہ جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور دشمنوں سے
 لے اور مدد کی حضور کی اللہ تعالیٰ نے اُس کے سبب یہ لشکر میرے والد نے اُس سے لے لیا کہ اُس نے صحابہ کو کونسا لشکر
 پایا اُس نے کہا کہ اہل بدر رضی اللہ عنہم کو میں نے پایا اور انکو ساتھ لیا اس راہ پر خطرین ہیں نہ لانا تھا میں چورون
 سے اور نہ درندوں سے پھر اُس سے میرے والد نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اُن کا قصہ
 معلوم ہو اُس نے کہا کہ جانے آپ اللہ آپ پر حجت کرے کہ میں چورون کا سردار تھا اور ہم لوگ غارتگری کرتے تھے
 قافلے لوٹ لیتے تھے تجارت کے اسباب چھین لیتے تھے میں ایک شب ہم بیٹھے تھے کہ ہمارے پاس
 خبر لائے کہ آج فلاں سوداگر بڑا سامان لیکر نکلا ہو اور کل پندرہ آدمی اُس کے ہمراہ ہیں ہم نے یہ خبر سنکر اپنے حلقہ
 کیا اور اُس سوداگر کے دس آدمی قتل کیے پھر سوداگر ہمارے سامنے آیا اور کہا کہ ای لوگو تمہاری کیا حاجت
 ہو تم کیا چاہتے ہو ہم نے کہا کہ یہ مال تجارت لینا چاہتے ہیں تاکہ تم مع باقی ہماریون کے نجات پاؤ سوداگر نے
 کہا تم مجھے کیسے قدرت پاؤ گے چونکہ میرے ساتھ اہل بدر ہیں ہم نے کہا کہ ہم نہیں پہچانتے اُس نے کہا اللہ اکبر پھر
 اُس کے نام پڑھنا شروع کیے جو ہم نہیں جانتے تھے اُن اسماء کو سنکر ہر کسب معلوم ہوا جس رعب کی وجہ سے
 ہم بھاگنے لگے اور ایک سخت ہوا چلنے لگی اور ہم نے دہل اور ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سنی اور تیر ونگی چلنے میں
 معلوم ہوئی اور کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ اہل بدر کے سامنے آؤ صبر جمیل سے پھر میں نے آدمی دیکھے اور کیسے
 آدمی جیسے گھوڑے کے سوار ہوا سے لگے چلتے کہ اُنھوں نے ہر کو گھیر لیا جب ہم نے یہ آنکھ سے دیکھا تو میں سوداگر کی طرف
 دوڑا اور اُس سے کہا کہ میں خدا کی قسم تیرے ساتھ ہوں اُس نے کہا کہ ان فطون سے توبہ کر میں نے اُس کے
 ہاتھ پر توبہ کی اور میرے آدمیوں سے اُسے قتل ہونے سے بچا دیا اُس کے آدمی قتل کیے تھے اور وہی قاتل
 اور وہی مقتول ہوئے پھر میں نے رخصت کی وقت اُس سے درخواست کی کہ اسماء اہل بدر کو تعلیم کیجئے اُس نے
 سوداگر نے وہ اسماء بھی تعلیم کیے پھر سب میں نے بی بی جان سیلے وہ اسماء تہذیب و آداب میں کسی کی پامانہ

نہ جنگل میں نہ دریا میں اور انہیں اسما کی برکت سے اس راہ میں خوف آیا جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا اور جس چور نے یا درندہ نے چکھو دیکھا راستہ سے ہٹ گیا اور یہی سبب ہو میرے اکیلے نکلنے کا =
 روایت ہو کہ ایک شخص حج کو جانے لگا تو اسما راہل بدر ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے دروازہ پر چسپان کر گیا۔
 چور اُسکے گھرائے کہ جو کچھ اسباب ہو اُسکا چور ایجاوین جب اُسکے دروازہ پر پہنچے ہتیاروں کی آواز سنی اور پلٹ آئے دوسری شب پھر آئے اور ویسا ہی ماجرا دیکھا تب تو چور کو تعجب گذر جب وہ شخص حج سے واپس آیا تو چور و نکے سردار نے اگر پوچھا کہ خدا کی واسطے فرمائیے کہ آپ اپنے گھر میں کیا کر گئے تھے کہ جب کوئی قصد چوری کا کرتا تھا آواز ہتیاروں کی معلوم ہوتی تھی اُسنے کہا کہ میں نے کچھ نہیں کیا سوائے اُسکے کہ میں نے اپنے دروازہ پر لکھا اللہ کا قول - وَلَا يَتُورُ لِحِفْظِهِمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ اور راہل بدر کے نام چور نے کہا کافی ہو بیشک اور تائب ہو گیا =

روایت ہو کہ ایک شخص مغربی دریا سے سفر کو چلا کہا کہ میں بڑے جہاز میں سوار ہوا اور اُس میں بہت مخلوق خدا تھی کہ ہر ایک طوفان آیا اور سخت دھچکی اور دریا کو موجیں آئیں یہاں تک کہ ہم ڈوبنے لگے اور کوئی دعا مانگتا تھا اور کوئی نالہ وزاری کرتا تھا۔ بعض ہراہیوں نے کہا کہ اس جہاز میں ایک مجذوب ہو تم اُسکے پاس جا سکتے ہو پس میں گیا اور وہ سوتا تھا میں نے اپنے دل میں کہا ایسے شخص کے پاس مجھے بھیجا کہ جسکو کچھ بھی عقل نہیں اگر اُسکو عقل ہوتی تو ایسی تباہ حالت میں نہوتا مگر میں نے اُسکو پاؤں سے ہلایا تو ہوش میں آیا اور وہ کہتا تھا بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم = پھر میں نے اُس سے کہا کہ اگر بندہ خدا کیا تم ہماری حالت نہیں دیکھتے ہو وہ مجذوب چپ رہا اور مجکو جواب نہ دیا پھر میں نے اُس سے دوبارہ کہا تو کہا کہ یہ کاغذ لے اور جہاز کے آگے اُسکو ہوا میں لٹکا دے جب طرف سے کہہ لے پس میں نے وہ کاغذ لے لیا اور اُسے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا اُسوقت میری آنکھ سے خدا نے پردہ اٹھا دیا پس دیکھا میں نے کہ آدمی جہاز کا کنارہ پکڑے ہوئے خشکی کی طرف کھینچے ہیں مگر کھینچ کر جہاز کو ریت میں رکھ دیا اور اُس روز اس جہاز کے سوا تمام جہاز ٹوٹ گئے جب صبح ہوئی تو ایک اچھی ہوا آئی اور غنہ ریت سے جہاز نکلا اور چل دیے اور جہاز میں لکھا تھا وہ راہل بدر کے نام تھے پر ہم انکی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ اسن امان سے ہم پہنچ گئے۔ اور ذکر کیا شیخ دارانی نے کہ انہوں نے بعض محدثین سے سنا یہ کہ ما قبول ہوتی ہو ذکر اسما راہل بدر کے وقت اور یہ مجرب ہو تحقیق جسے ذکر کیا انکا ہر روز اور سوال کیا اللہ تعالیٰ ہے بوسیہ اُنکے اپنی حاجت میں رو کیا جاتی ہے حاجت

اسکی لیکن لایق ہوا اسکے لیے کہ ذکر کرے اُنکا قضاہم میں یہ کہ رضی اللہ عنہ کے بوقت ذکر کرنے نام ہر ایک کے اُنہیں سے پس کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابابکرہ الصدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اسید طرح اُنکے آخر تک پس اس سے بہت جلد دعا قبول ہوتی ہوا اور بہت سے حکایات قبولیت دعا میں ببرکت ناموں اُنکے کے لکھی ہیں بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا اور جس شخص نے جس نیت سے اسماء اہل بدر پڑھے یا اپنے پاس رکھے اور مرتب اُنکے ذکر سے زیادہ ہیں =

ذکر اسماء اہل بدر

کتاب الجامع میں صاحب جامع نے بخاری نام ایک جماعت اہل بدر سے لکھا ہوا اور اُنسے حدیثیں لایا ہوا اور ایک باب میں علیہ بطریق اجمال مفصل حال شہداء بدر کا لکھا ہے۔ اور کہا علمائے کرام دعا وقت ذکر اُنکے کے قبول ہوتی ہوا اور ذکر اُنکا اور ہر حرف تہجی کے کیا سواے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے کہ اُنکو مقدم کیا ہوا اور باقی کو بہ ترتیب حروف تہجی کے لکھا ہوا اور اسی پر مولف عفی عنہ نے اکتفا کیا۔ اور حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے کہا کہ یہ ذکر ہوا اہل بدر کا کہ جنکا نام حقیقہً یا کُلاً ذکر کیا ہے صحیح بخاری میں تاکہ داخل ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اور نہ اُنکا ذکر کہ جنکا نام نہیں لیا گیا ہے بخاری شریف میں اور نہ اُنکا ذکر کہ نہیں ذکر کیے گئے اُنہیں اصلاً اور سیرک نے کہ مراد اُنسے کہ جنکے نام ذکر کیے گئے ہیں کہ آیا ہوا ذکر اُنکا بخاری شریف میں خواہ روایت اُنسے ہو یا اُنکے غیر سے بدین وجہ کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں دور نہ تھا ذکر اُنکا بغیر تصریح کرنے اسکے کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں اور ساتھ اسکے جواب دیا گیا ہوا نہ ذکر کرنے اسکے سے عبیدہ بن الجراح کو اس لیے کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں باتفاق اہل حدیث و سیر کے اور ذکر کیا ہے صحیح بخاری شریف میں کتنی جگہ مگر یہ کہ نہیں واقع ہوا ہوا اُنہیں صریح ذکر اُنکا کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں = ابی داؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ نفل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز بدر کے ساتھ تین سو پندرہ آدمیوں کے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مشرکین ہزار تھے اور صحابہ تین سو سترہ۔ پس اول سب کے پیشوا اور سردار عالم کے۔ (محمد بن عبد اللہ ہاشمی ہیں) شروع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے تبرکاً و تمیناً ولادت شریف آپکی سال قبل اور مثبت آپ کی شروع چالیس برس میں اور نبوت آپکی تیس برس میں اور عمر شریف آپکی تریستھ

پرس آپ سردار ب رسولوں کے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ واتباعہ وازواجہمجمعین

سیدنا عبد اللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق

آپ قریشی بنی تمیم بن مرہ سے ہیں۔ جمع ہونا آپکا ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچویں واسطہ پر ہوئے پانچویں پشت میں۔ نام آپکا ایام جاہلیت میں عبد رب الکعبہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکا نام عبد اللہ رکھا۔ اور کنیت آپکی ابوبکر ہو۔ القاب آپکے عتیق۔ اور صدیق تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عتیق قدیمی نام آپکا ہے بدینہ جو کہ آپکی ماں کے یہاں کوئی بچہ نہ جیتا تھا جب آپ پیدا ہوئے تو آپکی ماں آپکو خانہ کعبہ کے آگے لی گئیں اور کہا کہ خداوند اسکو موت سے آزاد کر اور بخش چکوا اور بعضوں نے کہا کہ عتیق آپکو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ آپ بہ سبب حسن و جمال اور اچھی قوم کے تھے۔ اور بعضوں نے کہا کہ عتیق بمعنی کرم اور جمال کے اور نجابت کے بھی آیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ عتیق آپکا لقب تھا اسوجہ سے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تو دوزخ سے عتیق یعنی (آزاد) ہے تو یہ لقب ہو گیا۔ اور آپکا لقب صدیق اس سبب سے ہوا کہ جب ابو جہل نے ہنسی کے طور پر شب سواج کے دوسرے دن کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیرا بار (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے ایک ہی رات میں بیت المقدس دیکھ آیا ہوں کیا یہ سچ ہے۔ تو آپ نے فرمایا میں اس سے بھی بڑے بھاری امر پر ایمان رکھتا ہوں میرا بار تو صبح و شام آسمانی خبریں دیتا ہے یہ کیا تعجب کی بات ہے اس تصدیق پر آپکو صدیق کا لقب دیا گیا۔ آپ قوم قریش کے رئیس۔ اہل مشورہ۔ بڑے عالم تھے۔ اور بڑے پارسا تھے۔ جاہلیت اور اسلام میں نہ شعر کہانہ شراب پی۔ سلسلہ ماوری پوری شجرہ نبویہ سے ملتا ہے۔ تعبیر عروض تافہ کے علم میں ملہتے ایک رات آپ نے خواب دیکھا کہ ایک چاند آسمان سے اُترا اور کہہ کے ہر گھر میں اسکا ایک ایک ٹکڑا پہنچا۔ پھر سارا اکٹھا ہو کر آپکے دامن میں آگیا۔ آپ نے ایک یہودی پادری کے آگے یہ خواب بیان کیا اسنے کہا کہ تو آخر الزمان پیغمبر کا رفیق ہو گیا۔ پھر جب حسب دستور تجارت کے لیے گئے تو ایک بڑے عالم تورات و انجیل سے سنا کہ میں آخر الزمان پیغمبر ہو گا۔ ایک جوان اور ایک بڑھا اسکے مددگار ہوئے آپ نے اُس عالم سے بڑھے کا حلیہ پوچھا جو اُس نے بیان کیا وہ آپ پر صادق تھا۔ پھر اُسنے کہا کہ اُسے شکم پر سیاہ داغ اور ران پر نشان ہے۔ ان دونوں باتوں کے ہونے سے دل میں یقین ہو گیا کہ بڑھا میں ہی ہو گا جب کہ میں واپس آئے تو آئے ہی دریافت کیا کہ کوئی نیا امر میرے پیچھے واقع ہوا معلوم

ہوا کہ حضرت محمد امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ یہ سنت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور مشرف
 باسلام ہوئے اُسی دن عصر سے پہلے اپنے دلی یاروں۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمنؓ۔ سعدؓ کو بھی داخل
 اسلام کیا۔ آپ کی عظمت و درجہ کی دلیل مشتے نمونہ ازخردار سے یہ ہو کہ آپ کو تمام امت کے ایمان کے برابر ثواب
 ملیگا کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مجھ پر اسلام لایا اور یہ بھی حدیث
 شریف میں صریح آگیا ہے کہ جو شخص اسلام میں اچھی سنت نکالے گا اسکو اسکا ثواب ملیگا اور ان کا جو اس
 سنت پر عمل کریں گے۔ اُسی روز آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرم شریف میں اگر وعدہ
 وعید کا خطبہ پڑھا جس پر کافروں نے اس قدر پینا کہ ورم کے باعث آپ کے منہ اور ناک میں تیز نہو سکتی تھی۔
 آپ کے ہجوم لوگوں نے اٹھایا اور گھر لے آئے جب آپ ہوش میں آئے شربت پلانے کی کوشش کی گئی مگر
 آپ نے فرمایا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف نہو گا ہر گز شربت نہ پونگا۔
 آخر جب رات کے وقت حضور اقدس میں لائے گئے عرض کی کہ من و جان گرفتار شدیم چہ باک + عرض
 اندر میان سلامت تست + آپ کے فضائل میں کسکو کلام ہو۔ اور وہ کونسا بخت ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ایسے یار کو جس نے کہ آپ پر اپنی جان اور اپنا مال و عیال فدا کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا
 تھا تحارت کی نظر سے دیکھتا ہو۔ آپ اسلام لائے بعد تمام عمر سفر اور حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 رفیق رہے سب شاہدین کہ ساتھ تھے مکہ میں جب قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہونچا تے تو حضرت ابو بکر رضی
 اللہ عنہ آنحضرت کے ساتھ خوشی سے سب ایذا میں اٹھاتے اور فرماتے۔ اَقْتُلُوْا رَجُلًا یَبْغُوْا لِرَبِّیْ اللّٰہِ (کیا تم ایسے
 آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہ میرا مالک اللہ ہی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں سوا اٹھ ایسے نیک
 کام ہیں کہ ان میں سے جس شخص میں ایک بھی ہو وہ جنتی ہو۔ آپ نے عرض کی کہ رسول اللہ مجھ میں بھی کوئی امین سے ہو۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ سب کے سب تجھ میں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی متاعی کاٹن
 میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینہ کا ایک بال ہی ہوتا اور فرماتے تھے کہ ابو بکر ہا۔ اس دربار ہو اور اُسے ہمارے
 سردار (بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا) علاوہ اور غلاموں کے آپ نے بلال رضی اللہ عنہ جیسے سات غلام آزاد کیے
 جو سخت اذیت اور تکلیف میں مبتلا تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب نیکوں
 میں جیسے بڑھ گئے۔ اور یہ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ امت محمد کا مومن ہو کسی نے آپ سے پوچھا کہ آل فرعون کا
 مومن اچھا تھا یا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت مومن آل فرعون کی ہزار

ساعت سے بہتر کیونکہ وہ اپنا ایمان چھپاتا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ظاہر کرتے ہیں۔ آپ جس روز مسلمان ہوئے چالیس
 ہزار نقد آپکے پاس تھا سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت سے آرزو تھی کہ کوئی
 نیک کام ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کریں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں حبش عسرت کی تیاری
 ہوئی اُن دنوں میں آسودہ تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تنگ تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ موقع ابوبکر رضی اللہ
 عنہ سے بڑھنے کا اچھا ہوا اور میں اپنی آدھی جائداد بیکہ بارہ ہزار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں لایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی کل جائداد بیکہ بارہ ہزار لاکر حاضر کیا یہاں تک کہ ضروری لباس تک
 بھی باقی نہ رکھا اور بویا کر کے گرد لپیٹ کر رسی سے باندھ لیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا
 کرای عمر رضی اللہ عنہ تو نے عیال کے لیے کیا چھوڑا میں نے عرض کی یا رسول اللہ جتنا لایا اتنا چھوڑ
 آیا ہوں۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا انھوں نے عرض کی کہ میں اپنے اور اپنے عیال کے
 لیے خدا پاک کو چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تیرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اتنا ہی
 فرق ہے جتنا تمھارے کلام میں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ سب لوگوں کے احسان کا بدلہ ادا کر دیا
 مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسانوں کا اجر اللہ ہی ادا کرے گا کیا یہ بزرگی کا کم ثبوت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو امت کے لیے جو لا اِلهَ اِلَّا اللهُ میں امید بخش ہو وہی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی
 اللہ عنہ کی محبت میں ہو اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت کے سب دروازوں سے بلائے جائینگے۔ آپ
 سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اعلم تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں آپ کو
 امام بنایا احقہم بالا مامۃ اعلمہم (جو زیادہ علم رکھتا ہو وہی امامت کے لیے زیادہ سزاوار ہے) حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تو
 ہمیں باقی امور میں خلیفہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدا کے خوف سے
 بہت رو دیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں کئی بات پر تکرار ہوئی۔ آپ نے
 معافی مانگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب نہ دیا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس آکر روئے اس عرصہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی نادام ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے حضور میں آکر سامنے کھڑے ہوئے۔ سرور کائنات نے سُنہ پھیر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 دائیں جانب آئے پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ کی جب بائیں جانب گئے تو پھر حضرت

نہ تھک پھیر لیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ نادام ہوں اور آنجناب کے غضب سے
 بناوا لگتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ایسے یار کی دل شکنی کرتے ہو جو سب سے
 پہلے خدا کے پیچھے دین پر ایمان لایا۔ اور مجھے اپنے جان و مال سے عزیز سمجھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زانو
 کے بھل کھڑے ہو کر بار بار عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ہی زیادتی تھی میری ہی
 زیادتی تھی گویا اپنے ہی آپ کو تقصیر وار ٹھہراتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تکبر کی
 نبت سے تہ بند نیچے رکھیکا اگ بین جلیگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میرا تہ بند لٹک جاتا ہو حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو تکبر و ن من سے نہیں ہو۔ ایک دن آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنا ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ پکڑے ہوئے تھے تو آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بھی ہم اس طرح اٹھیں گے اور فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ جب طرح
 تو میرا غار میں رفیق تھا۔ عرض کو شہ پر بھی ہو گا جب یہ آیت اتری یا یتھا النفس المطفئۃ الخ یعنی نیک
 بند و نیک موت کے وقت کہا جاتا ہو۔ اے آرام کرنے والی روح خوشی سے اپنے خدا کی طرف آ۔ نیک بندوں
 جنت میں داخل ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ وہ کیا ہی اچھے لوگ ہونگے جنکی
 شان میں یہ آیت اتری ہو۔ کاش میں بھی ان میں سے ہی ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو خاطر جمع رکھ تو بھی اٹھیں میں سے ہو۔ اے ابراہیم اصحاب با وقار کا رتبہ جنکی
 فضیلت میں اس قدر بشارتیں اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں کیا کہا جاوے۔ جگہ پیچھے خود پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ
 علیہ وسلم نماز پڑھتے اور جنکی نسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی
 کی ایک گھڑی میری زندگی بھر کے اعمالوں سے بڑھ کر ہو۔ بعد وفات سرور کائنات سب کے سب مسلمانوں
 نے کثرت رائے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا۔ خلافت کی بیعت لینے کے بعد آپ مسلمانوں کو مخاطب
 کر کے وعظ فرمایا جبکہ خلاصہ یہ ہو کہ اگر میں خدا اور خدا کے رسول کے احکام پر چلون تو میری اطاعت کرنا
 ورنہ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میرا حکم نہ ماننا۔ میں عزت کے لیے خلافت کا خواہان نہیں ہوں۔ چونکہ
 سب نے باتفاق یہ خیال کیا ہو کہ بیعت نہ لینے سے انتظام بگڑتا ہو اور فساد کا اندیشہ ہو اسلئے مجبور ہوں
 مجھے کسی بات کی خواہش نہیں۔ جس سب ملے چاہو۔ خلیفہ بنا لو۔ اور سب سے پہلے میں اس شخص
 کو جسکی خلافت پر آپ سب متفق ہو جائیں گے خلیفہ تسلیم کرونگا۔

جملہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے ہم تن ایک زبان ہو کر کہا یہ آپ ہی کا حصہ ہو۔ آپ کی حیات میں ایسا کون ہو جسے اسکے لائق سمجھا جاوے یہ شک فرمایا اللہ صلی علی محمد و آلہ وسلم علیکم و دوسرے دن آپ نے خلافت کا کام شروع کیا اور سب سے پہلے شام پر چڑھائی کی ٹھانی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آپ اتنی جلد نہ کریں۔ پہلے اسود بن عیسٰی اور سیدہ کذاب کی خبر لیں کیونکہ ہزاروں آدمیوں کے ساتھ مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ اگر انکی سرکوبی واقعی ہو۔ پر نہ کی گئی تو چاروں طرف بغاوت کا جھنڈا کھڑا ہو جائیگا آپ نے جواب دیا جس جھنڈے کو رسول اکرم نے کھڑا کیا ہو ابو بکر کون ہو جو اسکو اتار سکے فوج کو روانہ کرنے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ سب سے پہلے قبول اسلام اور جزیہ کی نسبت کہنا۔ جو حریت نہ مانے تو مقابلہ کرنا مگر فتح کے بعد پورے خون بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ پورے انکار رفقہ ہونے ہیں۔ بچو نیز آئندہ امید و لگا سہارا ہو۔ اور بہادر و بکی تلواریں کبھی مسترا رات کے گھلے پر نہیں پھرتیں کیونکہ بہادر و بکی عورتوں کے برخلاف آوار اٹھانا غیرت کا باعث ہے۔ باغیوں نے یہ دیکھ کر کہ سیدہ اسلامی عجات شام کو گئی ہو۔ اور باقی متعدد آدمی رہ گئے ہیں چڑھائی کی۔ مدینہ منورہ محصور کر لیا مگر اللہ ری شجاعت۔ دو ہی ذہین

سلا مورخین کہتے ہیں کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت پر چھوڑا ہوا کہ خلیفہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شمس پڑا اور سی پلے بعض اصحاب رسول کے رط کے دن بنی ساعدہ کے صف پر اس شخص سے جمع ہوئے کہ اپنے گروہ میں سے کسی شمس کو اپنی تختی کر دیں۔ سعد بن عبادہ جو غزنی قبیلے کے شیخ اور سردار تھے اور وہ بنی ساعدہ کے تشریف لائے اور کہا کہ اگر جماعت انصار جو فضل و مرتبہ ملو دینا حاصل ہو دوسرے قبیلوں کو نہیں۔ دشمنوں پر نہیں۔ سب سے زیادہ شدت دکھائی اہل عرب نے چاروں نام چاہتے تھے ہی تو ان کے سایہ میں اطاعت قبول کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ وفات تک جسے راضی اور خوشنود ہوئے بنی ابی امارت و ریاست تھا راضی ہوا اسکو دوسرے ملو نہ دینا چاہیے کہ سعد بن عبادہ کے خلیفہ نے جماعت انصار میں ایک بڑا اثر پیدا کیا اور یہ تھا کہ انکے ہاتھ پر بیعت کی جائے اور قریش کو خبر لگی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر تھے حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما سے اجازت لیکر سفید بنی ساعدہ میں پہنچے دیکھا کہ سعد اپنی خلافت بنایا خطبہ پڑھ رہے ہیں انصار نے ابھی اپنا اتفاق نہیں کیا تھا کہ سعد نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اپنی تقریر ختم کی حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ اگر وہ انصار تم نے سنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایت میں قریش یعنی بادشاہ قریش میں سے ہونے بعد کھنگو بسیار آخرا پر قبیلہ شہر اکلیفہ قریش میں سے ہو حضرت عمر نے کہا میں ابوبکر سے تر کہیوں نہیں جانتا انھیں سے بیعت کرتا ہوں اور مسیوق بیت بھی کر لی بالاتفاق حضرت ابوبکر خلیفہ ہو گئے کیونکہ قریش اشرف قبائل عرب میں ہونے کی وجہ سے کسی دوسرے قبیلہ کے تحت امر نہیں کئے جاتے جو لوگ اس مجمع میں شریک تھے اہل سفیدہ کھلائے اسوجہ سے کہ انھیں مدینہ کے بیان ایک مکان سفید بنی ساعدہ مشہور تھا جب کسی ضروری کام میں مشورت کرنی ہوتی تھی تو وہاں کرتے تھے چنانچہ یہ مجمع بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے اسے میں منعقد کیا تھا مگر انکا مریاب رہے ۱۲

سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ طلحہ اور سیلحہ جو اسلام کی بچ کئی پرانہ تھے۔ حضرت خالد سیف اللہ کے ہاتھوں قزاقوں نے لٹا کر پونچے باقی دور دور کی قومیں بھی جو مخالفت پر اڑی بیٹھی تھیں اپنی پاداش کو پونچنے کے بعد بغاوت فرور کرنے پر مجبور ہوئیں۔ ان باغیوں کی بڑی خواہش یہ تھی کہ زکوٰۃ اڑا دیا جائے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ پانچوں رکن اسلام کا زکوٰۃ جو سیلحہ (کذاب) نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ چالیس ہزار آدمی بھی جمع کر لیے اور باتوں کے سوا کلام اللہ کی چند سورتوں کے معنی اسطور سے لکھ کر پناہ بخدا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو تلقین کے لیے بھیجا جو پوری کامیابی کے بعد واپس آئے۔ ثنی بن حارث خالد عیاض رضی اللہ عنہم سواد اور المہر سے گذر حیرہ میں پونچے اور ایلہ کے حاکم ہر فرشاہ ایہ ان کے نائب کو دعوت اسلام دی وہ سننے ہی آگ بگولا ہو گیا واقعات کی اطلاع شاہ کو دی اور خود مقابلہ پر نکلا مگر ساری شہنشاہی جاتی رہی جبکہ سیف اللہ کی تلوار سے قمر جہنم میں پونچا۔

سردار کی موت نے سپاہیوں میں ہل چل ڈال دی۔ آخر فوج کے پاؤں اکٹھے کئے شاہ ایران نے ایک بے تعداد فوج ہر فرنگی مدد کو بھیجی تھی۔ مگر خالد رضی اللہ عنہ نے اُنکے بھی دانت کھٹے کر دیے۔ شاہ بکلاہ ہزیمت کی

سیلحہ کذاب کی نسبت مورخین کہتے ہیں کہ پھر قلم اور خلیج فارس کے درمیان پناہ کے زرخیز صوبہ میں ایک شہر میں سیلحہ نے دعویٰ نبوت کیا اور قوم حنیفہ نے جو ان آباد تھی اُسکی تصدیق کی اسکی شہرت سکر ایک عورت وغیرہ نبوت اسکے پاس آئی اس عورت کا نام حنان بنت حارث تھیں جس نے خلیفہ اول کے بعد میں دعویٰ نبوت کیا اور چند قابل نے اسکے دعویٰ کی تصدیق کی اسکے بعد وہ سیلحہ کذاب کی ملاقات کے لیے گئی اور علیحدہ دونوں ایک غیر میں ہکلام ہوئے سیاح نے سیلحہ سے پوچھا کہ آپ پر کیا وحی نازل ہوئی ہوئے یہ آیت پڑھی ”اللہ تو الی ربک کیف ضل ربک بالجملی اخرج منها نسمة لشیعی من بین صفا وغشی“ مایا تو نہیں دیکھا طرف پروردگار اپنے کے کیا کام کرتا ہے جس نے الی سے نکالتا ہو اُس میں سے روح دور تری ہو یزدون اور بجا ہوں سے جب یسن پکلی تو پھر التجا کی کچھ اور سنایے۔ اسوقت سیلحہ نے یہ آیت پڑھی۔ اللہ تو ان اللہ خلق النساء را فوا جاجا وجعل لوجال لمن اذوا جاجا فتولج فیہن ایلا جاجا ثم تلخرج ما شئنا اخرجنا فیلتجی لنا اثنا جاجا۔ کیا نہیں دیکھا ہر نوکر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا عورتوں کو ذی فرج اور بنایا مردوں کو انکے خاندن۔ پس وہ دخول کرتے ہیں دخول کرنا۔ پھر نکالتے ہیں ہم جو چاہتے ہیں نکالتا۔ اور یعنی جن وہ عورتیں ہمارے اسطے پہنچے۔ جب یہ آیت بھی سن چکی تو کہا کہ بیک تو نبی اللہ کا ہے۔ پھر سیلحہ اُس سے جارج کا خواہاں ہوا تین روز اسکے پاس قیام کر کے اپنی قوم کی طرف چلی گئی اور حضرت معاویہ کے عہد خلافت میں وہ مسلمان ہو گئی اور ابھرہ سے روانہ ہوئی اور وہیں وفات پائی۔ سیلحہ کے دانت یا کتاب کا یہ کم فحش جملہ تھا جو چاہنے بیان کیا۔ سیلحہ کذاب نے اپنی نبوت کے غور میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا تھا کہ آؤ رے زمین تقسیم کر لیں اس جملہ کو سکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیلحہ کو بڑی حقارت سے جواب دیا لیکن اس کذاب کی جلد ترقی نے آپ کے جانشینوں میں خوف و خطر ڈال دیا۔ چالیس ہزار مسلمان حضرت خالد کے مجتہد سے ملے حج ہوئے اور اپنے دین کے قیام کے معاملہ کو ایک قاطع لڑائی پر چھوڑ دیا پہلے حملہ میں ان کو زک ہوئی اور بارہ سو غازی شہید ہوئے لیکن اسکے سپہ سالار خالد بن ولید کی استقلال اور بہادری غالب آئی پہلے شکست کے بدلہ میں بارہ ہزار مشرکوں کو قتل کیا سیلحہ کو ایک حبشی غلام نے اسی نیرہ سے مار ڈالا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا ۱۲

خبر شکر بہت ہی جھنجھلا یا بہن کے زیر نگران ایک جبری لشکر بھیجا مگر سیف اللہ کے سامنے اُسکے ہتیار جوہر نہ دکھلا سکے آخر ساری گرا گری اگل کی طرح سرد ہو گئی۔

اہل اسلام کو حکام عجم نے سخت تنگ کر رکھا تھا شعی بن حارثہ شیبانی کو انکی سرکوبی کے لیے بھیجا جنھوں نے ذہ کو فہ مع مضافات فتح کیا اور بعدہ انصار و مہاجرین کے مشورہ سے خالد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور شعی کو لکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ دس ہزار سوار لیکے آتا ہے۔ اُنکے ماتحت کام کرنا۔ اور سہ وہ کیا ہی مبارک زمانہ تھا کہ شعی کا دل بالکل میلانہ ہوا اور خوشی خوشی فرمان امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو پڑھا اور بعد ازاں ایران کے دو مشہور صوبہ دار سواد و جریہ کو شکست دی۔ پھر خراج مقرر کر کے انکی جان بخشی کی۔ اور آگے بڑھے تو دہی ہر فرس سامنے ہوا۔ مگر بار اگیا یہ فتح نمایان دیکھ کے ابوزک کے حاکم فاران سے نہ رہا گیا انتقام کی ٹھانی برق و باد کے طوفان کی طرح چڑھ آیا مگر جبکہ پلہ خدا ہوا اسکی کوئی کیا برابری کر سکتا ہے۔ بہادران اسلام نے وہ پچھاڑا کہ پانی پینے کی فرصت نہ ملی۔ اور وہ میں ہزار فوج کو یا تھی ہی نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں یہ خبر سن کر کہا۔ خالد رضی اللہ عنہ جیسا آدمی روئے زمین پر پیدا ہونا محال ہے۔ اب کیا تھا بہادران کے دل اور بڑھے اور وہ سچے خدا ترس اور خدا شناس جو اشاعت اسلام کی واسطے گوہر جان بھی قربان کرنا چاہتے تھے۔ حوصلہ پکڑ گئے چند ایک شہر اور فتح کیے اور کسر کو معاف لکھ دیا کہ خدا تعالیٰ نے تمھاری فتح کے دھوین اور اسیلے ہن اسلامی بہادروں کی جرأت اور بہت و شجاعت کا امتحان کر چکے ہو مختصر یہ کہ یا تو اسلام قبول کرو اور یا جزیہ پر راضی ہو جاؤ ورنہ تو میں آتا ہوں چار شخص حصار رضاب۔ فرائض۔ قحط و کبریٰ پر منتخب کر کے لشکر کے ساتھ بھیجے۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن عباس۔ مالک سے۔ فاطمہ بن۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حص پر۔ زید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ دمشق پر۔ شرییل بن۔ خالد رضی اللہ عنہ اردن پر حملہ آور ہوئے خود ہر قتل کا بھائی ستر ہزار فوج سے عمرو کے مقابلہ پر آیا انھوں نے دس آدمی تمام حجت کے لیے ہر قتل کے پاس بھیجے۔ جبکہ قیصر کے محل کے قریب پہنچے تو اس زور سے تکیہ کری کہ قیصر کو بج گیا اور جب قیصر کے سامنے پیش ہوئے تو روم کے مروجہ دستور کے برخلاف بادشاہ کو نہ مجرا کیا نہ سلام۔ قیصر دل میں بہت جلا آئے نہ رہ سکا اور وجہ پوچھی یہ بولے کہ سلام صرف اسلام ہی کا خاصہ ہے۔ اُدھر خالد سیف اللہ کو خلیفہ کا فرمان ہوا کہ عراق شعی کے حوالہ کر کے یا نہ کی فوج کے ساتھ ابو عبیدہ سے جاملو۔ قلعہ پر قلعہ تصرف میں لا کر بصرہ پہنچے اُسے بھی بہت ہی جلدی فتح کیا۔ بہادران اسلام کے دل بڑھے ہی ہوئے تھے۔ صرف

ستر ہزار نے وہ فتح نمایان کی جس سے یوسپ بن اسلامی ڈنکچ گیا۔

اودھر سلطان دمشق کے محاصرہ پر تلے ہوئے تھے قلعہ والوں نے جب سنا کہ میں ہزار فوج مرد کو آ رہی ہو اور خالد رضی اللہ عنہ کے سامنے کچھ پیش نہیں جلتی تو بہت گھبرائے۔ ہر قل ہی ایسا کمان تھا جو اوستا خاموش ہو رہتا پورے تین لاکھ سوار اہل اسلام کے مقابل میں بھیجے یہ موک کے میدان میں جنگ کی ٹھہری کسی نے کہا اب تو ہماری تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہو خالد رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا آپ کیا کہتے ہیں خدا چاہے تو تھوڑے ہی بہتوں کے لیے کافی ہیں خدا پر بھروسہ کرنا اور دل نہ ہارنا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے وہ منجھلے سو بہادر منتخب کیے جو بدر کے موقع پر موجود تھے اور اُن سے کہا میں آپ کو لڑانا نہیں چاہتا بلکہ مشورہ کرنا منظور ہو آخر کثرتِ رائے سے حملہ کی ٹھہری ابھی ہلہ بولنے کو ہی تھے کہ مدینہ سے قاصد آیا اور آپ کے کان میں کہا کہ امیر المومنین صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہو آپ نے پوچھا اب میرا کون ہو قاصد نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مناسب یہ ہی ہو کہ اس بات کو طاهر نہ کیا جاوے ورنہ لشکر میں فتنہ پڑ جائیگا بہادروں کا دل ٹوٹ جائیگا تم بھی چپکے رہو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سمیعہ پر یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ میسرہ پر تھے اور خود قلب لشکر میں۔ پھر امیر اکبر کا نعرہ بلند کر کے دشمن پر جا پڑے دونوں طرف سے خوب مقابلہ کے بعد مسلمانوں کی فتح ہوئی اور غنیمت کا بہت سا مال اُن کے ہاتھ آیا۔ جب سارا اسباب جمع ہو گیا تو خالد رضی اللہ عنہ عسکریہ میں جمع کر کے حضرت امیر المومنین صدیق کی وفات اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقدیری کا حال بیان کیا۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین نے آپ کو سپہ سالار مقرر کیا ہو اور دوسرے افسر و نکو مطالب کر کے کہا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نائب کی اطاعت کرنا فرض ہو۔ اس اطاعت کا بد یہی ثبوت حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس طرح دیا کہ جب قدر لوٹ کا اسباب تھا سب اُن کے حوالہ کیا اور سب سے پہلے آپ اطاعت کی۔ پھر کیا تھا سب نے اُس سے سپہ سالار کو بالاتفاق سپہ سالار تسلیم کیا۔ =

فنی رضی اللہ عنہ نے عراق میں خوب تسلط جالیا تھا اردشیر کا بیٹا شہر بار تیس ہزار کے ساتھ آیا مگر فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور اپنا سامنہ لیکر واپس ہوا اچھا ہوا کہ اس کا باپ فتح و شکست کی خبر سننے کے بغیر ہی مر گیا ورنہ خدا جانے اس شکست سے کیا داغ نصیب ہوتا۔

حضرت ہشام بن عبد مناف نے کھانے میں زہر دبے رکھا تھا جبکا اثر اگرچہ فوراً معلوم نہ ہوا مگر برابر

سال بھر تک تکلیف رہی۔ ایک دفعہ سخت بخار تھا شئی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں خبر لگی اُسے اپنا ایک نائب مقرر کر کے خلیفہ کی زیارت کیو واسطے مدینہ کی راہ لی۔ آپ نے سارا حال سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا چونکہ یہ وہاں کے حالات سے بخوبی واقف ہیں اسلیے آپ انھیں ہی حاکم مقرر کرنا =

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پورے دورانِ دیش تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کل تحریر کا کام تھا آپ نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے ارشاد فرمایا کہ لکھو میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ المومنین مقرر کیا ہے اسکی اطاعت کرنا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اُسکے بعد یہ دعا مانگی۔ خداوند ایزد اپنی راے کے موافق بہترین امت کو خلیفہ بنایا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی حمایت نہیں کی اسی پروردگار تو خود ان پر خلیفہ اور محافظ رہا۔ سب سے بندے ہیں یا الہی عمر رضی اللہ عنہ کو توفیق دے کہ رعیت کا کام سنو اور پیغمبروں اور صالحوں کی سیرت پکڑے یہ فرما کر عہد نامہ پر مہر کی۔ وفات کے پہلے کسی شخص نے عرض کی کہ حضرت اگر حکم ہو تو طبیب کو لاؤں۔ فرمایا میرے طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے اور کتا ہے اسی خیال میں لاؤں (جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں) پھر آپ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلوا کر کہا میں نے تمھیں خلیفہ بنا دیا ہے میں نے عرض کی مجھے حاجت نہیں اور نہ میں اس لائق ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ کو توخت کی حاجت نہیں مگر خلافت کو تیری بڑی حاجت ہے علاوہ اور باتوں کے آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رعیت کے بارہ میں بہت وصیتیں کیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وفات کا وقت قریب تھا تو میں روتی تھی اور کہتی تھی کہ الہی یہ کیسی سخت بیماری میرے باپ کو لاحق ہوئی ہے جب آپ ہوش میں آئے تو فرماتے مئی نہیں ہرگز نہیں بلکہ جاعت سکوت الموت بالحق ذلک ما کنتم منہ لیحد = (اپنی موت کی تلخی ساتھ سچ کے یہ وہ امر ہے کہ تو اس سے ڈرتا تھا) آپ نے پوچھا بیٹی رسول خدا کو کتنے کپڑوں سے کفن دیا تھا۔ عرض کی اباجان تین میں۔ اسکے بعد پوچھا میرے سردار نے کس دن وفات پائی اور آج کو نسا دن ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی پیر کے دن اور آج بھی پیر ہی ہے۔ یہ سن کر آپ خوش ہوئے۔ اور فرمایا بس میرا کوچ بھی اس جہان فانی سے آج ہی ہو گا بیٹی یہ زعفران کا داغ جو کپڑے میں ہے اسے دھو لینا اور دو اوپر کپڑے زیادہ کر کے مجھے کفنا۔ اسکے بعد اپنے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میری اوتنی اور لکڑی کا پیالہ عمر رضی اللہ عنہ کو دیدینا کیونکہ یہ بیت المال کا حق ہے۔ خلافت میں سفر و حضر کے لیے مجھے صرف اتنی حاجت تھی اسلیے میرے پاس تھا اب میرا نہیں ہے اور فرمایا تجھ کو میری زوجہ مبارک

غسل دیوے۔ عبد الرحمن یا عبد اللہ مدد کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ جنازہ پڑھا وین اور کوئی دوسرا شخص میرا جسم پر ہنہ نہ لکھے یہ فرما کر دنیا سے ناپاؤدار سے مولیٰ جل شانہ اور نعیم مقیم کی طرف سدھارے انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ اور باپ آپکے ابوقحافہ کے نام عثمان تھا سال فتح مکہ کے ایمان لائے اور چودھویں سال میں حضرت ابوبکر الصدیقؓ کے چھ مہینہ اور چند روز بعد وفات پائی اور عمر انکی ستانوے برس کی تھی اور خلافت صدیق رضی اللہ عنہ دو سال و چند مہینے رہی اور عمر شریف آپکی ترسیلہ برس موافق عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئی جب آپکی وفات کی خبر آپ کے باپ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو پہونچی کچھ تغیر ان میں نہ آیا اور کہا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی آپکی چار بیویاں تھیں۔ دوزانہ جاہلیت کی اور دوا سلام کے وقت کی۔ جنکے نام یہ ہیں۔ ام رومان رضی اللہ عنہا جو عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں۔ اسار بیوہ جعفر طیار محمد بن ابوبکر کی ماں۔ حلبہ اور قبلہ۔ اور آپ رضی اللہ عنہ معتدل قد خوش روئے تابان جمال نہیفت لبدن نہیفت خفا اور آپکے رخساروں میں رگین نہتھیں آپکے فضائل بیشمار ہیں اس مختصر میں گنجائش نہیں اور آپ نے بروز جمعہ ۲۳ جمادی الثانی ۳۰ ہجری میں وفات پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئے۔

قال المؤلف

ابو بشاری چغتستان ستایش حق پروردہ والا شکوہ صاحب ناموں عرب نخستین یکہ تازمیدان خلافت سیدنا ابوبکر رضی اللہ

قصیدہ

کہ ہے منون زمین تا آسمان صدیق اکبر کا
غضب پھولا پھلا ہے گلستان صدیق اکبر کا
جو سیح پوچھو نبی ہے رتبہ دان صدیق اکبر کا
خدا جانے تھا کیا صدق بیان صدیق اکبر کا
گواہ برتری ہے اک جہان صدیق اکبر کا
عجب ہے جان نزاری کا بیان صدیق اکبر کا
نہ ثانی نے شریک عزو شان صدیق اکبر کا
یہ ادنیٰ ہے سخاوت کا بیان صدیق اکبر کا
خدا تھا مہربان سامہربان صدیق اکبر کا

نہیں ممکن کہ ہو ترسہ بیان صدیق اکبر کا
بہار جانفزا خاک ہے اسکی آبیاری کا
خدا نے مصطفیٰ کا یار غار اسکو بنایا تھا
نے عشق محمدؐ سے کیا سرشار عالم کو
اولوالعزمی خدا نے اسکی فرمائی ہے قرآن میں
حنین و بدر میں جنگ احد میں اور عقبہ میں
خدا کی سب خدائی میں نبی کی مصطفائی میں
خدا کی راہ میں گھر بار تک اپنا لٹا دینا
دل و جان سے فدا ہے نام پاک مصطفیٰ کا تھا

عجب کچھ حال تھا از نہان صدیق اکبر کا دو عالم میں رہیگا یہ نشان صدیق اکبر کا بنی کیونکر نہ ہووے مدح خوان صدیق اکبر کا بنی کا جسم تھا سب جسم و جان صدیق اکبر کا خدا شاہد خدا ہے مدح خوان صدیق اکبر کا	فنا نے اسدین فانی بقا باسدین باقی امامت کا نہ کیونکر فخر ہوا سکو چیمبر سے کلام اسد بھی حق ہو خلیفہ بھی وہ برحق ہے بہر صورت بنی کے عشق میں وہ محو تھا ایسا کلام اسد شاہد ہے کہ وہ صدیق اکبر ہے
---	---

ظہیری حضرت صدیق کی کیونکر صفت کیجیے
خدا اوصاف ہے مدح خوان صدیق اکبر کا

ذکر اعمال و قصات زمانہ خلافت سیدنا ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ

آپ کے عہد خلافت مہمدین - قاضی مدینہ طیبہ حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور کاتب
حضرت عثمان بن عفان و حضرت زید رضی اللہ عنہم تھے اور عامل مکہ شریف حضرت عتاب بن اسد رضی
اللہ عنہ - اور عامل طائف حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے - اور عامل صنعاء مہاجرین
ابی امیہ رضی اللہ عنہ - اور عامل حضرموت زیاد بن ولید رضی اللہ عنہ - اور عامل بحرین حضرت جریر رضی اللہ
عنہ - اور عامل سواد عراق حضرت مشنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور عامل شام حضرت ابو عبیدہ بن الجراح
و شرجیل و زید بن ابوسفیان تھے = منقول ہو کہ یہ تینوں صلح تحت امر و نبی حضرت خالد بن ولید میں تھے
اور حین وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خالد رضی اللہ عنہ محاصرہ دمشق میں مشغول تھے -

سیدنا عمر بن الخطاب العدوی القرشی رضی اللہ عنہ

تمام آپکا عمر اور کنیت آپکی ابو حفص اور لقب آپکا فاروق سب سے پہلے آپ ہی امیر المومنین مشہور ہوئے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگ خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے امیر المومنین کا لقب آپ ہی کی وقت میں مستعمل ہوا پھر
اُس کے بعد تمام عربی النسل سلاطین خلیفہ اور امیر المومنین کہلائے اسوجہ سے کہ امیر المومنین کے معنی ہیں
مسلمانوں کا سردار حضرت عمرؓ نے ارزاہ انکسار اپنے لیے یہ لقب اختیار کیا اور مسلمانوں سے کہا کہ خلافت
رسول کے لایق تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے میں تو محض تمھارا سردار ہوں، آپ قوم عدوی سے
ہیں اور عدوی ایک ملین ہو قریش میں اور ملین سینے بیکب گردہ جو جمع ہوتے ہیں نسب میں ساتھ پانچ دہا سونگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعب بن لوی بن آپ اشرف قریش سے ہین ایام جاہلیت میں آپ سفارت و رسالت کا کام انجام دیا کرتے تھے اور تھے آپ سفید روبرخ چشم بلند قد اونچے لوگوں میں ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا آپ وٹ پر سوار ہین اور لوگ پیادہ پاہین = وہب بن منبہ نے کہا کہ نصف آپ کا تو ریت میں یون آیا ہو کہ قرن حدیث شدہ این یعنی وہ بڑا چھوٹے پہاڑ کے ہوتی ہو سخت ہو اور امانت دار ہو حضرت عمر فرماتے ہین کہ میں اسلام لانے کے پہلے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینے کی غرض سے گھر سے نکلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجد میں تشریف لیا ہوا چکے تھے میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا آپ نے سورہ الحاقہ شروع کی۔ مجھے ترکیب قرآن سے بہت تعجب ہوا میں نے کہا یہ شاعر ہین جیسا کہ قریش کہتے ہین تو آپ نے یہ آیت پڑھی کہ بیشک یہ قول ہو رسول کریم کا۔ اور یہ شاعر کا قول نہیں ہو۔ نکو ایمان کہ ہو میں نے کہا کہ کاہن کا قول ہو آپ نے پڑھا اور نہ کاہن کا قول ہو۔ تم سمجھتے کہ ہو۔ پروردگار عالم کا امارا ہو ہو۔ اور اگر ہمپر بہتان باندھے تو دایمان ہاتھ پکڑ کے اسکی شہرگ کاٹ ڈالین۔ اور کوئی روکنے والا نہیں ہو ختم سورہ نک۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ اسلام میرے دل میں تیر گیا۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کے قلب و زبان میں رکھ دیا ہو اور وہ فاروق ہو۔ اللہ نے اسکے ذریعہ سے حق و باطل میں فرق کر دیا ہو۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے سبب پھیلا اور انکی ہجرت مدد۔ اور انکی خلافت رحمت۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم لوگ گھر میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو قریش سے لڑے قریش نے ہم لوگوں کو چھوڑ دیا ہلوگ نار پڑنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سب لوگوں نے چھپکے ہجرت کی اور عمر رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کی تو تلوار باندھی تیر و کمان لیا۔ اور خانہ کعبہ کا طواف اطمینان سے کر کے دو گانہ مقام ابراہیم میں ادا کیا۔ اور قریش کے حلقوں میں جا کر فرمایا کہ جسے اپنی بی بی کو رائیچون کو تیمم۔ اور مان کو غم فرزند دینا ہو وہ مجھے اس وادی کے باہر اگر لے۔ اور آپ روانہ ہوئے کیسے آپ کا تعاقب کیا۔ بدر و احد خندق خیبر ہجرت البرصوان فتح حنین وغیرہ آپ سارے غزوات میں شریک تھے۔ اور کفار پر بہت سخت تھے۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اگر علم عمر رضی اللہ عنہ ایک پلے میں رکھا جاتے۔ اور جہان کا علم دوسرے پلے میں تو علم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاری ہو۔ آپ کا رعب بھی سب سے زیادہ تھا۔ حضرت طلحہ فرماتے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ ہم لوگوں سے پہلے نہ تو مسلمان ہوئے اور نہ پہلے ہجرت کی مگر سب سے زیادہ بے پروا اور آخرت کی طرف راغب تھے۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کرتے میں چار ہونڈ میں نے دیکھے۔

ایک دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ ایک تہ بند باز سے تھے حسین چمر لگا پوند لگا ہوا تھا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا اور صحابہ کچھ اور اسے دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ اور اسے دیتے تو قرآن شریف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق نازل ہوتا جیسے قیدیان بدر کے بارے اور امہات المؤمنین کی پردہ نشینی کے بارہ میں اور شراب کی حرمت کے بارے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تجھے شیطان ڈرتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے تھے جنکو خدا سے الہام ہوا کرتا تھا اگر میری امت میں کوئی ہوگا تو عمر ہوگا تو وہ عمر جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخر عہد میں ایک سند خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام لکھ کر مہر لگا کر سب لوگوں سے اُسپر بیعت لی اور بعد رحلت حضرت صدیق اکبر خلافت فاروقی ہوئی۔ آپکے عہد میں دین و دنیا میں روز افزاں ترقی ہوئی بہت سے شہر اور ملک فتح ہوئے اسبوجہ سے عدل عمری مشہور ہو۔ عراق شام مصر جزیرہ آفریقا دیار بکر ارمینہ اور فارس اور خورستان وغیرہ سہمی کے عہد خلافت مہد میں فتح ہوئے بلکہ آپکے عہد خلافت میں مسلمانوں نے چھتیس ہزار شہر یا قلعہ فتح کیے۔ چار ہزار گرجے یا مندر رسما کر دیے اور نماز کے لیے ایک ہزار چار سو مساجد تعمیر کیں اور لوگوں کو بہت کچھ مال و متاع دیا مگر اپنے متین بن نہ ایک مزدور اور عام لوگوں کے سمجھا اور بیت المال کو مسلمانوں کا مال سمجھا ہاں دفعہ نہوایا اور ان میں علی قدر مراتب سب کے نام لکھوائے حسین بنی ہاشم کو سب سے پہلے لکھوایا پھر اقرب فالاقرب اقربا بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو مندرج کیا۔ ایک تہ اپنے ایک سفر حج کی آمد و رفت میں ۸۰ درم صرف کیے تھے بعدہ کف افسوس ملنے لگے کہ کہیں خدا کے مال میں اسراف نہ ہو گیا ہو۔ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ اپنی کتاب راحت القلوب میں فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان میں آفتاب کی جانب پشت کیے ہوئے اپنا خرچہ مبارک سی رہے تھے تھوڑی دیر میں تابش آفتاب سے جسم مبارک گرم ہو گیا اپنے بنظر غضب سمت آفتاب کے دیکھا۔ فوراً آفتاب سیاہ ہو گیا کہ جس سے تمام عالم میں تاریکی ہو گئی اس واقعہ سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام منبر لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آفتاب کی گرمی حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کو سخت معلوم ہوئی اور اپنے آفتاب کی جانب بنظر قہر سے دیکھا لہذا خدا تعالیٰ نے آفتاب کو بے نور کر دیا۔

اگر سیدنا عمر آفتاب کا قصور معاف فرمائیں تو پھر نور آفتاب کو نصیب ہو والا قیامت تک یہی تاریکی رہے گی حضرت رسول ﷺ نے آپ کو اپنے پاس طلب فرما کر سفارش آفتاب کی کی آپ نے آفتاب کی خطا معاف فرمائی اسی وقت آفتاب نے دوبارہ نور پایا۔ اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے اپنے عہد خلافت میں سلطان روم سے خراج طلب فرمایا۔ سلطان نے انکار کیا اور اپنے کئی جاسوس اس غرض سے مدینہ کو روانہ کیے کہ ارادہ حقیقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ دریافت کریں جب یہ جاسوس مدینہ منورہ پہنچے دیکھا کہ آپ اپنے مکان میں بیٹھ ہوئے خرقة سی رہے ہیں یہ امر دیکھ کر جاسوسوں کے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ شخص کب اس لایق ہو کہ سلطان روم سے خراج طلب کرے۔ آپ نے کشف باطنی سے انکا خیال دریافت فرما کر ارشاد کیا کہ خراج بھی قیصر روم سے لائے ہو اسکے سنتے ہی جاسوسان کے جسم میں لرزہ اگیا اور ساری تعیقت عرض کر دی آپ نے کوڑہ اٹھا لیا اور قیصر کی جانب رخ کر کے ہوا پر مارا اور فرمایا کہ سر قیصر میں نے غلطیہ کر دیا۔ یہ سن کر وہ لوگ واپس چلے گئے ہنوز راہ میں تھے کہ خبر انتقال قیصر روم اسطور پر سنی کہ قیصر روم تخت پر بیٹھا تھا کہ دفعتہ دیوار شق ہوئی اور اس سے ایک ہاتھ درہ لیے ہوئے پیدا ہوا اور اس زور سے درہ سر قیصر پر مارا کہ سر قیصر علیحدہ ہو گیا۔ نقل ہے کہ ایک درہ آپ ہاتھ میں درہ لیے ہوئے کہیں جا رہے تھے۔ راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا رو رہا ہے آپ نے باعث گریہ دریافت فرمایا اُس نے عرض کیا کہ میرا دھی زمین پر گر پڑا اور زمین نے اُسے نگل لیا۔ آپ نے زمین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہی اس غریب بچہ کا دیدے ورنہ اسی درہ سے انصاف کرو لگا زمین فوراً شق ہو گئی اور وہی سارا اٹھ کر آیا اُس غریب نے اٹھا لیا اور اپنے اپنی راہ لی۔ دریا سے نیل کی آپ کے رقعہ سے جاری ہونے کی نقل مشہور ہے اس دریا کے قریب کے باشندے ہر سال ایک خوبصورت لڑکی دریا میں ڈالتے تھے جب جاری ہوتا تھا ورنہ خشک رہتا تھا آپ کے حکم سے دریا برابر جاری رہا اور یہ جہالت کی رسم بند ہوئی اور آپ کے فاروق لقب ہو نیکی پر وجہ ہے کہ مدینہ میں ایک یہودی اور ایک منافق مسلمان میں جھگڑا تھا یہودی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اسکا فیصلہ ہو جائیگا اس واسطے کہ وہ یہودی سچا تھا اور جانتا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سچے کو بچا کرتے ہیں اور کیسی رعایت نہیں کرتے ہیں آخر وہ یہودی اُس منافق کو حضرت کے پاس لیگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کا حق ثابت کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منافق راضی نہ آیا ہر نکل کہنے لگا کہ چلو حضرت عمر کے پاس کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کار قضا کرتے ہیں لکھا ہے کہ منافق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس غرض سے لیچلا تھا کہ اسلام کی حرمت سے عمر مجھ کو بچا کر دینگے اور میرا

حق ثابت فرما دیئے آخر دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور تمام قصہ بیان کیا یہودی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا حق ثابت فرما چکے ہیں مگر یہ منافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راضی نہیں ہوتا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق سے پوچھا یہ بات اسطرح ہو کیا یہودی سچ کہتا ہے منافق نے کہا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو ہم ابھی فیصلہ کیے دیتے ہیں آپ فوراً گھر میں سے تلوار لے آئے اور منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ارا من ہوگا اسکا یہی حال ہوگا اسوقت حضرت جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ درمیان حق و باطل کے فرق کر نیا لے ہیں اسی روز سے آپ کا لقب فاروق ہوا چنانچہ تفسیر بیضاوی و دیگر تفسیر وین اس آیت کریمہ کی شان نزول میں یوں لکھا ہے (يُؤَيِّدُ وَنَ أَنْ يَتَّخِذُوا إِلَىٰ الظَّالِمِينَ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا وَيُؤَيِّدَ الشَّيْطَانَ أَنْ يُضِلَّهُمْ صُلَا لَا بَيْعًا أَكْ) یعنی ارادہ کرتے ہیں کفار کہ حکم تالاش کریں تو ان سے حالانکہ حکم کیے گئے ہیں انکے کفر کا اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ راستہ بھلا دے انکو خوب راستہ بھلانا = اور آپ کا اسلام نبوت سے چھٹے سال ہی لکھا ہے کہ چالیس یا اسیالیس مرد اور دس عورتیں اسوقت تک مسلمان ہوئی تھیں انکے بعد آپ نے دعوت اسلام قبول کی اسوقت تک مسلمان پوشیدہ عبادت کیا کرتے تھے جب آپ مسلمان ہوئے یہ آیت نازل ہوئی (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) یعنی اونہی کافی ہو چکوا اور جو کہ پیر و تیرے پیچ منوں سے ہیں علانیہ دعوت اسلام ہونے لگی آپ کے اسلام سے دین کو عزت ہوئی اور اہل آسمان نے آپ کے اسلام لانے کی خوشی ظاہر کی۔ آپ کو مہرتین لکھا تھا (کنی بالموت و اعطایا عمر) یعنی کافی ہو نصیحت کو یاد رکھنا موت کا ای عمر = خلافت آپکی ساڑھے دس برس عمر شریف آپکی تریسٹھ سال بحسب قول مشہور ہے = اور بروز وفات حضرت صدیق اکبر ۲۳ ہجری الثانی ۳۰ ہجری کو اجتماع صحابہ آپ خلیفہ ہوئے سب صحابہ نے آپ سے بیعت کی انکے زمانہ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور آپکی وفات ایک سفراتی کے ہاتھ سے کہ نام اسکا لو لو غلام مغیرہ بن شعبہ تھا شہر مدینہ کی مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں چار شنبہ ۲۴ ذی الحجہ ۳۰ ہجری کو آپ کو زخمی کیا اور غرہ محرم الحرام میں آپ شہید ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون آپ سے بہت صحابیوں اور تابعین نے حدیثیں نقل کیں ہیں اور آپ ہی سے مرفوع حدیثیں باسویسٹیس منقول ہیں آپ کے فضائل بہت ہیں اس مختصر میں بوجہ طوالت اسی پر اکتفا کیا =

قال المؤلف

بشارت باسلام و اشاعت بايمان از طلوع شمس مدحت و تبيين آرايش ده گيتى خلافت سيدنا عمر رضی اللہ عنہ

نظم

خدا ہی جانتا ہے مرتبہ فاروق اعظم کا حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے بڑھایا آپ نے دین رسول اللہ کو ایسا بیچکا دین کا دیکھا زمانہ میں قیامت تک درختوں سے سدا باتیں کیا کرتے تھے جنگل میں بنی جان کو پکڑ لیتے تھے اک ادنیٰ اشارہ میں ہمیشہ کنج تنہائی میں رہتے تھے مگر یہ تھا پیر کرنے و عاتق مانگ کر مانگا خدا سے ہے	بشر جانیکا کیسا رتبہ بھلا فاروق اعظم کا کہ میرے بعد ہے رتبہ بڑا فاروق اعظم کا کہ اب تک شور ہے پھیلا ہوا فاروق اعظم کا رہیگا بول بالا جا بجا فاروق اعظم کا جبر پر اور ہی تھا دبدبہ فاروق اعظم کا عجب کچھ حکم تھا ایسا کڑا فاروق اعظم کا کہ یک عالم پر رہتا دبدبہ فاروق اعظم کا خدا نے مرتبہ ایسا کیا فاروق اعظم کا
---	--

طیبری حبلی اللہ و نبی توصیف فرمایا
بشر کا نسخہ کہ ہو مدحت سرا فاروق اعظم کا

ذکر اعمال و قضات زمانہ خلافت حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے عہد خلافت میں حضرت عبداللہ بن خزاعی عامل مکہ معظمہ تھے اور حضرت نافع بن عبد اللہ عامل طائف تھے حضرت
ابو موسیٰ اشعری عامل بصرہ اور حضرت یغیرہ بن شعبہ عامل کوفہ تھے اور حضرت عمر بن العاص عامل مصر اور حضرت عمرو بن
عامل حمص و معاویہ بن ابی سفیان عامل دمشق اور عمرو بن عبیدہ عامل اردن اور علی بن امیہ عامل یمن اور
عثمان بن ابی عائش عامل بحرین اور حضرت عثمان بن عفان قاضی مدینہ طیبہ اور حضرت زید اور حضرت بکر کاتب تھے

سیدنا عثمان بن عفان اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت
عثمان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بدر جانے کا ارادہ فرمایا تو چونکہ حضرت رقیہ بیمار تھیں لہذا
حضرت عثمان کو واسطے بیمار داری حضرت بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے چھوڑا اور بدر کی غنیمت سے آپ کو حصہ دیا
اسی وجہ سے آپ کو اہل بدر سے گنا تو لہذا آپ کا چھٹے سال قبل ہجری اور آپ اسلام لائے پہلے داخل ہونے والے

میں بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور زید بن حارث کے اور تھا اسلام آچکا ابوبکر کی ترغیب لینے
 دعوت سے اور جب آپ اسلام لائے تو آپ کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے آپ کو باندھا اور قید کیا اور کہا
 کہ تو باپ دادا و نکلے دین سے نئے دین میں آیا واللہ میں نہیں چھوڑوں گا تجھ کو جب تک کہ نہ چھوڑے تو اس دین
 کو آپ نے فرمایا کہ میں اس دین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا اور کبھی اس سے جدا نہوں گا اگرچہ میری جان جائے جب
 حکم نے سختی اور مضبوطی آپ کے دین کی دیکھی پس چھوڑ دیا آپ کو اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا صاحبہ زادہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے زمان نبوت سے آپ کے نکاح میں تھیں اور غزوہ بدر میں فوت ہوئیں بعد اُن کے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقد حضرت ابی بنی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا اور نوین سال ہجرت میں
 وہ بھی فوت ہوئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہوتی میرے پاس تیسری بیٹی تو دیامیں عثمان
 کو اور کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ سوائے آپ کے ورنہ بیان کسی بغیر کی اُس کے نکاح میں ہوں اسی سبب سے آپ کا لقب
 و المورین ہوا رضی اللہ تعالیٰ عنہ = اور تھے آپ یہاں قدس خورشید و سرخ و سفید - اور آپ کے منہ پر نشان چھبک
 کے تھے - ریش بزرگ تھی خواصورت لوگوں میں - اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم رضی اللہ
 عنہا سے کہ نکاح کیا میں نے تیرا ساتھ اُس کے جو بہت مشابہ ہو لوگوں میں ساتھ تیرے دادا ابراہیم علیہ السلام کے
 اور ساتھ تیرے باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے = اور آپ کو چاہا اس درجہ تھی کہ گھر کے اندر دروازہ بند کر کے غسل
 فرمایا کرتے تھے اور جب جب چاہا کہ آپ اپنی پشت سیدھی کر سکتے تھے نعلی آکر لے کر لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ
 عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو تشریف لائے آپ بی عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھتے
 ہوئے بیٹے تھے اپنے اُسی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آنے کی اجازت دی حضرت صدیق رضی
 اللہ عنہ کو جو ضرورت تھی ادا کر کے روانہ ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے انکو بھی اسی طرح باریابی
 کی نوبت پہنچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے بھی اجازت حاضری چاہی میری
 خبر نہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے سے اٹھ بیٹھے اور فرمایا ای عاتشہ ذرا اپنے کپڑے سنبھال لے میں حاضر
 ہوا اور جو ضرورت مجھے تھی پوری ہوئی اور حضرت سے رخصت ہوا تو بی بی عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض
 کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ابوبکر و عمر کے لیے تکلیف فرماتے ہیں دیکھا جیسا آپ نے عثمان کیلئے
 تکلیف فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ عثمان بہت چاردار ہو مجھے اندیشہ تھا کہ اگر اس حال میں
 بلا لیتا تو وہ اپنے مطلب کی بات نہیں کر سکتا تھا دوسری روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اکرمین کیونکہ ایسے شخص کا لہانہ کرنا جبکہ فرستے لحاظ کرتے ہیں۔ نقل ہو کہ ایک فرد کچھ صحابی آپ کے مکان پر آ رہے تھے راہ میں ایک صاحب کی نظر کسی عورت نامحرم پر پڑی جب آپ کے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا تم میں سے ایک ایسا شخص آیا ہو جسکی آنکھوں سے زنا کا اثر ظاہر ہو وہ شخص خود قریب آیا اور عرض کیا یا خلیفہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ پر بھی وحی نازل ہوتی ہو آپ نے فرمایا یہ وحی نہیں بلکہ فراست ہو کہ خدا تعالیٰ نے ہم سب کو عنایت فرمائی ہو اور وجہ شہادت آپ کی مورخین نے یہ لکھی ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتویں سال آپ کے رشتہ داروں نے جو اطراف ملک میں عامل تھے رعایا پر جبر و تعدی کی شدت کی اور فسق و فجور میں بھی حد سے بڑھ گئے تھے حتیٰ کہ ہر طرف سے شکایتیں بھی آنے لگی تھیں عبداللہ ابن سراج آپ کا بزرگ اور رضاعی جو ان دنوں حاکم مصر تھا ان صفوں میں اور سب سے بڑھ گیا تھا شراب کے نشہ میں صبح کی دو رکعتوں کی جگہ چار پڑھا دین پھر سلام پھیر کر کہنے لگا چاہو تو اور پڑھا دوں میں باجبرے کو دیکھ کر مصر والے اکٹھے ہو کر مدینہ میں آئے اور کل باجرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ آپ نے عبداللہ ابن سراج کو معزول کر کے فرمایا اب تم جسے پسند کرو اسے تمہارا حاکم مقرر کر دیا جاوے سب نے بلا تفتیش محمد بن ابی بکر کو اختیار کیا آپ نے مان لیا اور سند بھی لکھوا دی مصر والے انھیں لیکر روانہ ہوئے مروان کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سالہا اور خاص منشی تھا محمد بن ابی بکر سے قلبی عداوت رکھتا تھا اُس نے حضرت عثمان کی طرف سے ایک جلی رقعہ عبداللہ ابن سراج کے نام لکھا کہ محمد بن ابی بکر کو مصر میں پہونچتے ہی قتل کر دینا اور بغیر اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس پر مہر بھی لگا دو اور آپ ہی کے خاص غلام کو دیا اور آپ ہی کی جانب ساندہ فی پر سوار کر کے روانہ کیا کہ قافلہ سے پہلے پہونچے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان امور کی مطلق خبر بھی نہ تھی مگر وہ غلام راہ میں کسی منزل پر پکڑا گیا اور مصر والوں نے ہی گرفتار کر لیا پوچھا تو کوں ہو اس وقت پہنچا والے بھی لشکر میں تھے انکار نہ کر سکا اور اسی کرتے بن آئی کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں اور ساندہ فی بھی انھیں کی ہو پوچھا تیرے پاس کوئی تحریر ہو انکار کیا جب تلاشی لگیتی تو قلفاذ سر میر نکلا کھونکر پڑھا تو مضمون یہ تھا جو مذکور ہوا اس وقت سب کے سب مع غلام اور ساندہ فی اور رقعہ کے وہیں سے مدینہ منورہ پھر پڑے جب مدینہ میں پہونچے اور وہ رقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضور میں پیش کیا آپ نے فرمایا مجھے اسکی مطلق اطلاع نہیں مصر والوں نے کہا غلام ککا فرمایا میرا کہا ساندہ فی کسکی فرمایا میری پوچھا مہر کسکی فرمایا میری مگر مجھے اسکے مضمون سے مطلق اطلاع نہیں اور یہ رقعہ میری بغیر اجازت لکھا گیا ان سب سے

کہا تو اچھا اس لکھنے والے کو ہمارے حوالہ کیجیے آپ نے فرمایا تم اسکے مجاز نہیں ہم اسے سزا دے لیگے خلیفہ
 میں ہوں تم میں کوئی خلیفہ نہیں ہر تم کو میری اطاعت چاہیے اس گفتگو میں بات بڑھ گئی آخر مصر والے بہک کر
 اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم آپ کو خلیفہ ہی نہیں مانتے آپ سے انتظام نہیں ہو سکتا مفسد غالب آگئے ہیں بہتر یہ ہو
 کہ آپ اپنے نفس کو خلافت سے جدا کر دیں مسلمان اور حبیبر اتفاق کرینگے خلیفہ ہو جائیگا اپنے فرمایا عفان کے
 بیٹے کو دنیا کی ہوس نہیں مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پچھلا ارشاد مجھے یہ تھا کہ عثمان میرے بعد تجھے
 ایک خلعت پہنایا جائیگا اور لوگ اسکا اُتر وانا چاہینگے تو نہ اُتارنا یہاں تک کہ مجھے تل لے اسوجہ سے میں اپنے آپ کو
 خلافت سے معزول نہیں کر سکتا مصر والے کہنے لگے تو لڑائی کی فکر کیجیے فرمایا یہ بھی نہیں ہو سکتا میں نہیں چاہتا کہ
 میرے لیے ایک چمچ بھرخون بھی گرسے غرض مصر والوں نے دار الخلافہ کو گھیر لیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مع
 اپنے چار سو غلاموں کے محصور ہو گئے۔ اور آپ پر پانی بند ہوا تو آپ اپنے کوٹھے پر اکر فرمانے لگے کہ میں خدا کی
 قسم دیکر پوچھتا ہوں کسی نے حرام کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جب پہاڑ ٹپنے لگا تھا تو آپ نے
 ٹھوکر مار کر فرمایا ٹھہر جا حرام تجھ پر صرف نبی یا صدیق یا شہید ہیں اور میں بھی آپ کے ہمراہ تھا کئی آدمیوں نے اسکی
 تصدیق کی۔ پھر آپ نے قسم دیکے پوچھا کون بیعت الرضوان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب
 مجھے مشرکین اہل مکہ کی طرف روانہ فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ ہاتھ عثمان کا
 اور میری طرف سے بیعت لی چند شخصوں نے اسکی بھی تصدیق کی پھر آپ نے قسم دیکر پوچھا کسی نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا کون شخص میری اس مسجد کو بڑھا دیگا کہ اسکے بدلے میں جنت میں گھر
 پاویگا تو میں نے اپنے زرد سے زمین خرید کر کے مسجد بڑھا دی چند شخصوں نے اسکی بھی تصدیق کی پھر خدا کی قسم کہ
 پوچھا کہینے حین العسرة کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ کون آج صدقہ مقبولہ کرے گا تو میں
 نے نصف سامان اپنے مال سے کر دیا تھا چند صاحبوں نے اسکی بھی تصدیق کی۔ پھر آپ نے قسم دیکر پوچھا کیا میر
 واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے سے نہ اٹھ بیٹھے تھے حالانکہ ابوبکر و عمر کو واسطے لیٹے رہے تھے اسکی بھی
 لوگوں نے تصدیق کی۔ باوجود ان سب باتوں کے مخالفین نے آپ پر پانی بند کر دیا تھا آپ کے گھر میں ایک کنواں
 تھا نہایت شور کسے طرہ کوئی نہ پی سکتا تھا آپ کے چار سو غلاموں نے عرض کیا آپ ہمیں اجازت دیں کہ اسے لڑیں فرمایا
 میں نے تمکو اللہ کی واسطے آزاد کر دیا خوریزی میں پسند نہیں کرتا تمھارا جہان جی چاہے جاؤ غرض چھ دن تک آپ
 پانی بند رکھا گفتگو میں ہوتی رہیں مصر والے اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہی ایک

جواب تھا آخر یہ اسے ٹھہری کہ اب کی شب گھر میں گھسکر قتل کرو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر لگی آپ نے دو شکر
 بھرا کر حضرات حسین علیہما السلام کے ہاتھ بھجواے مصر والوں نے تیر لگا کر شکیرون میں سوراخ کر دیے پانی پونچھ
 ندیا آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حسین سے فرمایا تم دونوں دروازہ پر کھڑے رہو اگر یہ لوگ اندر جائیں گے
 قصد کریں تو میں مسجد میں ہوں مجھے اطلاع کر دینا مصر والوں نے اور تہذیب کی عقب کی جانب سے ایک ہمایہ
 کے مکان میں سے دیوار توڑ کر دار الخلافہ میں گھس گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عین تلاوت قرآن میں
 شہید کر ڈالا انا صد انا الیہ راجعون ایسی بی بی صاحبہ کو ٹھکے پر چڑھکر پکارین امیر المومنین قد قتل یہ آواز سنکر
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ گھبرائے ہوئے مسجد سے اٹھ کر سیدھے دروازہ پر آئے حسین موجود تھے حضرت حسن
 سے فرمایا تمھارے ہوتے لوگ اندر چلے گئے اور تہذیب کی راہ سے سخت بھی کہا حضرت حسن نے فرمایا آپ
 اندر چلکر دریافت فرمائیں دیکھا تو صورت ہی اور تھی اب کیا ہو سکتا تھا حضرت عثمان کا گھر لٹا تھا مصر والوں نے
 تین دن تک نقشہ اٹھنے دی آخر چوتھی شب بدقت تمام چھ مسلمان ایک انہیں مروان تھا چھپکر اکی نقش کو قلعہ میں
 دفن کر آئے اور ایک پرانی دیوار اُسپر گرا دی مورخین اس واقعہ کو ہنگامہ مصر کہتے ہیں اہل سنت کے نزدیک حضرت
 عثمان کا ذمہ بری ہے برائیان جو ہوئیں وہ مروان سے اور عالمان اطراف سے ہوئیں انکو اُس میں کیا دخل ہے
 آپ بلاشبہ ظلم شہید ہوئے تاریخ ۲۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں اور خلافت آپ کی ۱۳ سال رہی اور عمر شریف آپ کی
 بیاسی برس کی بقول بعض تراسی یا چھ بیاسی برس کی ہوئی رضی اللہ عنہ اور آپ ہی کے عہد خلافت میں قرآن پاک
 کی نقل ہوئی تین دن تک بعد شہادت آپ کے مسجد نبوی پر جنوں نے آپ پر نوحہ و ماتم کیا =

قال المؤلف

نقش تعریف سیو میں چابک دست نقاش قضا براے یہ غارہ کش حیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

نظم

ہر بات میں اعجاز تھا عثمان غنی کا
 اللہ سے ایک راز تھا عثمان غنی کا
 جنت کو بھی ایک ناز تھا عثمان غنی کا
 کیا خوب یہ انداز تھا عثمان غنی کا
 یہ فخر یہ اعزاز تھا عثمان غنی کا

کیا جانیے کیا راز تھا عثمان غنی کا
 حضرت سے گہ باتیں خدا پر گہے تیکہ
 رومہ کو لیا اور کیا وقفہ سا کین
 اللہ ہی حیا جسے خدا کو بھی لہجہ یا
 دوخت جگر پاس بھلا کسے بنی کے

تعلیم نبی گاہ گئے توحید خداوند کیا کیجھا و صاف ہیں کچھ حد سے زیادہ	یون ہر سخن اک راز تھا عثمان غنی کا ہر وقت بسا راز تھا عثمان غنی کا
---	---

کیا پونچے بشر اسکی حقیقت کو ظہیری	اللہ سے کیا راز تھا عثمان غنی کا
-----------------------------------	----------------------------------

ذکر عمال و قضات زمانہ خلافت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ کے زمانہ خلافت میں حضرت عبداللہ حضرمی عامل مکہ مخطہ اور قاسم بن ربیعہ عامل طائف اور حضرت معلی بن امیہ عامل یمن اور حضرت عبداللہ عاصی عامل بصرہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری عامل کوفہ اور معاویہ بن ابی سفیان عامل دمشق اور حضرت عبدالرحمن بن خالد عامل حمص اور علقمہ بن الحکم عامل فلسطین اور حضرت اشعث بن قیس عامل آذربایجان۔ اور صائب بن اقرع عامل اصفہان اور بشیر بن امیہ عامل ہمان اور حضرت سعد بن قیس عامل ری اور اخسف عامل خراسان اور حضرت زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ اور حضرت ابوہریرہ قاضی مکہ مخطہ اور حضرت ابوذر دا قاضی شام تھے اور مروان کاتب۔ اور حضرت عبداللہ بن معید تہمی صاحب شرط تھے =

سیدنا علی ابن ابی طالب الهاشمی رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ

آپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکا بھائی چارہ بھی تھا اور آپ خاوند ہیں حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اور باپ ہیں آپ حضرات حسنین علیہما السلام کے آپ اولیٰ ہاشمی ہیں کہ پیدا ہوئے آپ دو ہاشمیوں میں آپ قدیم الاسلام ہیں اور بقول بعض جماعت کثیر کے آپ صحابہ سے اول اسلام لائے۔ اور کہا علمائے کہ نبی ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کے دن اور اسلام لائے علیؑ شکل کے دن اور عمر شریف آپکی اسوقت میں تین برس یا سات برس کی تھی اور تھے آپ امین اور شریف اور ہادی اور مہدی اور محبوب المسلمین اور ابو الریحانین اور اسد اللہ اور ابو الحسن اور ابو تراب آپ کے لقبوں میں ہیں اور تھے آپ رضی اللہ عنہ میاں قد نہایت گندم گون مائل بہ سرخی۔ کشادہ دہن۔ بدن پر بال بہت روشن چہرہ چمکتا ہوا بزرگ چشم۔ عظیم البطن۔ خوب سیاہ چشم۔ گھنی ڈاڑھی طویل و عریض اور تھے آپ عصبوت خندہ دہن مثل چودھویں رات کے چاند کے اور تھے آپ قوی دل شجاع و منصور یعنی اللہ کی مدد ہوتی تھی جہاں آپ لڑتے کو جاتے فتیاب ہوتے اور تھے آپ واسع العلم کثیر الزہد سخی النفس رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے نیزہ لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روز بدر کے اور کہا حکم نے کہ نیزہ لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روز بدر اور تمام غزوات میں روایت کیا انگو احمد نے مناقب میں اور کی آپ نے ہجرت مدینہ طیبہ میں اور سواے جو کہ تمام غزوات میں شریک رہے آپ کا قول ہے کہ دنیا مدار ہے جو چاہے کہ اس میں سے کچھ حصہ لے تو چاہیے کہ کتوں کی صحبت اختیار کرے ہمیشہ آپ کے نو کلمات رہے تین مناجات کے تین علم کے تین ادب کے بارے میں۔ آپ کی مناجات کے یہ کلمہ تھے کہ یہ عزت مجھے بس ہو کہ تو میرا رب ہو یہ فریضہ میرے لیے کافی ہو کہ میں تیرا غلام ہوں تو میرے لیے ویسا ہو جیسا کہ میں چاہتا ہوں مجھے توفیق دے تو اپنی پیاری بات کی۔ کلمات علم کے۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہو جو لو پہچان لیے جاو گے جو اپنی قد پہچانتا ہو کبھی نہیں بگڑتا ہے۔ کلمات ادب کے۔ جیسر چاہو احسان کرو تم انکے سردار ہو جاو گے اور جس سے چاہو بے پروائی کرو انکے برابر ہو جاو گے اور جسکے پاس چاہو حاجت لیجاؤ انکے قیدی ہو جاو گے آپ کا قول ہے کہ بڑے ہو کر اپنے خدا کو پہچان کر مرنا صغیر سن کی موت سے بہتر ہے آپ کا قول ہے کہ عمل سے زیادہ قبول عمل کا اہتمام کیا کرو کیونکہ تقویٰ کے ساتھ عمل قلیل نہیں ہو سکتا اور نہ عمل مقبول تھوڑا ہو سکتا ہو۔ جاؤ انکی فصل میں جب انکو سردی سے زیادہ تکلیف پہونچتی تو لوگ عرض کرتے کہ حضرت بیت المال سے کمل لیکر آؤ اڑھیے بیت المال تو بہت وسیع ہے آپ فرماتے کہ میں بیت المال مسلمین سے کیونکر لوں۔ آپ کا قول ہے کہ تقویٰ گناہ پر بہت چھوڑ دینا اور بندگان پر دھوکا نہ کھانے کا نام ہے آپ فرماتے ہیں کہ تین کام مشکل ہیں۔ حق دینا۔ یاد آئی ہر حال میں کرنا۔ کسی ہمدردی مال سے کرنا۔ شجاعت اور سخاوت میں آپ ضرب المثل ہیں۔ خلیفہ چارم آپ ہی ہوئے اور خلافت راشدہ کا خاتمہ آپ ہی پر ہوا آپ مسند ہجری میں مسند خلافت پر بیٹھے پانچ برس تین ماہ تک اپنے خلافت کی حضرت امام جنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی اصحاب سے اتنے فضائل نہیں پہونچے جتنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پہونچے۔ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اول شب کو میں نے دیکھا کہ زمین حضرت علی سے باتیں کرتی ہے جب یہ کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی آپ تھوڑی دیر سربراہ رہے پھر سر اٹھا کر فرمایا مبارک ہو نکو اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تمہاری پاکیزگی نسل حق تعالیٰ نے تمہارے شوہر کو ساری خلقت پر فضیلت بخشی اور زمین کو حکم فرمایا کہ اپنی ساری حقیقت شرق سے غرب تک جو کچھ اُسپر گزری ہے بیان کرے۔ روایت صحیحہ میں ہے کہ وقت سوار ہونے کے جب آپ پیر رکاب میں رکھتے تھے قرآن شریف کو شروع فرماتے اور جب تک دوسری جانب کے رکاب پر پائے مبارک پہونچے تمام فرماتے۔ کو فہمین ایک عورت کے زنا سے

بچہ پیدا ہوا اُس نے اُس بچہ کو سر راہ ڈال دیا۔ کتے اُس بچہ پر دوڑ پڑے عورت نے ایک پتھر اُٹھایا اور پتھر پر اُس بچہ کے سر پر پڑا جس سے زخم ہو گیا کسی سوداگر نے اُس بچہ کو اٹھا لیا۔ اور پرورش کی۔ بعد ازاں فقہی زمانہ جب وہ بچہ جوان ہوا اور کوفہ میں آیا اتفاقاً اُسی عورت کی خواہش کی جب عقد ہو گیا شب زفاف میں اس مرد کی طبیعت متغیر ہوئی طلاق دینا چاہا با خود ہاتھ مار رہی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُس مکان کا نشان دیکر ایک شخص کو بھیجا کہ جا کر ان دونوں زن و شوہر کو لے آئے جب یہ دونوں حاضر آئے آپ نے وجہ تکرار دریافت فرمائی مرد نے اپنی حقیقت بیان کی آپ نے عورت کو تنہائی میں لیجا کر فرمایا یہ مرد تیرا کاہن ہے خداوند تعالیٰ نے تجھ کو اپنے بیٹے کے ساتھ زنا کرنے سے باز رکھا عورت نے آپ کے سامنے تصدیق واقعہ کی زخم اُسکے سر کا دیکھا۔ آپ ہی کیواسطے آفتاب پھر آیا۔ اور خرقة نقد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا تھا آپ ہی کو عطا ہوا۔ ایک مرتبہ میرے فرات کی طغیانی جب زیادہ ہوئی تو لوگوں نے آپ سے اگر عرض کیا کہ یا علی طغیانی سے نقصان عظیم آبادی و زراعت کا ہونے والا ہے آپ کنارہ دریا پر تشریف لگے اور عصا مبارک اٹھا کر مین بارست دیا کہ اشارہ کیا تین حصہ پانی کم ہو گیا آپ چاہتے تھے کہ بار چارم عصا مبارک بلند کریں تاکہ پانی میں عرض کیا کہ یا حضرت اب زیادہ کمی زراعت کو نقصان پہونچائیگی آپ واپس تشریف لائے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے تو قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ کے لشکر میں تھے۔ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما انکی طرف سے خالیف ہو کر مکہ معظمہ کو چلے گئے وہاں حضرت بنی عابثہ صدیقہ رضی اللہ عنہما موجود تھیں چونکہ آپ ادا سے حج کیواسطے تشریف لیگے تھیں ان دونوں نے یہ ماجرا سارا ام المومنین سے بیان کیا او کہمایا ام المومنین ہم آپ کی پناہ میں آئے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمھارا مقصود کیا ہے کہنے لگے صرف یہی کہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کو اُس لشکر میں سے گرفتار کر لائیں ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا علی کرم اللہ وجہہ کا اُنکے ساتھ کیسا بار تاؤ ہے کہنے لگے وہ انکو جدا نہیں کیا چاہتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اب یہ کام بغیر لڑے بھڑے چلے گا مدینہ میں تو انکی جمعیت بہت ہو وہاں چڑھکر چلنا مناسب نہیں مکہ شریف میں قتال ممنوع ہو کوئی اور شہر میں کرو وہاں چلکر مسلمانوں کو اپنے ساتھ متفق کر لو پھر اپنا ارادہ ظاہر کرو میں بھی تمھارے ساتھ ہوں بیٹا ابن مرزہ صحابی حاضر تھے کہنے لگے بصرہ سے بہتر کوئی مقام نہیں وہاں میرے اقربا اور دوست بھی بہت ہیں ان سبکو متفق کرونگا پھر ایک اپنا خاص اونٹ کہ نہایت قوی ہیکل اور تیز رفتار تھا عسکر نام حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیشکش کیا اور کہا یہ آپ کی سواری کے لیے حاضر ہوا سپر کجاوہ مرتب کیا گیا چند روز کے بعد کچھ اور مسلمان بھی جمع ہو گئے حضرت طلحہ اور زبیر اور علیؓ ابن مرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اسی اونٹ پر سوار کیا اور مکہ شریف سے بصرہ کی راہ لی اور وہاں پہونچکر اپنے ساتھ بصرہ والوں کو متفق کر لیا۔ بارہ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر سنا کر مدینہ سے لشکر سمیت روانہ ہو کر بصرہ میں پہونچے درمیان میں گفتگو آئی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ بلوہ میں شہید ہوئے ہیں قاتل انکا معین نہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد اگر کسی شخص معین پر دعویٰ کرے تو ثبوت کے بعد اسکا قصاص ہو سکتا ہو تم صاحب عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی نہیں ہو اور جنھیں تم طلب کرتے ہو وہ سیکڑوں مسلمان ہیں۔ مصر کے رہنے والے سب کے سب تو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں۔ میں ان سب کو گرفتار کر کے تمھارے پنجہ میں کیسے دیدوں غرض گفتگو نے طویل پکڑا آخر یہ ٹھہری کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلوہ میں ان کو اپنے لشکر سے علیحدہ کر دیں۔ پھر بصرہ والے ان سے بھگت لینگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے خاص کو اس باب میں ظاہر نہیں کیا تھا کہ خبر لشکر پہونچنے لگی مصر والوں نے خیال کیا کہ کل اگر علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں انکے حوالہ کر ہی دیا تو بری نیکی اس سے بہتر یہ ہو کہ کچھ رات سے لڑائی شروع کر دو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پوچھیں تو کہہ دینا کہ ابتدا دھرتے ہوئی تھی چنانچہ پچھلی رات سے ایسا ہی کیا لڑائی تو آگ ہوتی ہو گئی سو گئی اب بچائے کب بجھتی ہو غرض ہنگامہ قتال گرم ہوا دن نکل آیا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لشکر مخالف اونٹ کے ادھر ادھر صفیں بنا رہے ہوئے ہیں پنج میں وہ اونٹ ہوا اور اسپر محل ہوا اسپر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوار ہیں فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون کوئی ہو کہ اونٹ کا ایک پاؤں قلم کر دے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج میں سے کچھ سوار برٹے بصرہ والوں نے مقابلہ کیا غرض تلو سے زیادہ جب بصرہ والے قتل ہوئے جب ایک پاؤں اونٹ کا قلم ہوا اگر اونٹ ایسا قوی تھا کہ نہ بیٹھا کھڑا ہی رہا جب دوسرے پاؤں کے قلم کرنے کا ارادہ کیا بصرہ والے پھر جمع ہو کر سامنے آئے اور انہیں سے بھی سو سے زیادہ قتل ہوئے تب وہ پاؤں قلم ہوا اگر اونٹ پھر بھی بیٹھا تب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود پہونچکر اسکا تیسرا پاؤں قلم کر دیا اور محمد بن ابی بکر سے فرمایا کہ اپنی بہن کو نبھالو جب اونٹ گرا اور محل بھکا تو محمد بن ابی بکر نے نبھالاس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا اور بصرہ والے منتشر ہو گئے چند روز بعد حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدینہ تشریف لائیں اور حضرت زبیر اسی سرکرہ میں شہید ہو گئے

حضرت طلحہ کا سر ایک اسرائیلی کاٹ لایا اونٹ کی وجہ سے اس لڑائی کا نام جنگ جمل ہو چکا لغت عرب میں جمل اونٹ کو کہتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک طرفین کے مقتول خبیث ہیں اور شہداء سے گنے جاتے ہیں۔ اس جنگ جمل کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور آپ کو قہری میں رہنے لگے اور یہاں سے ہی خلافت کا بندوبست شروع کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت کے جتنے عامل تھے سب کو یکے بعد دیگرے موقوف کیا اور یہ اچھا کیا کہ وہ لوگ اپنے جبر و تعدی کے سبب موقوفی کے قابل بھی تھے۔ معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمان کے چچیرے بھائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے دمشق کے حاکم تھے اور انکو حضرت عثمان نے بھی قائم رکھا تھا آدمی تھے عقیل و مشق والوں کو اپنا کر لیا تھا انکے باب میں بھی حضرت علی کی رائے ہوئی کہ موقوف کر دیے جائیں غیرہ ابن شعبہ صحابی نے کہ ایک نامور شخص عقلائے عرب سے تھے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین معاویہ کا سردست معزول کرنا مصلحت نہیں دمشق سارا انکے ساتھ جو فتنہ عظیم برپا ہو جائیگا جب آپ اور سب اطراف سے اطمینان حاصل فرمالین اور پوری قوت و شوکت ہم پہنچ جائے تو انھیں دیکھ لیجیے گا آپ نے فرمایا اتنے قرآن میں نہیں پڑھا (وَمَا كُنْتَ مَتَّخِذَ الْمُضْلِمِينَ عَصَدًا)۔ اللہ فرماتا ہے اگر اہل کراہی والوں کو میں اپنا بازو نہیں بناتا میں نے اپنے بندوں پر حاکم نہیں کرتا میں ابی طالب سے نواگاہا کہ اسکے بعد خلافت میں ابن ابی سفیان دمشق میں ایک گھونٹ پانی بھی پی سکے والا میں خدا کو کیا جواب دوں گا میرے بے گناہ میں اس باب میں کل عرض کر دینا جب دوسرے دن حاضر ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رائے کا وہی عالم پایا کہ معزول کرنے پر آمادہ ہیں جب بات چلتے نہ کھی بان میں بان ملا کر کہنے لگے جو آپ کی رائے ہے مستحسن ہے معزول کر دیجیے یہ لکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اتنے میں حضرت عبداللہ ابن عباس تشریف لائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ابن ابی سفیان کے باب میں میری تو یہ رائے ہو کہ معزول کر دوں مگر کل کچھ کہ گئے آج کچھ کہتا تم کیا کہتے ہو فرمایا میرے کل خیر خواہی کی راہ سے عرض کیا تھا آج دب کر آپ سے موافقت کر گئے سردست معزول کرنا تو میرے نزدیک مناسب نہیں ہے ہاں بیعت کے واسطے بواہیے دیکھیے اسکا کیا جواب ملتا جو آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا۔ نامہ لکھا گیا جواب آیا کہ ہم آپ سے بیعت جب کریں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہمارے حوالہ ہو جائیں اس پر طرفین سے زیادہ گفتگو کی نوبت پہنچی اور آپس کی تحریریں دوسو سے زیادہ بتاؤں ہو گئیں جبکہ مفصل حال اسجگہ بوجہ طوالت ہم قلمبند کرنا نہیں چاہتے ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ دمشق میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے آپکا پیرا ہن خون آلودہ ہر جمعہ کو ممبر پر کھڑا

تھے اور اپنی مظلومی کے واقعہ بیان کیا کرتے تھے گو دمشق والوں کے دلوں میں یہ بات پایاے ابن ابی سفیان
 جعانی گئی تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل باشارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہوا تو اہل دمشق امیر معاویہ کے ساتھ
 محبت قلبی رکھتے تھے وہ اس وجہ سے کہ معاویہ ان کے ساتھ اہل بیت کے رشتے تھے جب اہل دمشق نے
 جان لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ کو مغزول کرنا چاہتے ہیں فوراً آمادہ فساد ہو گئے اور لڑائی کی ٹھہری
 جب امیر معاویہ نے دیکھا کہ اہل دمشق میرے ساتھ ایک دل ہیں اور پورا میرا ان کے اوپر تسلط ہو فوراً حضرت علی
 کرم اللہ وجہہ کو لکھ بھیجا کہ آپ یا قاتلان عثمان کو حوالہ کیجئے یا لڑائی کا سامان کیجئے یہاں کیا دیر تھی جنگ کی
 تیاریاں ہونے لگیں حکم ہوا دمشق پر چڑھ چلو اور ہر سے امیر معاویہ دمشق و شام سے لشکر لیکر بقیام صفین جو کوفہ
 سے کئی منزل پر واقع ہو روانہ ہوئے اتنی ہزار پیادہ و سوار اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ چالیس ہزار
 اسی سرزمین پر جب کا نام صفین ہوا پہونچے مگر شام والے پہلے آئے اور آتے ہی فزات کی ایک شاخ جو دہان بہتی
 تھی اپنے قبضہ میں کر لی دوسرے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لشکر طفر بیکر دہان پہونچا کسی میل آنطرف ٹھہرا
 وہاں پانی نہ تھا پانی لینے گئے پانی کو شامیوں کے تصرف میں پایا وہ لوگ مانع ہوئے اور کہنے لگے تمہیں تو بھی حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہ پر چھ دن تک پانی بند رکھا ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امیر معاویہ سے کہنا بھیجا کہ ہمارا ٹھہرا
 جھکڑا پانی پر نہیں ہو بہتر یہ ہو کہ پانی کو مشترک رکھو اور جس بات میں نزاع ہو اس کا فیصلہ کرو ورنہ ہم میں اول
 قتال پانی پر ہوگا۔ امیر معاویہ نے جواب دیا میرا سپہن کچھ اختیار نہیں ہو دمشق والے اس رائے پر متفق ہو گئے
 ہیں آپ کو اختیار ہو حضرت علی نے اپنے لشکر کے سردار و نین سے دس آدمی چن کر سو سو اونٹ لئے ساتھ کر کے
 فرمایا جاؤ پہلے پانی ہی پر اُن سے فیصلہ کرلو۔ جب یہ لوگ پہونچے اور مقابلہ ہوا دشمنوں پر غالب آئے پانی لے لیا اور
 پانی پر سے دشمنوں کو ہٹا دیا اور پانی کی روک کر لی جب حضرت علی کو اطلاع ہوئی فرمایا پانی حلال ہو ہم کیسے
 نہیں روکتے اس کا اذن عام ہو جبکا جی چاہے لے چنانچہ طرفین سے ہر شخص سیراب ہوتا رہا جب ایک ماہ کامل
 آپس کی گفتگو میں گذر گیا آخر لڑائی کی نوبت پہونچی بہتر مقابلہ ہوئے ہزار دن آدمی طرفین کے قتل ہو گئے ہر مقابلہ
 میں لشکر متضوی غالب آتا تھا بچھلا مقابلہ رات کے وقت ہوا اس رات کو علیہ اللہ یہ کہتے ہیں ہریر کے معنی کو
 کا جھٹاٹا پس یہی مقابلہ سخت ہوا کہ ایک پہلے میں حضرت علی نے اپنی تلوار سے چار سو آدمی قتل کیے آپکا دستور
 تھا کہ پورے وار کے ساتھ تکبیر زبان سے نکلتی تھی برابر چار سو تکبیریں کئی گئیں غرض صبح تک کشتوں کا حد
 حساب نہ تھا پستے لگے ہوئے تھے جب دمشق والوں نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے جا چکا ہم حضرت علی سے

کیسطح نہیں بڑھ سکتے تو یہ تدبیر نکالی کہ اپنے لشکر سے نو سو جلد قرآن مجید کی آفتاب سے پہلے نزون پر بلند ہکر صفوں کے سامنے بلند کر دیں اور پکار کر کہنے لگے اے اہل عراق جہنم ایک کل پڑھتے ہیں خوزیری ہم میں اور تم میں ہوتی ہو اگر اکیلا ایسی اور ہوگی تو انجام یہ ہو گا کہ ہماری تمھاری سبکی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم بھجائینگے اور بیوہ اور اُن سب کو لوندی غلام بنائینگے بہتر جو خوزیری سے ہاتھ رو کو یہ قرآن جسکی نو سو جلد نزون پر ہیں ہمارے تمھارے درمیان میں اُنکے حکم کے موافق تم بھی عمل کرو ہم بھی عمل کریں اور اسی پر فیصلہ ہو لڑائی موقوف حضرت علیؑ نے لشکر فرمایا یہ دشق والوں کا فریب ہے ہم نہ مانیں گے مسلمانو جب طرح لڑتے ہو لڑے جاؤ تھوڑی دیر کی اور بات رہی ہے اب فیصلہ ہوتا ہو مگر آپ کے لشکر میں اختلاف پڑ گیا بعض کی رائے ہوئی کہ لڑائی موقوف کیجیے اور قرآن کی تلاوت گناہ ہے یہ لوگ سچ کہتے ہیں بعض کی رائے حضرت علیؑ کی رائے کے مطابق ہوئی آخراں و دلی میں لڑائی ملتوی رہی۔ بعد گفتگو بسیار آخر یہ رائے قرار پائی کہ دونوں جانب سے ثالث مقرر ہو جائیں اور وہ جو فیصلہ کریں دونوں فریق مان لیں اور اسی پر فیصلہ ہو جب اس بات کو فریقین نے مان لیا تو یہ شرط ٹھہری کہ اکیطرف ثالث دوسری طرف والوں کی اجازت و رضامندی پر منحصر ہو شام والوں نے اپنا ثالث پیش کیا تو کون عمر و عاصؓ جکی نسبت حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایسا ایک شخص اور ہوتا تو عراق و حجاز ایک لڑکی سے ہانکے جاتے عمر و عاصؓ کو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے لشکر والوں نے بے تکلف منظور کر لیا اب ادھر سے چو ثالث پیش ہوا تو شام والے منظور نہیں کرتے آخر تنگ کر شام والوں سے کہا تم جسکو کہو ہم ثالث مقرر کریں شام والے اس بات کو دل سے چاہتے تھے انھوں نے ثالث مقرر کیا تو کون حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ ہی جو ایک سیدھے سادھے سچے مسلمان تھے۔ اور جو دنیا کے نشیب و فراز سے بے خبر تھے انکا نام آتے ہی حضرت علیؑ کے لشکر والے جان گئے کہ بات بگڑ گئی اب کیا ہو سکتا ہو معاہدہ کے خلاف ہو نہیں سکتا چارو ناچار مان لینا پڑا اور قرار داد ہو گئے کہ جو فیصلہ یہ دونوں کر دیں دونوں طرف والے مان لیں۔ قرار داد کے بعد ثالثوں میں جو گفتگو ہوئی وہ یہ ہو عمر و عاصؓ نے ابو موسیٰ اشعرؓ سے کہا تم جانتے ہو کہ جو ہزار ہا مسلمان قتل ہوئے انکے باعث کون ہیں حضرت علیؑ اور معاویہؓ ہیں۔ ابو موسیٰ اشعرؓ نے کہا مان۔ فرمایا کیا صلاح ہو کہامیہ دونوں موزول کر دیے جائیں مسلمانوں کا کوئی اور سردار مقرر کیا جائے۔ ابو موسیٰ اشعرؓ نے کہا ٹھیک ہے اس گفتگو کے بعد ثالث اپنے اپنے قیام پر آئے گو طرفین کو یہ گفتگو معلوم ہو گئی تھی حضرت علیؑ کے لشکر والے حضرت ابو موسیٰ کو سمجھاتے رہے کہ پہلے صبح کو تم ممبر پر نہ چڑھ جانا عمر و عاصؓ کو پہلے اپنی رائے ظاہر کر لینے دینا۔ مگر

عمر و عاص ایک جاننے والا شخص تھا جبکہ پہلے ہی ابو موسیٰ اشعری کو ممبر پر چڑھا دیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے جاتے ہی ممبر پر کہہ دیا کہ میں نے حضرت علیؑ کو معزول کیا اسکے بعد عمر و عاص ممبر پر پہنچا اور کہا کہ مسلمانوں میں نے معاویہ کو قائم کیا یہ کہتے ہی لشکر میں غوغا مچ گیا اور قریب تھا کہ تلوار چل جاوے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لشکر والوں کو روک دیا کہ معاہدہ کے خلاف ہونا خلاف ہو۔ جب حکیم پر جنگ صفین کا فیصلہ ہو چکا تو نہروان میں لڑائی ہوئی حضرت علیؑ قیام ہوئے انکے چار ہزار میں سے تین ہزار نو سو اکانوے قتل ہوئے نو بھاگ گئے حضرت علیؑ کے لشکر میں سے کل نو شخص شہید ہوئے باقی آپکے فضائل و محامد سے تمام کتب سیر لا مال ہیں جو صاحب حال دیکھنا چاہیں کتب سیر ملاحظہ فرمائیں اور آپکی شہادت کا حال بھی اظہر من الشمس ہے کہ عبدالرحمن ابن ملجم کے ہاتھ سے آپ شہید ہوئے مرقہ مبارک نجف اشرف میں ہو۔ آپکی شہادت کے بعد شیعیان علیؑ نے امام حسن ابن علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ باپ کی جگہ مسند خلافت پر بیٹھے چونکہ مذہب اہل سنت کے نزدیک بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیس برس زمانہ خلافت رہا اور اتنی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی بعدہ سلطنت ہو جائیگی چنانچہ اس زمانہ تیس برس میں حضرت علیؑ کی شہادت تک تیس سال چھ ماہ گزرے تھے صرف چھ ماہ باقی تھے تھے وہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت نے پورے کر دیے۔ لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی طبیعت لڑائی کی جانب مائل نہ تھی جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ آہستہ آہستہ لوگ امیر معاویہ کی طرف چلنے لگے اور عبداللہ ابن عباسؓ سا شخص بھی امیر معاویہ کی طرف مائل ہو گیا جب امام حسنؑ نے دیکھا کہ لوگوں کا رخ پھر چلا اور حضرت علیؑ کے ساتھ جو لوگوں نے سلوک کیے تھے انھیں جو چاہتے خود امیر معاویہ کے پاس پیام صلح بھیجا اور شرط یہ ٹھہرائی کہ حضرت علیؑ کو کوئی بُرا نہ کہے۔ امام حسنؑ کے مدینہ جانے میں کوئی مزاحمت نہ کرے۔ حضرت علیؑ کے اہل بیت تعداد میں زیادہ ہیں انکو فقر و فاقہ سے بچانے کی غرض سے عراق اور کوفہ کا خزانہ جسکی مقدار پانچ ہزار درہم سے زیادہ ہوا امام حسنؑ ساتھ لیجائیں اور بصرہ کے قریب جو ایک شہر (داراب کرد) ہے اسکا خراج سالانہ گزراوقات کے لیے امام حسنؑ کو برابر ملتا رہے۔ امام حسنؑ نے یہ خواہش اسوجہ سے ظاہر کی تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ورثہ کے لیے کوئی مال و دولت نہیں چھوڑا تھا امیر معاویہؓ نے اس صلح کو بہت جلد قبول کر لیا اب اس بحث کو ہمیں ختم کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکے مگر مورخین کو اسمن کلام ہو مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور یہی بڑا شرف

ہو جو انکو حاصل ہوا اور فتح مکہ کے روز انکا گھر اور خانہ کعبہ دارالامان کیا گیا گردش گردون سے انکا گھر ویران ہو گیا مگر خانہ کعبہ قیامت تک دارالامان رہیگا اور ایسا ہی واقعہ کر بلا جناب سید الشہداء کا ماتم قیامت تک رہیگا جو زید ابن امیر معاویہ بن ابی سفیان کے باعث ظہور میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھایا اور روح مرتضیٰ وفاطمہ کو تڑپایا۔

اختلاف بیعت

اہل سیر کے بیان پر اتفاق ہو کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور زبیر - عقبہ بن ابی لب - خالد بن سعید بن العاص - مقداد بن عمرو - سلمان فارسی - ابوذر - عمار بن یاسر - برابر بن عازب - ابی بن کعب - یہ سب کے سب حضرت علی کی خلافت کی طرف مائل تھے اور حضرت ابوبکر کی خلافت کے مخالف تھے۔ عقبہ بن ابی لب نے اس باب میں ذیل کے اشعار میں نبی ہاشم اور خصوصاً حضرت علی کی طرف اپنے سیلان کو ظاہر کیا ہے۔

مَا كُنْتُ احسب ان الامم منصرف عن اول الناس ايمانا وسابقة واخر الناس عملا ابائنه ومن من فيه ما فيهم لا يمترون به	عن هاشم ثم منهم عن ابی حسن واعلم الناس بالقرآن والسنن جابريل عون له في العسل والكفن وليس في القوم ما فيه من الحسن
---	--

بعدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیعت کر لی تھی اور بعد سیدنا ابوبکر صدیق سیدنا عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی بیعت کی تھی اسوجہ سے ترتیب خلافت حقہ مذہب اہل سنت ہوا بہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اپنے ناظرین کو ایک اور عمدہ چیز کی دعوت دین اور وہ یہ ہو کہ جب ہم اس کتاب میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وجہ صدیق اور سیدنا فاروق اعظم کی وجہ فاروق اور سیدنا عثمان کی وجہ ذوالنورین لکھ چکے ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وجہ ابوتراب بھی لکھیں تاہمارے ناظرین بھی خاکساری کا شرف حاصل کریں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے اور لقبوں اور ناموں سے بوتراب لقب بہت پیا تھا

تحقیق لفظ ابوتراب

روایت ہو کہ ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس مسجد میں تشریف لائے اور آپ صحن مسجد میں لیٹ گئے کہ چادر جسم اطہر سے علیحدہ ہو گئی اور آپ کی پیٹھ میں مٹی لگ گئی تھی آ

میں حضور پغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جناب سیدہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا علی کمان
 ہیں آپ نے فرمایا مسجد میں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ مسجد
 میں لیٹے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی پشت مبارک سے مٹی جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے اٹھو
 ابو تراب اسیروز سے آپ کا لقب ابو تراب ہوا اور اس کیفیت کے متعلق ارباب تصوف کا خیال ہے کہ تراب اہل جہنم
 و فنا کے وجود سے اشارہ ہوا اور مولا علی کرم اللہ وجہہ تمام سلاسل طریقت کے اصل اور مقتدا اور مرجع اور منتہی
 ہیں چنانچہ تحفہ میں شاہ عبدالغفر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جمیع سلاسل صوفیہ آپ ہی پر منتہی اور داخل ہوتے
 ہیں پھر اہل صوفیہ فرماتے ہیں کہ تراب یعنی مٹی سے یہ خاک مراد نہیں بلکہ وہ لوگ جیسے جی مر گئے اور یہ سبب نفس کشی
 کے خاک ہو گئے اور وہی موقوف قبل انت تموتوا کے مصداق ہیں وہ آپ کے فروع اور پیرو اور تربیت یافتہ اور آپ
 کے نیکے اصل اور مربی اور پیشوا ہیں۔

من حاصل این خطاب گویم + مضمون ابو تراب گویم + خاک اند جاعے کہ مرد + ہستی بخدا سے خود سپردند +
 سر حلقہ خاکیان علی بود + سر سلسلہ جہانیاں علی بود + اور مدت خلافت آپ کی پانچ برس اور شہادت آپ کی شب جمعہ
 وقت سحر ۱۲ جون یا اکیسویں رمضان شریف ۱۱ سالہ ہجری عمر شریف آپ کی تریسٹھ برس صحیح و ممتاز ہے =

حتمہ منقبت

یاسے شیر خدا شاہ زمین عالی وقار
 جب درخبر اکھاڑ اکچھ نہ تھا خاطر پہ بار
 زور بازو آپ کا ہے دو جہان میں آشکار
 یہ خطاب آیا کسے اسے قوت پروردگار

لافتے الاعظمی لاسیف الاذوالفقار

ہے علی شیر خدا شاہ زمین دلدل سوار
 باب نبیر سب سے اکھاڑا ایکبار
 سب پہ ہے زور یدِ الہی کا جسکی اشتہار
 رب سے ہے وہ ہی لقب قوت پروردگار

لافتے الاعظمی لاسیف الاذوالفقار

جسکھڑی آئے سر میدان و سچے کردگار
 کفر کا شکر ہوا نے التار وقت کارزار
 کٹ گئے لاکھوں ہی بید نیوکے سر مثل خیار
 یوں کہا جبریل نے دیکھا جو حیثیت کا قرار

لافتے الاعظمی لاسیف الاذوالفقار

حق نے میدان ولایت کا کیا ہے شہسوار
 آپ ساہر گر نین دنیا میں کوئی زور دار

کفر بھاگا گلشنِ اسلام میں آئی بہار	فتح بولی چوم کر پائے ثبات و اقتدار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	
شیر کے پنجہ میں سلمان تھے اگر چہ ولفکار	پریان ہو نچا سکا ہرگز نہ وہ انڈا شمار
دواہ کیا آقا ہے کیا مولا ہے اپنا مدار	ہیت شیر الہی کیون نہ ہو ضیف سم شکار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	
شیر نے گھیرا جودشتِ ارزنہ میں ایکبار	کر لیا نامِ عظمیٰ سلمان نے گرد اپنے صفا
شیر پر شیر خدا کے ڈر سے تھا اک انتشار	خود یہ کہتی تھی شجاعت انکے قدم پر نثار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	
لفظِ احمد میں خدا نے حرف جو رکھے ہین چار	ہین وہ زہرا و عظمیٰ سبطین با عرو و قار
پنجتن میں ربط لفظ و حرف ہو خود آشکار	انہیں سے حیدر کے حق میں ہے یہ قول کردگار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	
جب محمد کے بنے روز ازل میں حرف چار	تب سے محبوب خدا کے دوست ہین یہ چار یار
یفے بوکر و عمر عثمان و حیدر ذی وقار	مرتبہ افضل ہین یکے سب ہین یہ عالی تبار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	
روزِ پیدائش سے ہو صدیق تم اے تاجدار	تم ہو عہدِ بہت سے فاروق اے ارذر شکار
اتما حصہ ولایت کا ہے طغراے وقار	ہے شجاعت میں حدیثِ قدسی پروردگار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	
فیض سانی سے جو میں سرشار ہوں لیل و نہار	ہے عروجِ نشہ عرفان کا آنکھوں میں خار
زندگی کا ہے حصولِ کیف پر دار و مدار	میرے نجانہ میں رہتی ہے یہی ہر دم لپکار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	
جان و دل بھیس کیا کرتا ہوں یا مولا نثار	جود و بخشش کا ترے دریا ہے ناپیدا کنار
ہے شجاعت کو تری تلوار سے عرو و قار	چوم کر قبضہ کو کہتی ہے یہ نصرت آشکار
لافتے الاعظمیٰ لاسیف الاذوالفقار	

باغ دل ہے انقلاب دہر سے بے برگ و بار مین بھی فیض عام سے یا شاہ ہوں امیدوار	آتش غم نے جلایا ہے مجھے مثل چنار دست دل میں ہے یہ تیج مصرعہ جو ہر نثار
لافتۃ الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار	
غور سے دیکھا تو دنیا ہے بہت ناپائدار خواب غفلت سے ہوا ہوں اندنوں میں ہوشیار	ایک عالم کہ رہا ہے کچھ نہیں اسکو قرار دل میں ہے جب علی لب پر مرے لیل و نہار
لافتۃ الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار	
سنبھل ہو کر مین کرتا ہوں گریبان تار تار دے مجھے عشق نبی و آل و اصحاب کبار	حشر کے میدان میں یارب نکرنا شرمسار بخش رحمت سے رہے یہ ورد اسے آفرگاہ
لافتۃ الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار	
اسقدر شوق زیارت نے کیا بے اختیار آرزو دل میں ٹھہری ہے یہی لیل و نہار	دل مرا سیما ب کے مانند ہے اب بہ قرار یوں کون میں چوم کر آنکھوں سے وہ سنگ نزار
لافتۃ الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار	
ذکر عمال و قضات زمانہ خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	
آپ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمان بن حنیف عامل بصرہ تھے ۳۳ ہجری میں عبد اللہ عامر حاکم سابق نے شہر ان کے سپرد کر دیا اور حضرت عمار بن حسان عامل کوفہ تھے بسبب عدم تراخی اہالیان شہر کہ خواستگار حضرت موسیٰ اشعری کے تھے بلا دخل پانے کے واپس آئے = اور حضرت عبد اللہ بن عباس عامل مین تھے معلیٰ بن ایہہ حاکم سابق بیت المال کو اٹھا کر یکہ غلطی کو چلے گئے اور حضرت قیس بن سعد عامل مصر اور ہشیل بن حنیف عامل دمشق تھے =	
التماس ضروری	
واضح ہو کہ یہاں تک رعایت کی مراتب خلفا پر پورا اعتبار کیا حروف تہجی کا چونکہ اس رسالہ میں تقیر ٹھہری نے فضائل انہیں اسما بہرہ کو لکھا ہے جنکے زیادہ سے زیادہ فضائل کتب سیر و حدیث سے مل سکتے ہیں	

اگر مکمل اہل بدر کے حالات مع تحقیق رجال لکھے جائیں تو یہ کتاب طویل کپڑے۔ دنیا میں آج تک بہت سے رسالہ عربی فارسی اردو حالات شہدائے بدر رضی اللہ عنہم میں لکھے گئے ہیں مگر آج تک کوئی رسالہ میری نظر سے ایسا نگزرے جس سے کل حالات مع تحقیق رجال معلوم ہوں میں نے بہت کوشش سے اس رسالہ کو تالیف کیا ہے خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے والدین و اعز و اوجا اور کل مومنین اور مومنات کو ان اسرار پاک کی برکت عطا فرمائے آمین بحق ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم =

اصحاب البدیع بحرف الف

سیدنا ایاس بن البکیر رضی اللہ عنہ بعض نسخوں میں البکیر الف لام سے ہے۔ اور ایاس ساتھ زیر ہمزہ اور تخفیف تخطیہ کے آخر میں سین مملہ۔ اور بکیر ساتھ پیش (ب) اور فتح کاف اور جزم تخطیہ کے تصغیر بکر کی آیا ہے اور بعضوں نے روایت بخاری سے بکیر ساتھ زیر (با) اور تشدید (کاف) کے ضبط کیا ہے یہ لیشی میں مہاجرین اولین سے حاضر ہوئے بدر میں اور ان جہادوں میں کہ بعد بدر کے ہیں اور تھا اسلام انکا اور اسلام انکے بھائی عامر بن بکیر کا دار ارقم میں اور وہ انکے بھائی خالد اور عاتل اور عامر سب صحابی تھے اور اہل بدر سے تھے وفات انکی ۳۷ھ ہجری میں ہوئی =

سیدنا ابی بن کعب الانصاری رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عقبہ ثانی میں ایمان لانے انکی شان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقروا امتی ابی بن کعب یعنی سب سے زیادہ قاری قرآن شریف کے ابی بن کعب ہیں میری امت میں جب سورۃ۔ لہدیکن الذین نازل ہوئی حضرت جبریل علیہ السلام نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ جل جلالہ و عظم نوالہ فرماتا ہے کہ ابی کو یہ سورہ پڑھاؤ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے یہ کہا ہے ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا سیرا ذکر وہاں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم یعنی ہاں یہ نکر حضرت ابی رضی اللہ عنہ روئے آپ کا تب وحی بھی تھے اور آپ نے وفات پائی ۳۷ھ ہجری میں خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کینت آپکی ابو طفیل اور ابوسندھ تھی حضرت ابی ابن کعب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اپنی دعا کے اوقات میں سے میں کس قدر درود پڑھنی مقرر کروں ارشاد ہوا جس قدر چاہو کعب نے عرض کیا کہ ایک ربع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قدر چاہو مگر زیادہ نہ

تو بہتر ہے پھر عرض کیا کہ نصف فرمایا کہ جب قدر چاہو مگر زیادہ کرو تو بہتر ہے ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کل وقت آپ کے درود کو واسطے مقرر کیا بس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب تیرے کل غم دور ہوئے اور سب گناہ معاف ہوئے ترمذی اور حاکم اور امام احمد نے روایت کی ہے =

سیدنا ابی بن معاذ البخاری رضی اللہ عنہ = رضی اللہ عنہ = حضرت ابی بن معاذ اور اس کے بھائی انس غزوہ بدر میں شریک تھے یہ دونوں بھائی واقعہ یرمعونہ میں ماہ صفر ۳ھ ہجری میں شہید ہوئے =

سیدنا انس بن قنادہ الانصاری رضی اللہ عنہ یہ حضرت غزوہ بدر واحدین شریک تھے اور غزوہ احد میں انھیں بن شریک کے ہاتھ سے شہید ہوئے =

سیدنا انس بن معاذ البخاری رضی اللہ عنہ یہ بزرگ غزوہ بدر واحدین تھے مگر واقعہ یرمعونہ میں اپنے بھائی ابی کے صفر ۳ھ ہجری میں شہید ہوئے =

سیدنا اوس بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ حضرت اوس بن ثابت غزوہ بدر میں شریک تھے اور انکی شہادت بھی صحابہ میں تھی اور اوس بن ثابت قبل ہجرت مکہ معظمہ میں جا کر ایمان لائے تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے انکے بھائی حسان بن ثابت بڑے شاعر مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے =

سیدنا اوس بن خولہ الانصاری رضی اللہ عنہ یہ بدر اور تمام غزوات میں شریک تھے اور غسل و دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب انصار کی جانب سے شریک تھے آپ نے خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں وفات پائی =

سیدنا اوس بن الصامت الانصاری رضی اللہ عنہ یہ بزرگ بدر واحد اور تمام غزوات میں شریک تھے اور عبادہ بن صامت انکے بھائی بھی غزوہ بدر میں شریک تھے جو شاعر بھی تھے وفات پائی آپ نے خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں =

سیدنا اسعد بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ یہ بھی اصحاب بدر میں ہیں =

سیدنا الارقم بن ابی الارقم القرشی رضی اللہ عنہ یہ قدیم الاسلام تھے جب مسلمان ہوئے تھے تو یہ ساتویں اسلام لائے انکا مکان جبل عفا پر مکہ معظمہ میں تھا قریش سے چھپ کر انہیں یہاں اللہ عنہ کے گھر میں دعوت اسلام فرمائے تھے جب تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور چالیس مسلمان ہو گئے اور دعوت اسلام علی الاعلان ہونے لگی ارقم نے بروز وفات سیدنا ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کے وفات پائی۔

سیدنا اَلسَّوْدِيُّ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ یہ اصحاب بدرین ہیں اور قبیلہ بنی عیینہ بن عدی سے ہیں
سیدنا آیاسُ بْنُ وَرْقَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ یہ انصاری خزرجی بنی سالم اصحاب بدرین ہیں اور
روز جنگ یمامہ شہید ہوئے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بمقابلہ سیلہ کذاب ساکن یمامہ پر تلے
بحری مین جہاد کیا تھا =

سیدنا اَلسَّوْدِيُّ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ یہ حضور مہمبہ خدا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے جو لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاس آتے تھے انکی اطلاع
واجازت لینے کے واسطے مامور تھے اور یہ غزوہ بدر و احد میں شریک تھے اور خلافت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ میں وفات پائی =

اصحاب البدر بحرف الباء

سیدنا بلال بن رباح غلام آزاد حضرت سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ۔ آپ مودن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور کیفیت آپکی ابو عبد الرحمن اور بعضوں نے ابو عبد اللہ اور بعض نے کے نزدیک
ابو عبد اللہ کریم اور ابو عامر ہے اور مان آپکی ملاہ ساتھ زیر (طای) مہملہ اور تخفیف یم کے ہے حضرت بلال
قدیم الاسلام ہیں پہلے آپ ہی نے اسلام مکہ میں ظاہر کیا اور عذاب کیے گئے دین خدا میں اور آسان ہوا
آپ پر نکلنا روح کا اور روایت ہے کہ عذاب دیا تھا حضرت بلال کو امیہ بن خلف عجمی کہ مالک انکا تھا اور
آخر کو یرین بلال ہی کے ہاتھ سے مارا گیا قصہ اسکا طویل ہے لیکن کھینچتا تھا مالک انکا انکو لوسہ کی زرہ میں
اور ڈال دیتا تھا آفتاب میں اور مارتا تھا لکڑی سے پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو خرید کر
آزاد کر دیا اور حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو سال فتح مکہ ساتھ کہنے اذان خانہ کعبہ کے
فضائل آپ کے بہت ہیں اور میں ہے آپکی فضیلت میں فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ سابقین
چار ہیں۔ میں سابق عرب ہوں۔ بلال سابق حبشہ ہے۔ صہیب سابق روم ہے۔ اور سلمان سابق
فرس ہے۔ اور تھے حضرت بلال سخت گندم گون۔ ورازد۔ بہت بال واسے۔ وفات پائی دمشق میں
میں سال میں۔ اور بعضوں نے کہا اٹھارہویں سال میں۔ اور عمر شریف آپ کی کچھ اوپر ساٹھ اور

بعض نے کہا سرس کی تھی۔

سیدنا یحییٰ بن ابی البخیر الجبلی النجاری۔ و سیدنا یحییٰ بن ثعلبہ الانصاری الحرزجی۔ و سیدنا یحییٰ بن عمرو الحرزجی الانصاری اول المذکر یحییٰ بن یحییٰ بن نجار سے ہیں یہ صاحب بدری اور احدی ہیں اور سیدنا یحییٰ بن یحییٰ بن ثعلبہ شریک بدر واحد تھے = اور سیدنا یحییٰ بن عمرو انکو بیس بھی کہتے ہیں۔ اور یحییٰ بن بشر بھی کہتے ہیں یہ صاحب مع عدی رضی اللہ عنہ واسطے لینے خبر قافلہ ابوسفیان کے گئے تھے جیسا کہ غزوات میں مذکور ہے =

سیدنا بشر بن البراء بن معرور الانصاری رضی اللہ عنہ۔ و سیدنا بشیر بن سعد الحرزجی الاکھا رضی اللہ عنہ اول الذکر بنی سلسلہ سے تھے اور بدر واحد اور خندق میں شریک تھے وفات انکی شہ جری میں بوجہ نہر سینے ایک یہودیہ کے خیر میں ہوئی اور آخر الذکر سیدنا بشیر مع اپنے بھائی سماک بن سعد شریک بدر تھے خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے =

اصحاب البدر بحرف التاء المثنات

سیدنا یمام بن بجار الانصاری رضی اللہ عنہ = سیدنا یمام مولى بنی غنم رضی اللہ عنہ و سیدنا یمام مولى خزاش بن القیمہ رضی اللہ عنہ اول الذکر غزوہ بدر واحدین شریک تھے اور سیدنا یمام غزوہ بدر واحدین شریک تھے اور غلام سعید بن خثیمہ کے تھے = اور سیدنا یمام مولا غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے =

اصحاب البدر بحرف التاء

سیدنا ثابت بن الجذع الذی ہو ثعلبہ الانصاری رضی اللہ عنہ یہ عقبہ ثانیہ میں ایمان لائے اور تمام غزوات میں شریک تھے اور وفات باہ شوال شہ جری غزوہ طائف میں ہوئی۔

سیدنا ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ یہ تمام غزوات میں شریک تھے اور روز جنگ یامہ شہید ہوئے =

سیدنا ثابت الانصاری یہ غزوہ بدر واحدین شریک تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے =

اصحاب البدیع فالحجیم

سیدنا جابر بن عبد اللہ الانصاریؓ یہ انصاری سلمیٰ ہیں جملہ غزوات میں شریک تھے اور انصار میں سب سے پہلے ایمان لائے فضائل انکے زیادہ ہیں اس مختصر میں گنجائش نہیں جو ضبط تحریر میں لائے جاویں =

اصحاب البدیع فالحار

سیدنا حمزہ بن عبد المطلبؓ النہاشی لقب آپکا سید الشہداء اور اسد اللہ ہے مان آپکی ہالہ بیٹی وہب کی بہن آمنہ بنت وہب کی کہ جو والدہ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ خالہ زاد بھائی بھی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تھے نہایت شجاع اور قوی اور احوال آپکی شجاعت و دلاوریکے بہت ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے ملائکہ کو کہ غسل دیتے ہیں حمزہ بن عبد المطلب کو اور خطبہ بن راہب کو اور یہ بھی آیا ہے کہ لکھے ہوئے ہیں وہ نزدیک خدا کے ساتویں آسمان میں حمزہ بن عبد المطلب اسد اللہ و اسد رسولؐ =

سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ قریشی کنیت آپکی ابو عبد اللہ ہے یہ حاضر ہوسے بدر میں اور خندق میں اور تمام غزوات میں کہ آپکے ہوئے اور وفات پانی سال تیسرے ہجری میں مدینہ شریف میں اور عمر آپ کی پینیسٹھ برس کی ہوئی =

سیدنا ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشی رضی اللہ عنہ آپکے نام میں اختلاف ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ ہشام بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہیں آپ فضلاء صحابہ اور مہاجرین اولین سے ہیں آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی اور آپ نے دو ہجرتیں کیں سینے حبشہ اور مدینہ شریف کی طرف اور تھا اسلام آپکا پہلے داخل ہونے دارا قرم میں اور حاضر ہوسے بدر میں اور اُسکے بعد کے غزوں میں شہید ہوسے آپ جنگ ۵۳ یا ۵۴ برس کی ہوئی =

سیدنا حارث بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ ربیعہ ساتھ پیش (را) اور زیر (با) اور زیر بار شدہ کے اور بعضوں نے ساتھ زیر (را) اور زیر (با) اور تخفیف کے بھی ضبط کیا ہے اور صحیح اول ہے اور شہید ہوئے روز بدر کے اور یہ حارثہ ہیں بیٹے سراقہ کے بیٹے وقت شہید ہونے کے بچ نظر کر نیا لون سکے

اور ربیع نام انگلی ان کا ہے اور سراقہ اُنکے باپ کا نام ہے اور تھے حارث نظر کرنے والوں میں نہ قتال کر نواہوں میں جیسا کہ احمد و نسائی نے روایت کی ہے اور حواشی میں لکھا ہے کہ مجھے وہ اُن لوگوں میں سے کہ بلند جگہ کھڑے تھے کہ اوپر احوال و شتموں کے نظر کریں اور خبر دیں۔ نظارہ ساتھ زیر نون اور تشدید (ظ) کے وہ قوم کہ نظر کریں کسی چیز کو۔ اور یہ حارث فوجان تھے واسطہ نظارگی کے عہد میں کھڑے تھے کہ ناگمان ایک تیرہ پونچا کہ پھینکنے والا اسکا معلوم نہ تھا خلق میں اُنکے لگا پس مان انگلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہو تم مقام و مرتبہ حارثہ کا بہ نسبت میرے کہ کس قدر چاہتی تھی میں اُسکو اور کس قدر تعلق تھا مجھ کو ساتھ اُسکے اگر بہشت میں گیا تو صبر کروں اور اگر دوزخ میں گیا تو روؤں اُسپر جتنا ہو سکے مجھ سے۔ اور ایک روایت میں ہے اگر دوزخ میں ہے تو دیکھے گا خدا مجھے جو کچھ روؤنگی میں اُسپر پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ام حارثہ وہاں ایک بہشت نہیں ہے کتنی ہی بہشت ہیں نیچے اوپر اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے پس کہا اُسکی مان نے کہ صبر کرونگی میں اُسپر۔

اصحاب البدیر بحرف الحار

سیدنا خُبیبُ بْنُ عَدْتِی الْأَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ خُبیب ساتھ پیش (خ) بمعجمہ کے اور زیر (ب) پہلی کے اور جزم (د) کے حاضر ہوئے بدر میں اور قید کیے گئے غزوہٴ رجع میں سال تیسری ہجرت سے اور مکہ میں لیگئے اُنکو مشرک پس خزیما کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے اور خُبیب نے قتل کیا تھا حارث کافر کو روز بدر کے پس خزیما خُبیب کو حارث کے بیٹوں نے اس غرض سے کہ قتل کریں اُنکو پس رہے وہ قید اُنکے پاس پھر سولی پر کھینچا اُنکو تیرہمیں روز اول اسلام میں سولی پر یہی کھینچے گئے ہیں اور اول اُنھوں نے جاری کیا طریقہ ادا کرنے و درگت کا وقت قتل کے اور قصہ اُنکا عجیب ہے جیسا کہ مذکور ہے صحیح بخاری شریف میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ وقت قتل کے کہتے تھے کہ خداوند امین کیسکو نہیں پاتا ہوں کہ سلام میرا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا وے تو پہونچا سلام میرا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ پس جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلام اُنکا پہونچا یا یہ حدیث قتل کی پوری روایت صحیح بخاری شریف میں ہے۔

سیدنا خُنَیسُ بْنُ خَدَافَہُ سَہْمِیُّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ خُنَیس ساتھ پیش (خ) بمعجمہ کے اور زیر (ن) کے اور جزم

(ی) کے اور سین مہلہ کے آخرین قریشی تھے اور مہاجرین میں سے تھے حاضر ہوئے بدر میں بعد ہجرت کرنے کے طرف حبشہ کے پھر حاضر ہوئے احد میں پھر مدینہ میں آئے اور بسبب زخم کے کہہ رکھتے تھے جان دی اپنی اور وہ خاوند تھے حفصہ عمر بن الخطاب کی بیٹی کے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب البدور بحرف الراء

سیدنا رفاعہ بن رافع الانصاری رضی اللہ عنہ رفاعہ (ر) کے زیر سے بدری ہیں اور باپ انکے سردار تھے اپنی قوم کے اور بھائی انکے مالک بن رافع ہیں اور رفاعہ حاضر ہوئے بدر میں اور اعدین اور تمام جہادوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حاضر ہوئے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے جنگ جبل اور صفین میں اور وفات پائی سال اول امارت مادیہ میں =

سیدنا رفاعہ بن عبدالمذخر ابوالبابہ الانصاری رضی اللہ عنہ یہ صاحب دوی اور سردار دین سے تھے اور حاضر ہوئے عقبہ میں اور بدر میں اور تمام جہادوں میں اور بعضوں نے کہا کہ بدر میں نہیں حاضر ہوئے بلکہ امیر کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مدینہ میں اور لکایا حفصہ انکا اصحاب بدر کے ساتھ جدیہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لکایا تھا حفصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت بدر سے اور وفات پائی آپ نے خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اور قصہ انکے باندھنے کا اپنے کو ستون مسجد سے واسطے قبول توبہ کے اس تفسیر سے کہ واقع ہوئی تھی افسانے قضیہ بنی نفیر میں مشہور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک ستون ہے کہ اسکو ستون البابہ کہتے ہیں اور یہ نام انکا اسی تفصیل سے مذکور ہوا =

اصحاب البدور بحرف الزاء

سیدنا زبیر بن عوام قرشی رضی اللہ عنہ = عوام ساتھ زیرین اور قشدید واد کے اور زبیر عشرہ بدرہ میں سے ہیں اور جمع ہوتی ہیں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پشت میں چار واسطے سٹان آنکی کہ صفیہ بیٹی عبدالمطلب کی کہ جو چھوٹی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ام المومنین حضرت بی بی خدیجہ آنکی چھوٹی ہیں اور اسار بیٹی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی آنکی اسلام لائی وہ اور مان آنکی صفیہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پراسوقت میں سولہ برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ پچیس برس کے تھے اور

عذاب کیا انکو اُنکے چچا نے ساتھ دھوئین کے تو کہ ترک کرین دین اسلام کو لیکن نہ ترک کیا انھوں نے روزِ ہجرت کے طرف حبشہ کی اور حاضر ہوئے بدر میں اور تمام غزوات میں ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کچھ سے رہے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزِ احد کے اور تواریخ اول آپ ہی کی کچھ ہی ہے راہِ خدا میں اور تھے آپ سفید اور دراز قد سبک گوشت بہت بال واسے ہلکے رخسارہ شہید ہوئے روزِ بل کے سترہ ہجری میں اور عمر شریف آپ کی چونکہ برس کی تھی اور دفن کیے گئے وادی الباع میں پھر لائے گئے بصرہ میں اور قبر اُنکی وہاں مشہور ہے اور مارا انکو ناز میں ابنِ جریز نے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں سے تھا اور ابنِ جریز حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ بشارت ہو انکو ساتھ قتلِ زبیر کے حضرت علی علیہ السلام نے کہا بشارت ہو تجکو بھی ساتھ آگِ دوزخ کے اور قصہ اُنکے قتل کا احادیث اور سیر کی کتابوں میں شرح لکھا ہے یہاں اسی پر اکتفا کیا گیا =

سیدنا زید بن سہیل الأنصاری رضی اللہ عنہ کنیت آپ کی ابو طلحہ ہے آپ حاضر ہوئے عقبہ میں ساتھ ستر نفر کے اور حاضر ہوئے بدر میں اور تمام غزوات میں کہ بعد بدر کے ہوئے اور آپ اپنی کنیت یعنی ابو طلحہ سے مشہور تھے اور آپ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور تھے آپ خاندانِ سلمیہ کے جو ان انس بن مالک کی ہیں اور آپ تیرا ازسی میں مشہور تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو طلحہ لشکر میں بہتر ہے ایک گروہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ سو مرد سے اور بعض روایت میں ہزار مرد سے بھائی چارہ کر دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان اُنکے اور ابو عیینہ اللہ کے اور تھے آپ انصار کے سرداروں میں سے اور اُنکے نوکر دین میں سے اور اُن کے فضائل بہت ہیں اور وفات پائی سترہ ہجری میں اور عمر شریف آپ کی ستر برس کی تھی رضی اللہ عنہ =

سیدنا زید بن سہیل الأنصاری رضی اللہ عنہ آپ صحابی ہیں اُن میں سے کہ جنھوں نے قرآن شریف جمع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور انس کے چچاؤں میں سے حاضر ہوئے آپ بدر میں اور مشہور تھے ساتھ سعد قاری کے اور آپ کے نام میں اختلاف ہے بعض نے کہا سعد بن عیمر اور بعض نے کہا کہ قیس بن سکن رضی اللہ عنہ =

اصحاب البدربجوف السین

سیدنا سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ - مینی سعد بن ابی وقاص کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور

مالک نام ابی وقاص کا ہے۔ آپ: ہری قریشی بن اسلام لائے سعد ابتدا را اسلام میں حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر ستر برس کی عمر میں اور بعض نے کہا کہ انیس برس کی عمر میں اور انھوں نے کہا کہ میں تیسرا اسلام ہوں یعنی دو کے بعد تیسرا میں اسلام لایا اور اول میں نے ہی تیر پھینکا راہ خدا میں اور حاضر ہوئے وہ بدر میں اور سب جہادوں میں ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لیے اپنی ماں اور باپ کو روز احد کے کہ فلانکہ تیر پھینکا ماں اور باپ میرے خدا ہوں تجھ پر اور تجھے آپ اپنے قدم اور فرجہ کلان سر سخت انگلیاں تھیں لنگ گندم گون پشت یعنی بدن پر بال بہت تھے۔ وفات پائی آپ نے محل میں کہ عقیق میں تھا نزدیک مدینہ کے دس کوس پر اور لائی گئی لاش اُنکی مدینہ میں اور دفن کیے گئے جنت البقیع میں شہہ ہجری میں یا شہہ ہجری میں عہد معویہ میں کچھ اوپر ستر برس کے تھے اور بعض نے کہا کہ ۸۲ برس کے اور عشرہ مبشرہ میں سے سب سے پیچھے انھوں نے وفات پائی ہے اور فتح کی گئی اُنکے ہاتھ پر مالک عم کے اور کسریٰ کے اور اُنکی سسی سے بنیاد کسریٰ کے سرداروں کی دور ہوئی اور مناقب آپکے بہت ہیں جو احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

سیدنا سعد بن حو کہ قریشی رضی اللہ عنہ ساتھ زیر (خ) اور جزم (و) کے بنی عامر بن لوی سے تھے اور بعضوں نے کہا حلیف یعنی ہم قسم اُنکے تھے اور تھے حبشہ کی ہجرت کرنے والوں سے ہجرت ثانیہ میں اور بعض نے کہا حاضر ہوئے بدر میں اور وفات پائی مکہ منظمہ میں سال حجة الوداع کے رضی اللہ عنہ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قریشی۔ ساتھ پیش یون اور زیر (ف) کے اور جزم (ی) کے اور کنیت سعید کی ابو الاعور ہے اور یہ قریشی عدوی اور عشرہ مبشرہ سے ہیں اور ہنوتی عمر بن الخطاب کے آپ قدیم الاسلام ہیں کہ اسلام لائے پہلے آنے کے دار قرقم میں اور حاضر ہوئے تمام جہادوں میں ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تھے وہ غزوہ بدر میں ہمراہ طلحہ بن عبد اللہ کے واسطے خبر لینے قافلہ قریش کے کہ گئے تھے اور تھے آپ گندم گون دراز قد جمع ہوتے ہیں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہویں پشت میں بیچ کعب بن لوی کے اور اسلام لائے وہ بیس برس کی عمر میں اور کہا دیکھا میں نے اپنے کو کہ باذاتھا مجھ کو عمر نے اسلام لانے پر اور اسلام لائیں بیوی اُنکی فاطمہ بنتی خطاب کی پہلے اپنے بھائی عمر بن الخطاب کے اور وفات پائی عقیق میں قریب مدینہ طیبہ کے شہہ ہجری میں اور عمر شریف اُنکی کچھ اوپر ستر برس کی ہوئی اور اُنکے باپ زید بن فضیل نے جاہلیت میں دین ابراہیم اختیار کیا تھا اور ذوالحجہ

شترکون سے پرہیز کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے اُترنے وحی کے اور انکو موحد الہا لیت کتے ہیں رضی اللہ عنہ =

سیدنا سہل بن خنیف الانصاری رضی اللہ عنہ یہ بدر اور احد میں اور تمام جہادوں میں شریک ہوئے اور روز احد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت رہے اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصفا میں حضرت علی علیہ السلام کے بسے حضرت علیؑ نے انکو مدینہ طیبہ میں خلیفہ کیا پھر ولایت فارس پر حاکم کیا اور کوفہ میں سلسلہ ہجری میں وفات پائی اور حضرت علیؑ نے اُنپر نماز ادا کی رضی اللہ عنہ =

اصحاب البدر بحرف لشین

سیدنا ثمالس بن عثمان المخزومی رضی اللہ عنہ یہ بدر و احد میں شریک تھے اور جنگ احد میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ =

سیدنا شجاع بن ابی وہب الاعدنی رضی اللہ عنہ یہ مع اپنے بھائی عقبہ بن ابی وہب کے شریک بدر تھے اور تمام غزوات میں شریک بدر رہے اور جنگ یمامہ میں سلسلہ ہجری میں شہید ہوئے آپ کی عمر چالیس برس سے زائد تھی رضی اللہ عنہ =

اصحاب البدر بحرف الصاد

سیدنا صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ - حضرت صہیب بن سنان اجلہ صحابہ میں سے تھے آپکے فضائل بہت زیادہ ہیں جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ کَثُرَتْ فِیْہِ فُتُوۡہُ اَتَّبَعَا مَکْرَ صَاحِبِیۡۤہِ فَوَاۡیَاۡجِبَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کہ جو شخص ایمان لایا اللہ اور قیامت پس چاہیے کہ وہ محبت رکھے صہیبؓ سے جس طرح مان اپنے بیٹے سے حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی کنیت ابو یحییٰ رکھی تھی حضرت صہیبؓ کے فضائل میں بہت احادیث ہیں اپنے سوال سلسلہ میں مدینہ منورہ میں شہر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے =

اصحاب البدر بحرف الضاد

سیدنا ضحاک بن عکبہ عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ یہ بیعت عقبہ میں اور غزوہ بدر و احد میں مع اپنے

بھائی نعمان کے شریک تھے۔

سیدنا النضاک بن حارثہ الانصاری رضی اللہ عنہ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے =

سیدنا ضمرة بن عمرو حلیف لبنی طریق من الخزرج رضی اللہ عنہ یہ شریک بدر تھے اور غزوہ احد میں شریک تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔

اصحاب البدر بحرف الطاء

سیدنا الطیفیل بن الحارث القرظی رضی اللہ عنہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے انکے بھائی عبیدہ و حصین بھی شرکاء بدر تھے۔ عبیدہ بدر میں شہید ہوئے باقی دو بھائیوں نے شہید ہجری میں وفات پائی =

سیدنا الطیفیل بن مالک بن خنساء الانصاری رضی اللہ عنہ انکے والد کا نام نعمان بن خنساء بھی کہا گیا ہے یہ غزوہ بدر و احد میں شریک تھے انکے غزوہ احد میں تیرہ زخم لگے اور زندہ رہے مگر غزوہ خندق میں شہید ہجری میں شہید ہوئے =

اصحاب البدر بحرف الطاء

سیدنا طہر بن رافع الانصاری اور بھائی انکے رضی اللہ عنہ طہر ساتھ زیر (ظ) معجمہ کے اور ملا علی نے کہا ساتھ تصغیر کے اور بھائی طہر کے خدیج بن رافع اور ملا علی نے کہا منظر نام تھا انکا ساتھ پیش کے نیم۔ اور ساتھ زیر کے (ظ) کے اور زیر (ہ) مشد کے دونوں اہل بدر سے ہیں حاضر ہوئے بدر میں اور تمام فوجات میں کہ بعد بدر کے ہوئے رضی اللہ عنہ =

اصحاب البدر بحرف اللعین

سیدنا عبید اللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ ہذلی ساتھ پیش (ہ) کے اور زیر (ذال) کے نسبت سے طرف قبیلہ بنی ہذیل کے غیر قبائل قریش سے رضی اللہ عنہ =

سیدنا عبید الرحمن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ یہ اولاد زہرہ بن کلاب سے جمع ہوتے ہیں ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلاب بن مرہ میں چھ واسطے پر اور تھا نام انکا جاہلیت میں عبد الکعبہ۔ پیدا ہوئے
 دس برس بعد سال فیل کے اور اسلام لائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ابتداء اسلام میں اور انکی امان
 بھی مسلمان ہوئیں اور ہجرت کی انھوں نے حبشہ کو اور حاضر ہوئے بدر میں اور تمام جہادوں میں ساتھ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ثابت رہے روز احد کے اور پونچے بیس زخموں سے زیادہ اور ادا کی اُنکے پیچھے
 نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں اور تمام کی آپ نے نماز جو کچھ کہ باقی رہی جیسے کہ حکم مسبق
 ہے مگر غزوہ تبوک میں نہیں گئے اور تلافی کی اُنکی ساتھ تصدق کرنے چار ہزار دینار کے راہ خدا میں بعد ازاں
 ساتھ چالیس ہزار دینار کے اور سوار کیا لوگوں کو پانسو گھوڑوں پر راہ خدا میں پھر پانسو اونٹوں پر راہ خدا میں
 اور خبر گیری کی ازواج مطہرات کی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تھا اکثر اموال انکا تجارت سے اور
 منافق اُنکے بہت ہیں اور تھے وہ رضی اللہ عنہ دراز قد تنگ چہرہ سرخ و سفید لنگڑے ہو گئے تھے بہ سبب
 تیرو نکے کہ اُنکے پاؤں میں لگے تھے اور تھے اغنیاء صحابہ سے اور وقت ہجرت کرنے کے مدینہ کی طرف خیر
 تھے اور یہ خیر و برکت انکو مدینہ طیبہ میں حاصل ہوئی اور جب وفات پائی تو چار بی بیان یعنی چار بی بی رکھتے
 تھے اور صلح کی گئیں وہ چوتھائی یا بارہویں حصہ پر کہ حق انکا تھا ساتھ اسی ہزار درہم یا دینار کے یعنی ہفتہ
 مال تھا کہ سارے متروک سے بیویوں کو آٹھویں حصہ کے تین لاکھ اور میں ہزار درہم یا دینار ہوتے تھے اُس میں
 سے چوتھائی پر کہ اسی ہزار ہوئے مصاحت ہوئی ہیں ہر ایک بی بی کو اس قدر حصہ ملا اور وصیت کی وقت وفات
 کے ہر ایک کے لیے اہل بدر میں سے چار چار سو دینار کے دینے کی اور تقسیم کی گئی میراث انکی ایک ہزار ساٹھ
 ہزار پچھ ہر ایک کو اسی اسی ہزار درہم ملے اور جب سنی انھوں نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ سے
 کہ کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دیکھا میں نے عبدالرحمن بن عوف کو کہ چار ہزار میں
 بہشت میں اور بیٹھتے تھے اُس میں بطریق جلو کے کہ لڑکوں کی چال ہے سرین پر تصدق کئے حضرت عائشہ رضی
 اللہ عنہ کے تمام قافلہ پر کہ شام سے آیا تھا ساتھ سوا دس پالانوں اور جھولوں سمیت بہ سبب شکرانہ اُس شکر
 دخول جنت کے اور تھے رضی اللہ عنہ کہ دراز ادا کرتے تھے نماز کو پہلے طہر سے اور دعا و ایت ہے کہ وقت وفات
 کے وہ بیہوش ہوئے اور جب ہوش میں آئے تو کہا کہ میرے پاس دو فروشتے درشت و سخت خوابے اور
 کہا اُسکو آگے حاکم غزہ امین کے لیجاتے ہیں ہم بس دو فرشتے اور آئے اور کہا کہ اُنکو کہاں لیے جاتے ہو
 انھوں نے کہا کہ لیے جاتے ہیں ہم اُسکو آگے غزہ امین کے اُن فرشتوں نے کہا کہ چھوڑ دو اُسکو کہ سبقت

کی ہے سادات نے اس میں جسوقت کہ مانگے پیٹ میں تھاروایت کیا اسکو ابو نعیم و ابن عساکر نے اور فتویٰ دیا کرتے تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں اور وفات پائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اور جب وفات پائی تو حضرت علیؑ نے کہا کہ جا اے ابن عوف کہ صاحب چشمدی و رویٰ زندیقی مناقب آپ کے بہت ہیں اور آپ کے اسلام لائیکا قصہ غریب ہے جو اسماء الرجال میں نقل ہے۔

سیدنا عبیدہ بن حارث قریشی رضی اللہ عنہ عبیدہ بضم عین کنیت آپ کی ابو اعات اور بعضوں نے کہا ابو معویہ ابو عبیدہ بیٹے حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین میں بڑے تھے اسلام لائے پہلے آنے کے دار ارقم میں اور ہجرت کی آپ نے ساتھ دو بھائیوں اپنے کے کہ طقیل اور حصین نام رکھتے تھے اور لڑے روز بدر کے ولید بن عقبہ سے یہاں تک کہ وفات پائی عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ولید کے ہاتھ سے اور مارا گیا ولید بھی اسی روز روایت کیا اسکو علی علیہ السلام ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے =

سیدنا عبیدہ بن صامٹ الانصاری رضی اللہ عنہ آپ انصار کے سرداروں میں تھے آپ حاضر ہوئے عقبہ ثانیہ اور ثالثہ میں اور حاضر ہوئے بدر میں اور تمام جہادوں میں اور یہ ایک شخص تھے ان صحابہ سے کہ جنہوں نے جمع کیا قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور تھے آپ پر از قدیم خوبصورت اور بھیاں آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں قاضی اور معلم کر کے پس حص میں اقامت کی بعد ہزان فلسطین میں قدامت کی اور بقیام رملہ کے وفات پائی اور بعض کے نزدیک بیت المقدس میں سلسلہ ہجری میں وفات پائی عمر شریف آپ کی بہتر برس کی ہوئی اور بعض نے کہا کہ معویہ کے زمانہ تک ابھی سیدنا عمر بن عوف رضی اللہ عنہ یہ ہم قسم عامر بن لوی ہیں آپ انصاری ہیں حاضر ہوئے بدر میں اور سکونت اختیار کی مدینہ شریف میں اور لادہ وفات پائی مدینہ میں بیچ اخیر ایام معویہ کے اور تھے آپ قدیم الاسلام اور ان لوگوں میں سے کہ نازل ہوئی ان کے حقین و تروی علیہم تفضیل من الذمیع اور دیکھا ہے تو انکھیں انکی کہ جاری ہیں انہوں نے اور روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث کہ فرمایا نہیں دُر تا ہوں میں تیر فقرے مگر دُر تا ہوں فراخی دنیا سے الخ =

سیدنا عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ کنیت آپ کی ابو سعود ہے اور آپ بدری ہیں مشاہیر صحابہ حاضر ہوئے عقبہ ثانیہ میں اور جمہور سپہر ہیں کہ نسبت انکی طرف بدر کی بسبب

سکونت کے ہے کہ وہاں رہتے تھے نہ بہ سبب حاضر ہونے کے جنگ بدر میں اور وفات پائی آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے عہد خلافت میں بعض کہتے ہیں بعد اُسکے ۳۲ھ ہجری میں رضی اللہ عنہ =

سیدنا عامر بن زبیعہ عزمی رضی اللہ عنہ ساتھ عین ہملہ اور دونوں مفتوحین کے اور (زم) کی نسبت ہم غزوہ کی طرف کہ انکے اجداد سے تھے اور جامع الاصول میں الغزو ساتھ عین معجمہ اور واؤ کے حلیف بن عزی ہے اور اسلئے اسکی نصبت میں عدوی بھی واقع ہوا اور کاشف میں حلیف آل خطاب کا کیا اور ہجرت کی دونوں ہجرتیں اور حاضر ہونے بدر میں اور سب جہادوں میں اور اسلام لائے آپ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور وفات پائی ۳۲ھ ہجری میں یا ۳۳ھ ہجری میں اور قول اول مشہور تر ہے اور ثانی بھی موافق تر ہے اس مضمون کے کہ کاشف میں کہا کہ وفات پائی پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے =

سیدنا عاصم بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ آپ حاضر ہوئے بدر میں اور یہ وہ شخص ہیں کہ نگاہ رکھا انکو زنبورون لینے بھڑون نے جسوت کہ چاہا مشرکون نے کہ سرانکا کاٹ لین بہ سبب اسکے کہ مار ڈالا تھا انھوں نے کسی سردار کو انکے سرداروں میں سے اور انھوں نے دعا کی تھی خدا نے غرول سے کہ ہاتھ مشرکون کا بھگونے ہو چکے ہیں بھیجا خدا تعالیٰ نے زنبور و نگو پس بچا لیا انکو مشرکون کے ہاتھ سے اور جب رات ہوئی ایک ہوا آئی اور لگی آپ کو اور یہ قضیہ غزوہ رجبہ میں ہوا اور یہ جد مادری عاصم بن عمر الخطاب کے ہیں رضی اللہ عنہ سیدنا عویم بن ساعدۃ الانصاری رضی اللہ عنہ - جویم تصغیر عام یعنی منہ بضم عین ہملہ و فتح واؤ و سکون آتھانیہ کے - آپ حاضر ہوئے دونوں عقبوں میں اور بدر میں اور تمام غزوں میں اور وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور عمر آپکی پینسٹھ یا چھیا سٹھ برس کی ہوئی رضی اللہ عنہ =

سیدنا عبان بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ = عتب بن کسر عین و سکون فوقانیہ و موحده آتھ حاضر ہونے بدر میں اور روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اُنسے روایت کی انس بن مالک اور محمود بن زبیع نے اور تھے وہ نابینا اور قصہ انکے عذر کر نیکا آنے سے مسجد میں اور آنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکے گھر میں اور ادا کرنے نماز کا اسہین تو کہ اسکو جگہ نماز کی پکڑ میں مذکور ہے صحیح بخاری شریف میں اور تھے آپ خربجی سلمیٰ اور معویہ کے زمانہ میں آپ نے وفات پائی رضی اللہ عنہ =

اصحاب البدر بحرف الغین

سیدنا غنم بن اوس الانصاری رضی اللہ عنہ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے اسپر سب کا اتفاق ہے

اصحاب البدربحرف الفاء

سیدنا فردوس بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ یہ غزوہ بدر اور تمام غزوات میں شریک تھے۔
 سیدنا الفاکہ بن بشر الانصاری رضی اللہ عنہ انکے والد کے نام میں بسر بضم باو سکون سین مہملہ بھی لکھا
 ہے یہ شریک بدر تھے =

اصحاب البدربحرف القاف

سیدنا قاذبہ بن مطعون رضی اللہ عنہ ساتھ زبیریم اور جزم (ظ) سمجھا اور عین مضموم کے اور قذامہ ساتھ
 پیش قاف اور تخفیف وال ہملہ کے آپ قریشی ہیں مامون عبدالہ بن عمر کے رضی اللہ عنہم ہجرت کی اپنے
 حبشہ میں اور حاضر ہوئے بدر میں اور تمام جہادوں میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عامل کیا انکو
 حضرت عمر بن الخطاب نے بحرین کا بعد انان معزول کیا روایت کی ہے اُنسے عبدالہ بن عمر نے اور وفات
 بائی ۳۷ ہجری میں اور ۶۸ برس کی آپ کی عمر تھی رضی اللہ عنہ =

سیدنا قاذبہ بن نعمان الانصاری آپ صحابی ہیں اور مشہور قذامہ تابی بصری ہیں اور تھے نابینا حافظ
 مفسر حافظہ خوب رکھتے تھے اپنے زمانہ میں کہ جو سنتے تھے بھولتے نہ تھے اور یہ روایت کی گئی ان بن مالک
 سے اور حسن بصری اور سعید بن مسیب سے اور یہ قذامہ صحابی حاضر ہوئے عقبہ میں اور بدر میں اور انکے بعد
 کے جہادوں میں اور وفات بائی ۳۷ ہجری میں اور نماز پڑھی انہیں عمر رضی اللہ عنہ نے اور تھے آپ فضلہ صحابہ
 سے رضی اللہ عنہ =

اصحاب البدربحرف الکاف

سیدنا کعب بن زید النخاری الانصاری رضی اللہ عنہ یہ حضرت کعب بن زید غزوہ بدر میں شریک تھے
 اور واقعہ بیرعونہ میں کہ ستر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے ان میں سے انھیں شہید ہوئے اور
 یہ اکیلے زخمی ہو کر مقتولین میں پڑے رہے اور زندہ رہے مگر غزوہ خندق میں شہید ہوئے
 قصہ بیرعونہ کتب سیر میں مفصل ہے =

اصحاب البدربحرف اللام

سیدنا لہبہ بن قیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے =

اصحاب البد بحرف المیم

سیدنا معاذ بن عمرو بن الجحوح ساتھ زیرِ حیم اور پیشِ میم کے اور آخرین (ح) ہے اور یہ خزرجی ہیں طہرہ عقبہ میں اور بدر میں یہ اور باپ اُنکے عمرو بن الجحوح یہ وہی ہیں کہ قتل کیا انھوں نے ساتھ معاذ بن عفراء کے ابو جہل کو =

سیدنا معاذ بن عفراء اور بھائی اُنکے یعنی معاذ بن عفراء اور معوذہ ساتھ پیشِ میم (اور زیرِ عین) اور زیرِ واو (مشدد کے اور عفراء ساتھ زیرِ عین مجملہ) اور جزم (ن) حمد و دہ کے نام اُنکی مان کا ہے اور نام اُنکے باپ کا حارث بن رفاعہ انصاری اور معوذہ قاتل ابو جہل کا ہے باعانتِ اپنے بھائی معاذ کے۔ اور معوذہ نے بعد اُنکے قتل کیا اور مارے گئے اور معاذ باقی رہے اور سب جہادوں میں لڑے ہیں معوذہ اور معاذ بن عفراء کہ دونوں اہل بدر سے ہیں اور اُنکا ایک بھائی اور ہے کہ نام اُنکا عوف ہے وہ بھی بدر میں مارے گئے سیدنا مالک بن ریحہ ابو السید المانصاری رضی اللہ عنہ ساتھ پیشِ ہمزہ (اور زیرِ سین) اور جزم (ی) کے ابو السید کفیت مالک کی ہے اور مشہور ہیں ساتھ کفیت کے آپ حاضر ہوئے بدر میں اور تمام جہادوں میں اور آپ ساعدی ہیں وفات پائی سنہ ۳۵ ہجری میں اور عمر آپ کی ۷۷ یا ۷۸ برس کی تھی بعد نابینا ہوئے۔ اور بدر میں سب سے پیچھے آپ نے وفات پائی رضی اللہ عنہ =

سیدنا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ۔ مسطح ساتھ زیرِ میم (اور جزم (سین) اور زیرِ ط) کے اور اثاثہ ساتھ پیشِ ہمزہ کے اور دو (ثاثر شتہ) کے اور عباد ساتھ زیرِ سین (اور تشدید (ب) کے مسطح حاضر ہوئے بدر میں اور اُحد میں اور تمام جہادوں میں کہ بعد اُنکے ہوئے اور یہ وہ ہیں کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں جو کچھ کہہا فضیلا فک یعنی بتان میں اور دوسے مارے اُنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں میں کہ درے لگائے اُنکو اور کہتے ہیں کہ مسطح لقب اُنکا ہے اور نام اُنکا عوف ہے اور وفات ہوئی اُنکی سنہ ۳۵ ہجری میں اور عمر اُنکی ۷۶ برس کی ہوئی۔

سیدنا مراءہ بن ربیع المانصاری رضی اللہ عنہ مراءہ ساتھ پیشِ میم (اور تخفیف پہلے کے اور ربیع ساتھ زیرِ ب) کے مراءہ بنی عمرو بن عوف سے ہیں آپ حاضر ہوئے بدر میں اور یہ انھیں تینوں میں سے ہیں کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے بہت مشہور انہیں کعب بن مالک ہیں دوسرے ہلال بن امیہ۔ اور

تیسرے یہ۔ اور توبہ قبول کی انکی حق غو جمل نے اور نازل کیں آیتیں قرآن شریف کی اُنکے حق میں اور اسی سبب سے نام رکھا گیا اس سورۃ کا سورۃ توبہ =

سَيِّدُنَا مَعْنِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَاحِقُ زَيْرِ (میں) اور جزم عین کے اور عدی ساحق زیر (عین) اور زیر (دال) معلوم اور تشدید (ی) کے یہ ہم قسم ہیں بنی عمر بن عوف کے اور اسی سبب سے کہا جاتا ہے انکو انصاری آپ حاضر ہوئے بدر میں اور تمام چادون میں کہ بعد اُسکے ہوئے اور حاضر ہوئے عقبہ میں اور بھائی چارہ کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان اُسکے اور درمیان زید بن الخطاب کے کہ جو بھائی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور شہید ہوئے دونوں معاً فیرا دسکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رضی اللہ عنہ =

سَيِّدُنَا مَقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو كِنْدِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ہم قسم تھے زہرہ کے۔ مثلاً دو ساحق زیر (میں) کے اور کندی ساحق زیر (کاف) اور جزم (نون) کے اور انکو مقداد بن الاسود کہتے ہیں اور کندی اسی سبب سے کہتے ہیں کہ باپ اُنکے عمرو ہم قسم کنندہ کے تھے اور ہم قسم ہوتے وہ خود اسود بن لیث زہری سے اسی سبب سے زہری کہا ہے اور انکو ابن الاسود بھی اسی سبب سے کہتے ہیں اور قسیم الاسلام تھے وہ اور بعض کہتے ہیں بعد پنج آدمیوں کے چھٹے اسلام یہ ہی لائے اور بہت بزرگ اور نیک سمجھے اصحاب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اور روایت کی ہے اور حدیث میں علی ابن ابی طالب اور طارق بن شہاب وغیرہ نے اور وفات پائی حوف میں کہ ایک موضع ہے تین کوس مدینہ شریف سے اور اُنکا کر لاش انکی لائی گئی طرف مدینہ طیبہ کے اور دفن کیے گئے جنت البقیع میں ۳۵ ہجری میں اور عمر انکی ۷۰ برس کی ہوئی اور نماز ادا کی پیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے۔

اصحاب البد ربحرت الواد

سَيِّدُنَا وَقْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ الْأَيْمَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ یہ قبل تشریف لپھاے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں مسلمان ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرھویں مہینے ہجرت سے بعد اسد بن جیش کو تنجد کی طرف بھیجا تھا و اقداسکے ساتھ تھے عمرو بن حضری مشرک جو قبیلہ قریش میں تھا حضرت اقداس نے اسکو قتل کیا اول جو مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا وہ عمرو بن حضری تھا اور اول قاتل و اقداس تھے

رجب کا مہینہ تھا مشرکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ مہینے حرام میں تمہارے صحابی نے ہمارے آدمی کو کچھ مار ڈالا پھر یہ آیت نازل ہوئی فَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُرْبُهُ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَآخِرُ حُجَّ أَهْلِهِ مِنْهُ الْكَبِيرُ عِنْدَ اللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ الْكُبْرَىٰ الْمَقْتُولِ = مراد اس تمام آیت سے یہ ہے کہ نکال دینا وطن سے اور قتل یہ تو قتل سے بڑھ کر ہے تنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے نہیں دیا قتل و فساد کیا اس قتل پر مہینے کی حرمت کا لحاظ ہے وفات انکی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ہوئی =

اصحاب البدر بحرف الهاء

سید نایب اللہ بن امیۃ الانصاری رضی اللہ عنہ یہ ایک صحابی ہیں ان تین میں سے کہ پہچھے رہ گئے تھے غزوہ تبوک سے اور توبہ قبول کی خدا تعالیٰ نے اور قدف بیٹے ہمتان زنا کیا اپنی بی بی کو پس حاضر ہوئے بدر میں اور روایت کی ان سے جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عباس نے رضی اللہ عنہم اجمعین اور وفات پائی آپ نے زمانہ حضرت عمرؓ میں جہاد قادسیہ ایران ۳۰ ہجری میں ۵

اصحاب البدر بحرف الیاء

سید نازید بن المندرز رضی اللہ عنہ انکو صاحب سیف النصر نے دیون میں لکھا ہے مگر کتاب استیعاب میں الخانام نہیں پایا گیا ہاں معتقل رضی اللہ عنہ کے ذکر میں استیعاب میں لکھا ہے کہ مع اپنے بھائی نازید بن مندز کے شریک ہوئے تھے ۷

سید یزید بن رقیس القرشی رضی اللہ عنہ کتاب استیعاب فی احوال الاصحاب میں یزید بن نعمتہ لکھا ہے کہ یزید بن رقیسؓ انکے نام میں صحیح نہیں ہے اور مصنف سیف الضر نے یزید بن رقیسؓ لکھا ہے کہ یہ غزوہ بدر میں اور غزوہ حنین میں شریک تھے ۳۰ ہجری میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ =

وبى هذه الاسماء اهل البدر رضوان الله عليهم اجمعين

بسم الله الرحمن الرحيم

اللَّهُمَّ فِي أَسْئَلِكَ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ الْمُهَاجِرِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِسَيِّدِنَا جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِسَيِّدِنَا مِيكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِسَيِّدِنَا إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْكَافِي مِنْ الْمَلَائِكَةِ الْبَدْرِيِّينَ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَبِسَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ الصَّدِّيقِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا عِمْرَانَ بْنِ حَبِيبٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ =

حُرُوفُ الْأَلِفِ

اللَّهُمَّ وَأَسْئَلُكَ بِسَيِّدِنَا الْأَخْبَشِ بْنِ حَبِيبٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي الطَّحْمِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا الْأَرْمَنِ بْنِ أَبِي الْأَرْمَنِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَلَسَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي سَلَمَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا إِيَّاسَ بْنِ أَوْسٍ الْأَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا سَعِيدِ بْنِ حُصَيْنٍ الْأَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَمِيْنِ بْنِ قَادَةَ الْأَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَسْبَاطِ بْنِ مُعَاذِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي بَنِي مُعَاذِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي كَعْبٍ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ بَرِيدٍ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَوْسِ بْنِ ثَابِتٍ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَوْسِ بْنِ حُوَلٍ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ مُعَاذِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَوْسِ بْنِ مُعَاذِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حُرُوفُ الْبَاءِ

اللَّهُمَّ وَأَسْئَلُكَ بِسَيِّدِنَا بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا بَجِيرِ بْنِ أَبِي بَجِيرٍ

الْخُزْجِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ
 بَكْبَسَةَ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورِ
 الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ سَعْدِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ الْبَرَاءِ
 الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حرف التاء

اللَّهُمَّ وَاسْتَئْذِنِي سَيِّدَ نَاجِيَاتِ مَوْلَى ابْنِي عَمْرِو بْنِ السَّيِّدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ مَوْلَى
 خَوَاشِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ تَيْسَرَ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ مَوْلَى
 مَعَاذِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حرف الشاء

اللَّهُمَّ وَاسْتَئْذِنِي سَيِّدَ نَاجِيَاتِ بْنِ عَمْرِو الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ
 حَاطِبِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ أَفْوَهِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ
 بْنِ عَمْرِو الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ
 بْنِ خَالِدِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ خَلْسَاءِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ
 نَاجِيَاتِ بْنِ هُزَالِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ
 ثَعْلَبَةَ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ عَمَّةِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ
 نَاجِيَاتِ بْنِ الْكُتَيْبِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ الصَّخَاكِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
 بِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ ابْنِ رَبِيعَةَ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حرف الجيم

اللَّهُمَّ وَاسْتَئْذِنِي سَيِّدَ نَاجِيَاتِ بْنِ عَتِيكَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ
 عَتِيكَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ بْنِ أَبِي الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاجِيَاتِ
 جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ جَابِرِ بْنِ صَخْرَةَ الْخُزْجِيِّ

خداش ابن قتادة الأوسى رضى الله عنه وبسيد ناخاش بن الصمة الخوزجى رضى الله عنه وبسيد نا
خارجة بن الحميرى الخوزجى رضى الله عنه وبسيد ناخارجة بن زيد الخوزجى رضى الله
عنه وبسيد ناخلاق بن سويد الخوزجى رضى الله عنه وبسيد ناخلاق بن رافع الخوزجى رضى الله
عنه وبسيد ناخلاق بن قيس الخوزجى رضى الله عنه وبسيد ناخلاق بن عمر والخوزجى رضى الله
عنه وبسيد ناخلاق بن قيس الخوزجى رضى الله عنه وبسيد ناخلاق بن قيس الخوزجى رضى الله عنه
وبسيد ناخليفة بن عدي الخوزجى رضى الله عنه وبسيد ناخبيب بن عدي الخوزجى رضى
الله عنه وبسيد ناخبيب بن اساف الخوزجى رضى الله عنه

حرف الدال

اللهم واسألك بسيد نا ذكوان بن سعد المهاجرى رضى الله عنه =

حرف الذال

اللهم واسألك بسيد نا ذى الشمالين ابن عبد عمر والشهد المهاجرى رضى الله
عنه وبسيد نا ذكوان بن عبد القيس الخوزجى رضى الله عنه =

حرف الراء

اللهم واسألك بسيد ناربيعة بن اكثم المهاجرى رضى الله عنه وبسيد ناربي بن
رافع الأوسى رضى الله عنه وبسيد نارفاعه بن عبد المسد الأوسى رضى الله عنه
وبسيد نارافع بن زيد الأوسى رضى الله عنه وبسيد نارافع بن عبدة الأوسى رضى الله عنه
وبسيد نارافع بن المعل الشهد الخوزجى رضى الله عنه وبسيد نارافع بن مالك الخوزجى رضى الله
عنه وبسيد نارافع بن الحارث الخوزجى رضى الله عنه وبسيد نارفاعه بن الحارث الخوزجى رضى
الله عنه وبسيد نارفاعه بن رافع الخوزجى رضى الله عنه وبسيد نارفاعه بن عمر والخوزجى رضى
الله عنه وبسيد نارافيد بن المعل الخوزجى رضى الله عنه وبسيد نارافيد بن اياس الخوزجى

ناربي بن عبد

ناربي

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حُرُوفُ الزَّاءِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ الْحَطَّابِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ
حَارِثَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ أَسْلَمَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ
زِيَادَ بْنِ الشَّكَنِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ عُمَرَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
بِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ لَيْثِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ الْمُرَيْنِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ مُعَلَّاهِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ وَدِيعَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَبِسَيِّدِ نَارِيَّةَ بْنِ خَارِجَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

زِيَادَ بْنِ الشَّكَنِ

جِيَادَ

حُرُوفُ السَّيْنِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَارِ السَّائِبِ بْنِ مَطْعُونِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ السَّائِبِ
بْنِ عَثْمَانَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ السَّائِبِ بْنِ مَقْلٍ مَوْلَى ابْنِ حَدِيقَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سُبْرَةَ بْنِ فَاثِكَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانِ
الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَمِيلِ بْنِ وَهْبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ
مَوْبِطِ بْنِ حُرْمَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَاعِدِ مَوْلَى حَاطِبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَاعِدِ بْنِ حَوْلَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَاعِدِ بْنِ جَيْمَةَ الشَّيْبَانِيِّ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَبِسَيِّدِ نَارِ سَاعِدِ بْنِ مَعَاذِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَاعِدِ بْنِ عَبْدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَاعِدِ
زَيْدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَائِمَةَ بْنِ نَائِبِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَائِمَةَ بْنِ سَلَمَةَ الْأَوْسِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَائِمَةَ بْنِ أَسْلَمَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَائِمَةَ بْنِ عُمَيْرِ الْأَوْسِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَمِيلِ بْنِ حَنِيفِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَمِيلِ بْنِ عَمِيكَ
الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَمِيلِ بْنِ قَيْسِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَمِيلِ بْنِ رَافِعِ
الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَمِيلِ بْنِ رَافِعِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَارِ سَاعِدِ بْنِ رَافِعِ

سَمِيلِ بْنِ رَافِعِ الْخُزَجِيِّ

سَمِيلِ بْنِ رَافِعِ

تَسْمِيْلُ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِعِدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِعِدِ بْنِ مَجْسَادَةَ
 الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِعِدِ بْنِ عُمَانَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِعِدِ بْنِ سَعْدِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِيَاكِ بْنِ سَعْدِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِقِيَانِ بْنِ تَشِيرِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِرَاقَةَ بْنِ كَعْبِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِرَاقَةَ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِلِيمِ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِلِيمِ بْنِ الْحَارِثِ الْخُزَجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِلِيمِ بْنِ مُحَمَّدَانَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِلِيمِ بْنِ قَيْسِ الْخُزَجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِيبِ بْنِ قَيْسِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِلِيطِ بْنِ قَيْسِ الْخُزَجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِنَانَ بْنِ كَبِيْفِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسَوَادِ بْنِ وَدَّانِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسَوَادِ بْنِ غَزَاةِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسَاتِبِ بْنِ خَلَادِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حَرْفُ السِّينِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاسَجَاعِ بْنِ وَهْبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِمَاسِ بْنِ عُمَانَ
 الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسِرِيكِ بْنِ أَنَسِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حَرْفُ الصَّادِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاصِفَوَانَ بْنِ وَهْبِ الشَّيْبِيِّ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاسَا
 صَمِيْبِ بْنِ سِنَانَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِبِيْجِ مَوْلَى أَبِي الْعَاصِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِيفِ بْنِ سَوَادِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ -

حَرْفُ الضَّادِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاضِضَانَ بْنِ حَارِثَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاضِضَانَ بْنِ
 عُبَيْدِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاضْمَرَةَ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حَرْفُ الطَّاءِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاطِلِيْبِ بْنِ عُمَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ الْفَيْلِيِّ بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ الْفَيْلِيِّ بْنِ الْخَزْزَاجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ الْفَيْلِيِّ بْنِ الْخَزْزَاجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حَرْفُ الطَّاءِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاطِلِ الْفَيْلِيِّ بْنِ رَافِعِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حَرْفُ الْعَيْنِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاطِلِ بْنِ الْبَلْبَلِيِّ الشَّهِيدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ الشَّهِيدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عُمَيْرِ بْنِ أَبِي وَقَّاصِ الشَّهِيدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عُمَيْرِ بْنِ عَوْفِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ بْنِ جَحْشِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمِيلِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَاقَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَعْنُونَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُهَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ بْنِ طَعْنُونَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَزْوَانِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ وَهْبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَمَّاشَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُحَصِّنِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ الْبَلْبَلِيِّ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَامِرِ بْنِ رُبَيْعَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ أَبِي بَكْرٍ الْفُكَيْهَةِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَامِرِ بْنِ يَاسِرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَامِرِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ سُرَاقَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَامِرِ بْنِ أَبِي سَلْحٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ عَامِرِ بْنِ مَعْبَدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاطِلِ

عَامِرُ بْنُ زَيْدٍ الْأَوْسِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعِمَارَةَ بْنِ زِيَادٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعُولِيٍّ
بْنِ سَاعِدَةَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعِيكَ بْنِ شَيْخِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ بْنِ
أَبِي عُبَيْدٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ بْنِ أَوْسٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ بْنِ
الْيَمَّانِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَبْرِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ اللَّهِ بْنِ شَرِيكِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
بِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ اللَّهِ بْنِ سَمَلٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ اللَّهِ بْنِ طَارِقٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِ بْنِ قَيْسٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِ بْنِ عَلَدِيِّ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعُوفِ بْنِ الْحَارِثِ الشَّهِيدِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِيرِ بْنِ
الْحَمَامِ الشَّهِيدِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِيرِ بْنِ عَامِرِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِيرِ
بْنِ الْحَارِثِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمَارَةَ بْنِ خُزَيْمٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ
بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ بْنِ زَيْدٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ
بْنِ حَنْفٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
بِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْجَدِّ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبِيدِ اللَّهِ بْنِ الْحَمِيرِ الْخُزَجِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِرِ بْنِ الْحَارِثِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِرِ بْنِ أَيَّاسٍ الْخُزَجِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِرِ بْنِ قَيْسٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِرِ بْنِ طَلْحٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِرِ بْنِ الْجَمُوحِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْمِرِ بْنِ ثَلْبَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِرِ بْنِ سَلَمَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِرِ بْنِ أُمَيَّةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَبِسَيِّدِ نَاعَامِرِ بْنِ سَاعِصِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَامِرِ بْنِ الْعَبْدِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَبِسَيِّدِ نَاعَصَمَةَ بْنِ الْحَصِينِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَصَمَةَ بْنِ الْأَنْبَجِيِّ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَبْسِ بْنِ عَامِرٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَبَادِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَامِرٍ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعَبَادِ بْنِ قَيْسِ بْنِ ثَلْبَةَ

الحمام
نَاعْمِيرِ بْنِ
عَامِرِ الْخُزَجِيِّ

الْحُزْرَجِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَادَةَ بْنِ الْحَمَّاسِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَادَةَ بْنِ
 الصَّامِتِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ ابْنِ الرَّبِيعِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَا
 عْبَدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرِ الْحُزْرَجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ صَيْفٍ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ
 بْنِ قَيْسِ بْنِ خَلْدَةَ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفَةَ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ
 الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
 بَسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ الْحُزْرَجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَدِ اللَّهِ بْنِ الثُّمَّانِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَا الْعِجْلَانِ
 بْنِ الثُّمَّانِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَانِ بْنِ مَالِكِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
 بَسَيِّدِ نَاعْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَبِسَيِّدِ نَاعْقِبَةَ بْنِ عُثْمَانَ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْقِبَةَ بْنِ وَهَبِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعِيٍّ بْنِ أَبِي الرَّعْبِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعِطِيَّةَ بْنِ ثَوْبَةَ الْحُزْرَجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاعْبَرَةَ مَوْلَى سَلِيمِ بْنِ عُمَرَ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حَرْفُ الْغَيْنِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاعْنَامِ بْنِ أَوْسٍ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حَرْفُ الْفَاءِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ مَا الْقَالَةَ بْنِ شَيْخِ الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَافُوءَةَ بْنِ عَمْرِو
 الْحُزْرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حَرْفُ الْقَافِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاقِدِ امَّةِ بْنِ مَطْلُونِ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِدِ امَّةِ بْنِ الشَّامِ
الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِصَةِ بْنِ عَمْرِو الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِصِ بْنِ عَمْرِو
الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِصِ بْنِ حُصَيْنِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِصِ بْنِ حَسَنٍ
الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِصِ بْنِ السَّكَنِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حَرْفُ الْكَافِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ جَمَّازِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ مَالِكِ
الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ زَيْدِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِصِ بْنِ
عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حَرْفُ اللَّامِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاقِبَةِ بْنِ قَيْسِ الْخَزَرَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حَرْفُ الْمِيمِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ صَالِحِ الشَّهِيدِ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ الْحِجْ
لِ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ عَمْرِو الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ الْأَمْرِ
بْنِ عَمْرِو الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ عُمَيْرِ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ
مَعْمَرِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ أَبِي مُرَّةٍ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ الْمُقْدَادِ بْنِ الْأَسودِ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ أَنَاثَةَ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ مَسْعُودِ بْنِ رَيْعَةَ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ مُحَمَّدِ بْنِ نَضْلَةَ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ عَوْفِ الْمَهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاقِبِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ زَيْدِ الْمَهَاجِرِيِّ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الشَّيْبِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ
وَاضِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ سُلَيْمِ
الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ قَدَامَةَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ
مُحَمَّدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ قَدَامَةَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ
مَالِكِ بْنِ مُيَكَلَةَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَدِيِّ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
بِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ قُنَيْدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَبْدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَبْدِ سَعْدِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ وَذِينَ الْحَارِثِ
الشَّيْبِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ
مُعَاذِ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ الْحَارِثِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
بِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ جَبَلِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ مَاعِصِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ الصَّمَةِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ الرَّبِيعِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ رِفَاعَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ الدُّخَشِمِ
الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ مَسْعُودِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ
بْنِ أَبِي الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ مَسْعُودِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ
مَسْعُودِ بْنِ سَعْدِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ زَيْدِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ
بِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ زِيَادِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَبَّادِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ قَلْبِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَامِرِ الْخُزَجِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ وَبَرَةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ان

مالك

حَرْفُ النُّونِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ عَمْرِو
الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ أَبِي خُوَمة الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِ نَاصِرِ بْنِ

بْنِ سَيَانَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا الشَّهْمَانِ بْنِ الْأَعْرَجِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا
 الشَّهْمَانِ بْنِ مَالِكِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا الشَّهْمَانِ بْنِ عَبْدِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَبِسَيِّدِنَا الشَّهْمَانِ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا الشَّهْمَانِ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَبِسَيِّدِنَا تَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حَرْفُ الْأَوَا

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بَسِيْدَنَا وَقِيْدَ بَنِي عَبْدِ مَنَاكِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا
 وَهَبَ بْنِ سَعْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا وَقِيْدَ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَبِسَيِّدِنَا وَهَبَ بْنِ أَبِي سُرْحٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا وَادِيعَةَ بْنِ عَمْرِو الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا وَادِيعَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حَرْفُ الْأَهَاءِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بَسِيْدَنَا هَانِيَّ بْنَ سَيَارِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا هَانِيَّ بْنَ
 بَرَّةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا هَانِيَّ بْنَ أُمَيَّةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا هَانِيَّ
 بْنَ أُمَيَّةَ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ.

حَرْفُ الْأَيَاءِ

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بَسِيْدَنَا يَزِيدَ بْنَ الْأَخْنَسِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا يَزِيدَ بْنَ
 رُقَيْشٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا يَزِيدَ بْنَ السَّكَنِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا
 يَزِيدَ بْنَ الْحَارِثِ الشَّهْمِيِّ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا يَزِيدَ بْنَ خِدَّامِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا يَزِيدَ بْنَ الْمُنْذِرِ الْخُزَجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

الْكُنَى

اللَّهُمَّ وَاسْأَلْكَ بَسِيْدَنَا إِبْنِ سَيَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا إِبْنِ مُوَيْلِدَ

حُصَيْنُ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي نُحْشِيِّ بْنِ نُحْشِيٍّ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا
 أَبِي كَثْبَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي سَلَمَةَ
 بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي سُبْرَةَ بْنِ أَبِي رُحْمٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي حَذَافَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي عَقِيلِ بْنِ ثَعْلَبَةَ
 الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ الْيَثْبَانَ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا
 أَبِي مُلَيْلِ بْنِ الْأَرَعْرِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي حَنَةَ بْنِ مَالِكِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي حَنَةَ بْنِ ثَابِتِ الْأَوْسِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي ضِيَاخَ بْنِ ثَابِتِ الْأَوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي سَلْبَةَ بْنِ ثَابِتِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي دُجَانَةَ بْنِ خُرْشَةَ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي طَلْحَةَ بْنِ سَمَالِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي الْأَمْرِاءِ مَوْلَى الْحَارِثِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي الْأَعْوَدِ بْنِ الْحَارِثِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَبِسَيِّدِنَا أَبِي أَيُّوبَ بْنِ زَيْدِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي حَبِيبَ بْنِ زَيْدِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي قَلْبِ بْنِ الْمُعَلَّا الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي خَالِدِ بْنِ قَلْبِ الْخُزْجِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي خَارِجَةَ بْنِ قَلْبِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي حُرْمَةَ بْنِ قَلْبِ
 الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي حُزَيْمَةَ بْنِ أَوْسِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا
 أَبِي قَادَةَ بْنِ رُمَيْيَ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا
 أَبِي الْمُنْذِرِ بْنِ عَامِرِ الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي سَلْبَةَ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَبِسَيِّدِنَا أَبِي حَسَنِ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي الْيَسْرِ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ وَبِسَيِّدِنَا أَبِي سَعُودِ بْنِ عَمْرِو الْخُزْجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ تَقْضَى حَاجَاتِي وَمِهْمَاتِي كُلُّهَا
 بِعَفْوِكَ وَكَرَمِيَاكَ أَلَا أُوْمِنُ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَيَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ =

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت عاشقان حالات بابرکات احمدی کو مژدہ طرب افزا اور طالبان آثار پر انوار محمدی کو نوید مسرت اتنا دی جاتی ہو کہ اگرچہ مدت مدید اور زمان بعید سے الی یومنا ہذا صد کتابین حالات انبیاء سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تصنیف ہوئیں اور اکثر انہیں سے معرض طبع میں اگر ملاحظہ فرمائیں میں گذرین۔ لیکن آج تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہ ہوئی تھی حسین فیضی حال حضرت سرور کائنات علیہ اکمل التحیات خصوصاً جنگ بدر کا حال بالتفصیل لکھا ہو اور جو جو صحابہ جنگ بدر میں شریک تھے اور جو بدرجہ شہادت فائز ہوئے اُنکے اسمائے گرامی بالتحقیق مندرج ہوں۔ سچ ہو ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء اس زمان برکت اقتران میں صاحب حالات سینہ مالک مقامات علیہ ماہر علوم ربانی مطرح فیوض یزدانی أسوة العلماء ظہیر الشعراء حافظ حکیم ظہیر احمد شاہ صاحب المتخلص بہ ظہیری سہوانی دام نبیل الالمانی نے ایک کتاب متضمن حالات مذکورہ بالا بری عرقریزی و جانچا ہی اور نہایت تحقیق ایلق سے تصنیف فرمائی اور اسکا نام گرامی البدر رکھا حقیقت میں اگر اس کتاب مستطاب کو گلدستہ از ہار گلستان معرفت و ایقان کہیں تو بجا ہو اور اگر دستنبوے ریاحین چنستان حقیقت وایان کہیں تو روا ہو۔ جب یہ کتاب آقائے نامدار مالک مطبع اودھ اخبار دام اقبالہ کی نظر اقدس سے گذری نہایت پسند فرمائی اور بنظر ملاحظہ صاحبان شوق اس کو ہرگز انامیہ کو معاوضہ مبلغ خیر و ہم بہ شکرۃ کثیر حضرت مصنف بالقاب سے حاصل فرما کر حکم طبع دیا۔ پس الحمد للہ کہ یہ کتاب فیض مآب مطبع نامی و گرامی مثنوی نو کشور واقع لکھنؤ میں بعالیٰ ہمتی جناب محل القاب مثنوی پر راگ نرائن صاحب زاد اجلالہ مالک مطبع موصوف باہ و تبرک ۱۹۹۱ ع مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۱۶ ہ صحت حضرت مصنف مدد و جبار اول حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر حامل گلوے مشتاقان ہوئی۔

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعد
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
